سیدنا امام حسین کے فضائل ومناقب اور واقعۂ کربلا پر تحقیقی کتاب
سیرت
سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مرتب
مولانا حافظ محمد عبدالاحد قادری

Marfat.com

Marfat.com

سیدنا امام حسین کے فضائل و مناقب اور واقعہ کربلا پر تحقیقی کتاب

سیرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرتب
مولانا حافظ محمد عبد الاحد قادری

کتاب میلہ
https://www.kitabmela.pk
facebook.com/kitabmela

M-33827

Marfat.com

کتاب میلہ

ناشر: عبدالقادر

حقوقِ اشاعت محفوظ

اشاعت — 2018ء

اہتمام — محمد ابصار

زیرنگرانی — محمود ایاز

مارکیٹنگ مینیجر — منان حسن

ڈیزائن — ایمان گرافکس

کمپوزنگ — ایمان گرافکس

مطبع — وقاص جاوید پرنٹرز

قیمت — -/500 روپے

کتاب میلہ

www.kitabmela.pk

www.facebook.com/kitabmela

297931

51

142238

Marfat.com

حسنِ ترتیب

قرآن سے اہل بیت کا ذکر	13
عظمت اہل بیت در آیۂ مباہلہ	14
انعامات ربوبیت بر اہلِ بیتِ نبوت	17
آیتِ فترضیٰ	20
آیتِ صدقہ	20
سلام	21
آیت حسنات	22
آیت اولی الامر	22
آیت اہلِ الذکر	23
آیت حبل اللہ	23
آیت ولیکم	23
آیتِ مؤمن	24
آیت وُدّ	24
آیت بحرین ومرجان	25
آیتِ ہاد	25
آیتِ مرضات	26
آیتِ صلوٰت	26
قرآن واہلِ بیت سے وابستگی نورِ ہدایت	28
قرآن اور عترتِ رسول حوضِ کوثر پر	29
گمراہی سے بچاؤ کا ذریعہ قرآن اور عترتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	29
کائنات کی سلامتی آلِ نبوت سے ہے	30
فوائدِ کثیرہ در محبتِ آلِ طاہرہ	30
اہلِ بیتِ نبوت سفینۂ حضرت نوح علیہ السلام	31
دینی دنیاوی و اُخروی فوائد در حب آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	32
اہلِ بیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	32
اہل بیت کے معنی	33
شہادت حسنین رضی اللہ عنہما کا مخفی راز	34
شہادت جلی اور شہادت خفی	36
حب اہل بیت پر نصوص	36
ایمان پر خاتمہ	37
سیدنا حسنین رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت	38
شفاعت نصیب ہوگی	39
گمراہی سے محفوظ	39

Marfat.com

اہل بیت پر ستم جنت حرام	40
خطبہ چھوڑ دیا	40
بوسہ دینا	40
پھولِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	41
شہزادوں سے محبت	41
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا	41
جنت میں داخل	42
اہل جنت کے سردار	43
احترام میں کھڑا ہونا	44
سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا تعظیماً کھڑا ہونا	44
سادات بچوں کو دیکھ کر احتراماً کھڑے رہنا	45
جنت کا ناز کرنا	45
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب	47
حسب ونسب سب سے اعلیٰ	47
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں مقام حسنین رضی اللہ عنہما	49
جنتی نام	50
رسول اللہ کا بوسہ دینا	50
حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ	51
نام ونسب	51
کنیت	51
والدہ محترمہ	51
القابات	52
فضائل ومناقب	54
اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب	55
چار سے محبت	56
ضروری وضاحت	57
منافق کی پہچان	58
کمالِ علم	58
قدر ومنزلت	60
شجاعت وبہادری	63
تحمل مزاجی	65
بعض عجیب فیصلے	66
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اعتراف	66
مجبوری میں عمل کی سزا نہیں	67
مجنون پر احکام نافذ نہیں ہوتے	67
امانت میں خیانت کا فیصلہ	68
فراست سے جھوٹے کو پہچان لینا	68
تین روٹیوں کا فیصلہ	68
بعد فیصلہ دیوار گرگئی	69
زہد وتقویٰ	70

Marfat.com

بھائی کو بیت المال سے دینے سے انکار	72
زرہ کی گمشدگی کا واقعہ	73
خلافت کے متعلق بیان	75
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں	79
خلفاء راشدین مہدیین کون؟	79
چند کرامات	80
ایک گستاخ کی ہلاکت	81
قاتل کی نشاندہی	82
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت	83
قتل کی سازش	84
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خواب	88
قاتل سے ہمدردی	90
ابن ملجم کا بُرا انجام	91
ہر پتھر سے خون	92
حلیہ مبارک	93
اولاد و ازواج	94
ولادت باسعادت	98
فاطمہ نام کے معنی	98
القابات	98
فضائل و خصائل	99
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت	102

بعد سفر پہلی ملاقات	102
باکمال عورتیں	103
یومِ محشر اعلان	104
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت	104
شان سے پل صراط سے گذر	105
عورت کیلئے سب سے بہتر چیز کیا ہے؟	105
شادی مبارک	106
جہیز مبارک	106
رخصتی مبارک	108
خوبصورت بابرکت شادی	109
شمائل وزہد و تقویٰ	111
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر غم	114
حضرت سیدہ کا وصال	115
تاریخ وصال	116
پیدائش	118
عقیقہ اور نام	118
چمکتا چہرہ	119
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت	119
سائل کی فریاد	120
جگہ خالی کردی	122
جسے سب جانتے ہیں	122

Marfat.com

شاعروں کو انعام دینا	122
ایک دوسرے کا احترام	123
پھولوں کا گلدستہ	123
لونڈی سے احسان کرنا	124
عبادت وریاضت	124
بیٹے کو قربان کر دیا	126
حسین مجھ سے ہے	126
سبط کے معنی	127
حضرت جبرائیل علیہ السلام کا تربیت کرنا	127
رونے سے ایذاء	128
محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	128
بے رحم، ظالموں نے کچھ خیال نہ کیا	128
ظالمو! تم نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا	129
پیار ومحبت کا نرالا انداز	130
حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عقیدت	130
آپ ہمارے لئے عالی درجہ ہیں	131
حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قلب اطہر کو صدمہ	131
طف دریا کے معنی	132
حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کا خواب	132
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم میں آنسو بہانا	133
وہاں کی مٹی دکھادی	134
حضرت جبرائیل علیہ السلام کا شہادت کی خبر دینا	134
قاتلان امام مبغوض خدا ہیں	134
مجھے قاتل کا نام بھی بتادیا گیا	135
میرے حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کرنا	135
قاتلانِ حسین شفاعت سے محروم	136
ہجرت کے ساٹھ سال بعد حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے	136
ایک کتا میرے خون میں منہ مار رہا ہے	136
اللہ عزوجل "یزید" کو برکت نہ دے	137
سگ ابلق سے مراد "شمر" ہے	137
ایک شخص میری اہل بیت کا قاتل	137
سب سے پہلے دین میں تغیر "یزید" کرے گا	138
فرشتے کا شہادت سے آگاہ کرنا	138
خاک خون ہوجائے گا	139
کنکریاں خون بن گئی	139
حضرت علی رضی اللہ عنہ سرزمین کربلا میں	139
یہ مقتل اہل بیت کا مقام ہے	140
اے حسین رضی اللہ عنہ صبر کرنا	140
سرزمین عراق میں شہید ہوں گے	141

Marfat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خواب	142
مروان، حاکم مدینہ کو بیعت یزید کا خط	142
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے گفتگو	143
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خطبہ	144
حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا جواب	144
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی گفتگو	145
اہل شام کا بیعت کرنا	145
اہل حرمین کا بیعت کرنا	146
حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کا یزید کی بیعت سے انکار	146
دوران خطبہ یزید کی بیعت سے انکار	147
مال و دولت کا لالچ پھر بھی انکار	148
یزید کی ایک اور وجہ نزع حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ	148
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ	149
مروان کا خط	150
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام خط	151
حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خط	151
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خطبہ	152
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق وصیت	152
صحابہ کرام اور اہل حرمین کے بارے میں یزید کو وصیت	152
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال	153
اہل سنت کا عقیدہ	156
یزید تخت سلطنت پر	158
یزید کا حاکم مدینہ کو خط	158
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیعت سے انکار	159
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خواب	159
یزید کے خط کا مضمون	159
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ روانگی	161
تاریخ روانگی	161
اہل کوفہ کے خط کا مضمون	162
حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی روانگی	163
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشورہ	163
اہل کوفہ کی حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت اور خط	164
یزید کو عبداللہ کا خط اور یزید کی پریشانی	165
لوگوں کا بیعت کرنا	165

Marfat.com

گورنر کوفہ معزول اور ابن زیاد مقرر	166
اہل بصرہ کو ابن زیاد کا دھمکی دینا	167
ابن زیاد کا مکاری سے کوفہ آنا	167
دارالامارت میں داخل اہل کوفہ کو ڈرانا دھمکانا	168
حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور حضرت ہانی رضی اللہ عنہما کی شہادت	169
حضرت مسلم ایک بوڑھی عورت کے مہمان اور اس کے بیٹے کی بغاوت	171
حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا مقابلہ	172
کون سنائے گا داستان شہادت	173
حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے بچوں کی تلاش	174
صاحبزادگان کی مدینہ روانگی	175
محب اہل بیت داروغہ	175
چشمہ کے کنارے پر	176
محبہ اہل بیت	176
صاحبزادوں کا خواب اور شہادت	177
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منع کرنا	178
ابو عمرو بن حارث مخزومی کا مشورہ	178
ہر ایک کا منع کرنا	179
حرمت کعبہ کا خیال	180
اہل مکہ کا عراق جانے پر رونا	181
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں	182
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گریہ	183
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نہ جانے کا دوبارہ مشورہ	183
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا دوبارہ منع کرنا	184
مسورہ بن مخرمہ کا عراق نہ آنے کا خط	184
مکہ کی حرمت کا خیال	184
مکہ سے جانب عراق کوچ	184
حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر	185
فرزدق شاعر آپ کی خدمت میں	186
حر سے ملاقات	187
کربلا پہنچنے کی تاریخ	187
سات روز کی مسافت کے باوجود میدان کربلا میں	188
یزید کا ابن زیاد کو خط	189
ابن زیاد کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام خط	190
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بے قراری	191
پانی بند کرنے کے لئے یزید کا خط	191
یزید ہمدانی کی ابن سعد سے گفتگو	192
یزیدی فوج سے خطاب	193

Marfat.com

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے تین مطالبات	195
ابن زیاد کا خط	195
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ابن زیاد کے پاس جانے سے انکار	196
ابن سعد کا مشورہ	196
ابن زیاد کا شرائط ماننے سے انکار	197
ابن زیاد کا حکم	198
پانی بند	198
تمام رات عبادت میں مصروف	199
جنگ کی تیاری	199
شوق شہادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت	200
پیاس سے بیتاب	201
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کارزار میں	204
شہادت	206
اہل بیت کی بے حرمتی	207
ساتھیوں سے خطاب	207
محبان حسین رضی اللہ عنہ کا جواب	208
یزیدی فوج سے خطاب	208
ایک دشمن جل گیا	210
سب سے پہلا تیر ابن سعد نے چلایا	210
تمام رفقاء شہید	211
حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت	212
حضرت عبداللہ اور جعفر بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت	213
امام حسین رضی اللہ عنہ کے یار و مددگار	213
حضرت قاسم بن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت	214
حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کی شہادت	215
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہادری	215
خیموں سے لوٹ مار	217
جسم اطہر کی بے حرمتی	218
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خواہش	218
حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی نصیحت	218
قاتل امام کون؟	220
شہداء کے تن بے سر مدفون	224
بے وفا کوفیوں کا رونا	224
ابن زیاد کے دربار میں	225
حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی ابن زیاد سے گفتگو	225
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم	226

Marfat.com

یزید کے دربار میں اور اس کی گستاخی	227
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا یزید کو جواب	227
دندان مبارک پر چھڑی مارنا ابن زیاد کی گستاخی	228
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی جرأت وبہادری	229
سرانور کا کلام کرنا	231
اسلام میں سب سے پہلا سر نیزے پر	232
بے پردہ کر دیا گیا	232
بت خانہ کی دیوار پر شعر	232
عجیب واقعہ	234
یزید کے دربار میں جنگ کا واقعہ بیان	235
یزید کا بظاہر افسوس کرنا	235
سرانور سے یزید کی گستاخی	236
یزید کا اہل مجلس سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنا	237
قتل حسین رضی اللہ عنہ میں یزید کی رضا تھی	239
یزید کی حرکت پر ایک عیسائی کا خطاب	239
ایک یہودی کا دربار یزید میں خطاب	240
یزید کی گستاخی	240
ایک غلام کا یزید کو مارنا	241
سرانور کہاں دفن ہے؟	241
سر مبارک سے خوشبو آنا	243
اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی	244
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خواب	245
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خواب	245
ہر پتھر کے نیچے سے خون	247
آسمان پر سیاہی اور سرخی	247
آسمان کے سرخ ہونے کی وجہ؟	248
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے چین ہونا	248
یزیدیوں کی نحوست سے سب کچھ راکھ ہو گیا	249
آسمان کا رونا	250
خون کی ندیاں جاری	250
سورج گہن	250
جنات کا اظہار غم	252
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو صدمہ	253
حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا اظہار غم	254
مزار اقدس پر فرشتوں کی حاضری	256
یاد امام میں بے اصل روایات اور غلط مرثیے ناجائز ہیں	256

Marfat.com

محب اہل بیت کے لئے یہ ماتم اور نوحہ مناسب نہیں	257
دس محرم کو کیا عمل کریں؟	257
بعض دیگر خرافات	258
تاریخ شہادت	259
صاحبزادوں کی تعداد	260
حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہا	261
حضرت سکینہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہ	262
سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	264
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اولاد	264
یومِ قیامت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں فیصلہ	266
مستحق عذاب	267
معرکہ کربلا میں شریک یزیدی مختلف عذاب میں گرفتار	267
دشمن جل مرا	268
جل کر سیاہ	268
چہرہ سیاہ ہو گیا	269
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی	269
ایک شخص اندھا ہو گیا	270
غیبی سزا	271
تبرا کرنے پر سور بن گئے	271
پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گیا	272
ایک ظالم کا پیٹ پھٹ گیا	272
یزید ملعون کے سیاہ کارنامے	274
یزید کا خلاف شرع حکم اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا اعلان حق	274
الگ الگ جماعت	275
شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا غم	275
یزید کا قاصد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس	276
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا بیعت لینے سے انکار	277
یزید کا پیغام اور اہل مدینہ کا انکار	277
اہل مدینہ کی تجدید بیعت نہ کرنے پر جنگ	277
عبیداللہ بن زیاد اور یزید کی ناراضگی	278
اہل مدینہ سے جنگ	278
سات سو صحابہ کے ساتھ دس ہزار اہل مدینہ شہید	280
مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حرمتی	280

Marfat.com

مدینہ منورہ میں قتل وغارت	281
قاتل مسلم واصل جہنم	282
بیت اللہ شریف کی بے حرمتی اور گستاخوں کا انجام	283
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پیشکش	284
یزید کی مدت حکومت	284
معاویہ بن یزید کا خطبہ	284
معاویہ کے دل میں حب اہل بیت	285
مختار کی بیعت	286
امیر کوفہ سے مختار کی جنگ	288
تمام کوفہ پر مختار کا قبضہ	290
ابن زیاد سے جنگ	290
اہل کوفہ کا قتل عام	292
عمرو بن سعد اور شمر لعین کا قتل	293
قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کی فہرست	294
خولی بن یزید کا قتل	295
ابن زیاد سے جنگ	295
ابن زیاد کا مارا جانا	296
ستر ہزار لوگ مارے گئے	297
ابن زیاد کے ناک میں سانپ کا گھسنا	297
یزیدی طرح طرح کی سزا سے مارے گئے	297
مختار کا دعویٰ نبوت کرنا	298
مختار کا قتل	299
عبرت کا مقام	300
اہل بیت پر ظلم کرنا کفر ہے	302
جنت حرام	302
اہل بیت کی اہانت کفر ہے	303
یزید کافر ہے	303
نصیحت پر صحابہ کا قتل	305
سرانور کی اہانت	306
یزید کے مظالم	306
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے	309
سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے	309
اسماء گرامی جان نثاران	310

Marfat.com

قرآن سے اہل بیت کا ذکر

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (الشوریٰ: ۲۳)

ترجمہ: ''تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔''

اس آیت شریفہ میں حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے قرآن میں فرمایا گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے محبوب ان کو فرما دیجئے کہ میں تم سے کوئی مال، دولت ساز وسامان اس تبلیغ وہدایت کے بدلے نہیں مانگتا بلکہ میں تم سے اپنی اہل قرابت کی محبت مانگتا ہوں جس پر تمہاری کوئی قیمت خرچ نہیں ہورہی صرف ان کی محبت تمہاری فلاحیت کے لیے چاہتا ہوں اسی آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بارہ گاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا: یا سیدی یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں وہ کون ہیں جن کی محبت کا خدا نے اور رسول نے قرآن میں حکم فرمایا ہے چنانچہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ نبوت نے بارگاہِ نبوت سے جب پوچھا:

يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَوَلَدَاهُمَا ۔ (زرقانی علی المواہب، جلد ۷)

ترجمہ: ''یارسول اللہ! وہ آپ کے قریبی کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب فرمائی گئی ہے فرمایا: علی وفاطمہ اوران کے دونوں بیٹے (حسن وحسین)۔''

اِنَّهٗ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ لَاٰيَةُ. قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ فَقَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا.

(تفسیر درمنثور، زیر آیت)

Marfat.com

ترجمہ: ''جب یہ آیت نازل ہوئی تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے کون سے قرابت والے ہیں جن کی محبت ومودت ہم پر فرض کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا علی فاطمہ اوران کے دونوں شہزادے۔''

عظمت اہل بیت در آیۂ مباہلہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بغرضِ مناظرہ حاضر ہوا اورانہوں نے عرض کیا کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اوراس کے رسول اس کے کلمہ ہیں جو کنواری بتول مریم علیہا السلام کی طرف القا کئے گئے تھے۔ وہ کہنے لگے وہ تو اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ کہنے لگے آپ نے کوئی ایسا بندہ بھی دیکھا ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا ہو؟ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہی دلیل ان کے بیٹے (ابن اللہ) ہونے کی ہے تو پھر مجھے بتاؤ کہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق تمہیں بدرجہ اولیٰ یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ وہ تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو پھر بھی والدہ محترمہ ہیں اب باوجود اس کے کہ ان کے پاس کوئی معقول جواب نہیں تھا محض ایک ہٹ دھرمی کرتے ہوئے جھگڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا اگر ایسا ہی ہے تو پھر تم ایسا کرو کہ میرے ساتھ مباہلہ کرلو جو سچا ہوگا وہ بچ جائے گا اور جو غلط ہوگا وہ تباہ ہوجائے گا تمہارے اور ہمارے سچے وجھوٹے عقیدہ کا پتہ چل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مباہلہ کے بارے میں قرآن میں ارشاد فرمایا:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦١﴾ (آل عمران:٦١)

Marfat.com

ترجمہ: ''تو ان سے فرما دو آؤ ہم بلالیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔''

اس عیسائی وفد نے یہ سن کر کہا کہ اچھا ہم کو تین دن کی مہلت دے دیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین یوم کی مہلت بھی ان کو دے دی جب تین روز گزر گئے تو وہ عیسائی نہایت شاندار پوشاکیں پہن کر اور اپنے بڑے بڑے پادریوں کو ساتھ لے کر آ گئے۔ ادھر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عظیم شان و شوکت سے تشریف لائے کہ گود میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور دائیں طرف آپ کا ہاتھ مبارک پکڑے ہوئے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ہیں اور خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم دونوں پیچھے پیچھے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے فرما رہے تھے کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ۔

ترجمہ: ''اے اللہ یہ میری اہل بیت ہیں۔''

عیسائیوں کے سب سے بڑے پادری نے جب یہ حسین منظر دیکھا تو پکار اٹھا اور کہنے لگا اے عیسائیو!

''بیشک میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے سوال کریں کہ وہ پہاڑوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا سے پہاڑوں کو ہٹا دے گا۔ خدا کے لیے ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر قیامت تک کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ پس انہوں نے کہا اے ابو القاسم ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے آپ اپنے دین پر رہیں اور ہمیں اپنے دین پر رہنے دیں۔'' (تفسیر بغوی ۱:۳۱۰)

Marfat.com

پھر انہوں نے کچھ جزیہ دے کر صلح کر لی حضور محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم عذاب خداوندی ان کے قریب آ گیا تھا اگر مباہلہ ہو جاتا تو یہ سب بندر اور سور بن جاتے اور ان کا جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران کے پرندو چرند تک نیست و نابود ہو جاتے۔

ضروری وضاحت

اس آیت شریفہ اور تفاسیر واحادیث سے ثابت ہوا کہ اہل بیتِ نبوت کی شان وعظمت کس قدر بلند ہے۔

واضح رہے کہ یہ مباہلہ کی صورت ۱۰ ھ کو پیش آئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت چار صاحبزادیوں میں سے صرف ایک صاحبزادی سلام اللہ علیہا بظاہر دنیا میں حیات تھیں باقی صاحبزادی حصرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۲ ھ میں ہو چکا تھا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ۹ ھ میں ہو چکا تھا اور سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ۸ ھ میں ہو چکا تھا لہٰذا ان کو ہمراہ نہ لے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا اور یہ خیال کرنا کہ ایک ہی بیٹی تھی جس کو لے گئے تھے بالکل دلیل نہیں بن سکتی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ آپ نے اس موقعہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کیوں ہمراہ نہ لیا اگر صحابہ عظام کو نہیں لے گئے تو یہ تنقیص صحابہ و توہین صحابہ کی بھی دلیل نہیں ہے صحابہ عظام نے عظیم معرکوں میں بے شمار قربانیاں دی ہیں جس کا کسی کو انکار نہیں ہاں اس موقع پر صحابہ عظام کو ساتھ نہ لے جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہاں جھوٹوں کے لیے عذاب اور ہلاک ہونے کی بد دعا تھی اگر آپ صحابہ کرام کو ہمراہ لے جاتے تو عیسائی کہہ سکتے تھے کہ شائد ان کو معاذ اللہ اپنی ہلاکت کا خطرہ پڑ گیا ہے اس لیے اپنے بچوں کو نہیں لائے اور ان کو بچا لیا حالانکہ ان کے رب کا حکم ہے اس لیے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اپنی اولاد کو ہی میدان میں لائے تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ آپ کو

Marfat.com

اپنی نبوت وصداقت کی حقانیت پر مکمل یقین ہے اگر (معاذ اللہ) ادنیٰ شبہ بھی ہوتا تو آپ اپنے بچوں کو لے کر نہ آتے یہ بھی پتہ چل گیا کہ عیسائیوں کو اپنے عقیدہ کی سچائی پر یقین نہیں تھا جبھی وہ مباہلہ سے اعراض کر گئے۔

انعامات ربوبیت براہلِ بیتِ نبوت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیّدنا امام حسن وسیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہم بیمار ہو گئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ عظام ان کے حال دریافت کرنے کے لیے تشریف لائے تو کچھ صحابہ نے کہا اے علی المرتضیٰ آپ کوئی نذر مانیں تو حضرت علی المرتضی نے فرمایا میں آج سے ہی نذر مانتا ہوں کہ میں اور میری زوجہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا شہزادوں کو آرام آنے پر تین روزے رکھیں گے شہزادوں کو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی اب ان تین روزوں کی نذر پوری کرنی تھی جب روزہ رکھ لیا گیا تو شام افطاری کے لیے گھر پر کوئی چیز نہ تھی سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کسی سے بطورِ قرض کچھ جو لائے سیّدہ سلام اللہ علیہا نے ان کو چکی میں پیس کر آٹا تیار کیا شام کو جب کھانا تیار فرمالیا روزہ کی افطاری پانی سے فرمالی بعد نمازِ مغرب جب سیّدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما دستر خوان پر کھانا رکھ کر تناول فرمانے لگے تو ابھی ایک لقمہ بھی کسی نے نہیں اٹھایا تھا کہ باہر دروازے سے آواز آئی اے نبی کے گھر والوں میں مسکین ہوں بھوکا ہوں مجھے کچھ کھانے کو دیجیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کے خوانوں پر سے کھلائے گا یہ سن کر سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمام دستر خوان کا کھانا اٹھاؤ اور مسکین کے حوالے کر دو ہم پانی پی کر سو جائیں گے معلوم نہیں سائل کتنے دنوں کا بھوکا ہے سب کھانا اٹھالیا اور مسکین کو دے دیا اب دوسرا روزہ بھی پانی پی کی سحری کا وقت گزار لیا پھر جو پیس کر سیدہ نے شام کو کھانا تیار کر لیا۔ افطاری پانی سے فرمائی بعد نمازِ مغرب جب کھانا دستر خوان پر رکھا اور یہ

Marfat.com

نفوسِ مقدسہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو ابھی ایک لقمہ بھی نہ اٹھایا تھا کہ باہر دروازے سے آواز آئی اے نبی کے گھر والو! میں یتیم ہوں اگر کچھ کھانے کو ہے تو دے دو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے علی المرتضیٰ ہم تو پانی سے وقت گزار ہی لیں گے خواہ کتنی بھوک لگی ہے تمام کھانا جو دستر خوان پر ہے اس یتیم کو دے آؤ آپ نے فرمایا ہاں چنانچہ سب کھانا اٹھا کر یتیم سائل کے سپرد کر دیا۔ رات گزر گئی اور سحر کے وقت پانی پی کر روزہ رکھ لیا سارے دن میں سیدہ نے اسی طرح بڑی محنت کے بعد شام کو کھانا تیار فرما لیا بعد نمازِ مغرب جب کھانا دستر خوان پر رکھا گیا اور سب نفوسِ مقدسہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھے تو کسی نے ابھی ایک لقمہ بھی نہ اٹھایا تھا کہ باہر دروازے پر آواز آئی اے نبی کے گھر والو! میں اسیر ہوں یعنی غلام ہوں بھوکا ہوں کچھ کھانے کو ہے تو دے دو۔ سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا اے علی المرتضیٰ تین روزوں کی نذر تو پوری ہو گئی اور پانی پی کر وقت گزار لیا ہے میرا خیال یہی ہے کہ تمام کھانا سائل اسیر کو دے دیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ نے سارا کھانا اٹھایا اور اسیر کے حوالے کر دیا اب روزوں کی نذر تو پوری ہو گئی لیکن بھوک سے چوتھا روز ہو گیا ہے شدت بھوک اور ضعف سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ تھی۔ حضورِ سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سیدہ کے پاس آئے تو دیکھا کہ میری شہزادی اور شہزادے حسنین عظمین اور ان کے ابا جان آج اتنے یوم سے بھوکے ہیں اور ان کو کوئی چیز کھانے کے لیے میسر نہ آئی آپ بے قرار ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ نے صبر کی تلقین فرمائی اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت اقدس ہوئے اور صلوٰۃ وسلام کے بعد عرض کیا مبارک ہو اے اہلِ بیت نبوت مبارک ہو تمہاری ادا اللہ تعالیٰ کو پسند آ گئی تم نے خود پانی پی کر روزے رکھے اور دروازہ پر سائلوں کو تین یوم تک خالی نہ موڑا اور سارا کھانا ان کے سپرد کر دیا اللہ نے تمہارے حق میں آیات نازل فرمائی ہیں:

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝٧ وَيُطْعِمُونَ

Marfat.com

الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ
لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا
یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ
نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿۱۱﴾ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِیْرًا ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ
فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا ﴿۱۳﴾ وَدَانِیَةً
عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا ﴿۱۴﴾ وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ
بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَا ﴿۱۵﴾ قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّةٍ
قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا ﴿۱۶﴾ وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا
زَنْجَبِیْلًا ﴿۱۷﴾ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا ﴿۱۸﴾ وَیَطُوْفُ عَلَیْهِمْ
وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا
رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِیَهُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ
خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ
شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْیُكُمْ
مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ (الدھر، ۷ تا ۲۲)

ترجمہ: ''اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں۔ تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے تو انہیں اللہ نے اُس دن کے شر سے بچالیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیئے جنت میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے نہ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھٹھر اور اس کے سائے ان پر جھکے ہوں گے اور

Marfat.com

اس کے نیچے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہوں گے اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہو گا جو شیشے کی مثل ہو رہے ہوں گے کیسے سیشے چاندی کے۔ ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ پر رکھا ہو گا اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی ادرک ہو گی۔ وہ ادرک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے اور جب تو ادھر نظر اٹھائے ایک چین دیکھے اور بڑی سلطنت اس کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قنادیز کے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے گئے اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی۔ ان سے فرمایا جائے گا یہ تمہارا اصلہ ہے۔ اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔''

(تفسیر خازن و مدارک التنزل ج ۴ ص ۳۴۰ تفسیر کبیر ج ۸ ص ۳۷۶۔ روح البیان ج ۶ ص ۵۴۶۔ الریاض ۲ ص ۳۰۲)

آیتِ فترضیٰ

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ﴿٥﴾ (الضحیٰ، ۵)

ترجمہ: ''اور آپ کا رب عنقریب آپ کو اتنا کچھ عطاء فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔''

اس آیت کے متعلق حضرت ابن عباسِ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ رِّضَاءِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ لَا يَدْخُلَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهِ النَّار

(تفسیر درمنثور زیر آیت، الصواعق المحرقہ)

ترجمہ: ''حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں یہ بھی شامل ہے کہ آپ کی اہل بیت میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔''

آیتِ صدقہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بعض مالدار لوگ حاضر ہو کر غیر اہم باتوں

Marfat.com

میں مصروف رہتے اور اتنا وقت لیتے کہ دوسروں کو خصوصاً فقراء و مساکین کو مستفید ہونے کا موقع کم ملنے لگا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کو یہ بات ناگوار گزری۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اچھا ہو کہ یہ لوگ کم وقت لیا کریں اور فقراء و مساکین کو بھی مستفید ہونے کا موقعہ مل سکے اور یہ بھی بہتر ہے کہ وہ کچھ مال لے کر حاضرِ خدمت ہوں تا کہ یہ ان کی طرف سے غرباء کی مدد ہو سکے۔ آپ نے فرمایا: اے علی! تم نے سچ کہا ہے لیکن میں ان کو اس لیے ایسا نہیں کہتا کہ ان کی دل آزاری نہ ہو۔ لیکن کچھ دیر بعد یہ آیت حضرت علی المرتضیٰ کے حق میں نازل ہوئی۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ (المجادلہ، ۱۲)

ترجمہ: ''اے ایمان والو جب تم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہتر اور بہت ستھرا ہے۔''

جب یہ حکم نازل ہوا تو آپ نے فرمایا اے علی! اللہ تعالیٰ نے تمہاری خواہش پوری کر دی اور پابندی لگا دی ہے کہ بغیر صدقہ کے حاضر نہ ہوں تا کہ غرباء کی امداد ہو سکے۔ آپ نے فوراً اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے صدقہ پیش کر کے آپ سے بات کی اور دس مسئلے دریافت کیے۔ اس کے بعد یہ حکم منسوخ کر دیا گیا تھا اس لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا قرآن کی ایک آیت ایسی ہے جس پر مجھ سے پہلے کسی نے عمل نہ کیا اور نہ میرے بعد کرے گا۔ (تفسیر مدارک، تفسیر خازن زیر آیت)

سلام

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ (الصافات، ۱۳۰)

ترجمہ: ''سلام ہو الیاسین پر۔''

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ قَالَ نَحْنُ اٰلُ مُحَمَّدٍ اٰلُ اِلْ يَاسِيْنَ

ترجمہ: ''سلام ہو الیاسین پر۔ فرمایا ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی الیاسین ہے۔''

اسی لیے بزرگوں نے سلام علی آلِ یٰسین بھی پڑھا ہے لہٰذا مطلب صاف ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک یٰسین بھی ہے۔ علامہ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَقَدْ نَقَلَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفَسِّرِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِكَ سَلَامٌ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

''مفسرین کی ایک جماعت نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آلِ یٰسین سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے۔''

آیت حسنات

وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ط (الشوریٰ، ۲۳)

''اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لیے اس میں خوبی بڑھائیں گے۔''

وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً قَالَ الْمَوَدَّةُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (الصواعق المحرقہ)

''اور جو کوئی نیک کام کرے یعنی آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرے۔''

آیت اولی الامر

اَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج (النساء، ۵۹)

''حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔''

حضرت عبدالغفار بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کی اولی الامر کون ہیں تو آپ نے فرمایا: كَانَ عَلِيٌّ وَ اللهِ مِنْهُمْ۔ خدا کی قسم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان میں سے ہیں۔ (الصواعق المحرقہ ابن حجر)

۱۶۲۳۳۸

Marfat.com

آیت اہلِ الذکر

فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل،۴۳)

ترجمہ: ''سوتم اہلِ ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو۔''

اس آیت کے متعلق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا کہ اہلِ ذکر کون ہیں تو آپ نے فرمایا ہم اہلِ ذکر ہیں۔ (الصواعق المحرقہ)

آیت حبل اللہ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آلِ عمران،۱۰۳)

ترجمہ: ''اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔''

اس آیت کے متعلق امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہم اہلِ بیت ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی اس کا دامن مضبوطی سے تھام لو۔

(تفسیر کبیر از امام رازی، احیاالعلوم)

آیت ولیکم

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (المائدۃ،۵۵)

ترجمہ: ''تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔''

یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم حالتِ رکوع میں تھے کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا تو آپ کے ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی تھی جو خود بخود اتر گئی اور سائل کی حاجت آپ نے پوری فرمادی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومن نمازی اور زکوٰۃ دینے والے اور رکوع کرنے والی یعنی

Marfat.com

بحالت رکوع بھی سائل کو خالی نہ بھیجا اور اس کی چاندی کی انگوٹھی سے مدد فرمائی۔

آیتِ مؤمن

اَفَمَنۡ كَانَ مُؤۡمِنًا كَمَنۡ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسۡتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ (السجدۃ:۱۸)

ترجمہ: ''تو کیا جو ایمان والا ہے اس جیسا ہو جائے گا جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔''

اس آیت کے متعلق حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مومن سے مراد حضرت علی ہیں اور فاسق سے مراد ولید بن عتبہ ہے اس دونوں کا آپس میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تو ولید نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا چپ رہو تم ابھی بچے ہو اور میں ہوشیار زبان دار زور اور نیزہ چلانے میں تیز اور تم سے زیادہ بہادر ہوں۔ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ خاموش ہو تو فاسق ہے مطلب یہ کہ تو جتنی باتیں کرتا ہے اور اس پر فخر کرتا ہے ان میں کوئی بات قابلِ مدح نہیں انسان کا شرف ایمان و تقویٰ میں ہے جسے یہ دولت نصیب نہیں وہ بدنصیب ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی کہ وہ فاسق مرد ہے اور حضرت علی المرتضیٰ مؤمن ہیں لہٰذا یہ برابر کسی طرح نہیں ہو سکتے۔

(تفسیر خازن زیر آیت، الریاض النظرہ)

آیتِ وُدّ

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ (مریم،۹۶)

ترجمہ: ''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لیے رحمن محبت کر دے گا۔''

اس آیت کے متعلق حضرت محمد ابن الحنفیہ فرماتے ہیں:

لَا يَبْقٰى مُؤْمِنٌ اِلَّا فِىْ قَلْبِهٖ وُدٌّ عَلِيٍّ وَّ اَهْلِ بَيْتِهٖ۔

Marfat.com

ترجمہ: ''کوئی مومن ایسا نہیں ہوگا جس کے دل میں سیدنا علی المرتضیٰ اور آپ کے اہل بیت کی محبت نہ ہوگی۔'' (تفسیر در منشور زیر آیت)

آیت بحرین و مرجان

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ (الرحمٰن:۱۹)

ترجمہ: ''اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَفِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ قَالَ هُوَ عَلِيٌّ وَّ فَاطِمَةُ وَ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ.

''اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں دو دریاؤں سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ ہیں اور نکلنا ہے ان میں سے موتی اور مونگا، وہ حسن و حسین ہیں۔''

(زرقانی ج ۷ا الصواعق المحرقہ)

آیتِ ہاد

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿٧﴾ (الرعد،۷)

ترجمہ: ''تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی۔''

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ فَقَالَ اَنَا الْمُنْذِرُ ثُمَّ اَوْمَا اِلٰى مَنْكَبِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَ قَالَ اَنْتَ الْهَادِيْ الْمُهْتَدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ.

ترجمہ: ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سینے پر دستِ مبارک رکھا اور فرمایا میں منذر ہوں اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے کندھے مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اے علی! تو

Marfat.com

ہادی ہے اور میرے بعد راہ پانے والے تجھ سے راہ پائیں گے۔"

(الریاض النفرہ فی مناقب عشرہ مبشرہ ج ۲)

آیتِ مرضات

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط (البقرہ، ۲۰۷)

ترجمہ: "اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں۔"

اس آیتِ شریفہ کے تحت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے بستر مبارک پر سلا کر چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل ومیکائیل علیہما السلام سے فرمایا: کہ دیکھو علی میرے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان فدا کر رہا ہے۔ جاؤ! جا کر ساری رات اس کی حفاظت کرو۔ چنانچہ حکم الٰہی سے دونوں فرشتے آئے:

حضرت جبریل علیہ السلام سر کی طرف اور حضرت میکائیل علیہ السلام پاؤں کی طرف کھڑے ہو گئے اور حضرت جبریل علیہ السلام نے باآواز بلند اظہار خوشنودی کرتے ہوئے کہا: اے علی ابن ابی طالب! آج تیرے جیسا کون ہے اللہ تعالیٰ تم پر فخر کرتا ہے فرشتوں کے سامنے اور یہ آیت "ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ" نازل ہوئی۔

آیتِ صلوٰت

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب، ۵۶)

ترجمہ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی علیہ السلام) پر اے ایمان والوں ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔"

اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد صحابہ عظام نے حضور سید الانام سرکارِ دو

Marfat.com

جہاں علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ پر کس طرح درود و سلام پڑھیں چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

ترجمہ: ''بے شک ہمیں اللہ تعالیٰ نے سکھا دیا ہے کہ آپ پر کیسے سلام پڑھیں اب آپ فرمائیں کہ ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں تو آپ نے فرمایا تم یوں کہو: اے اللہ درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جیسا کہ تو نے دورد بھیجا حضرت ابراہیم اور اس کی آل پر۔ بیشک تو بہت خوبیوں والا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرما دیا کہ مجھ پر کٹا ہوا درود نہ بھیجنا۔''

لَا تُصَلُّوْا عَلَيَّ الصَّلٰوةَ التَّبْرَا فَقَالُوْا وَ مَا الصَّلٰوةُ التَّبْرَاءِ؟ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ تُمْسِكُوْنَ بَلْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ.

ترجمہ: ''چنانچہ روایت میں ہے کہ جب آپ نے یہ فرمایا تو حاضرین نے عرض کیا کٹا ہوا درود کیا ہے؟ فرمایا صرف کہ کہنا ''اللھم صل علی محمد'' کہنا بلکہ یوں کہا کرو ''اللھم صل علی محمد و علی ال محمد'' یعنی آل کا نام لیے بغیر پڑھنا کٹا ہوا درود ہے اور آل کے ساتھ پڑھنا پورا درود ہے۔''

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی دعا قبول نہیں ہوگی اور رکی رہے گی جو اپنی دعا میں میرے اہل بیت پر درود نہ بھیجے۔ (بکذا فی سوانح کربلا صفحہ: ۵۰)

فائدہ: بہتر یہی ہے کہ درودِ پاک ابراہیمی میں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی آئے اور آل کا ذکر آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آئے اور ان کی آل کا ذکر آئے ہر نماز یا غیر نماز

Marfat.com

میں جب بھی پڑھیں سیدنا کا لفظ استعمال کیا جائے۔ بصورتِ احترام (دلائل الخیرات دیکھو)

''اللھم صلی علی سیدنا محمد و علی سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراھیم و علی ال سیدنا ابراھیم'' اسی طرح اللھم بارك میں بھی۔

قرآن اور اہلِ بیت سے وابستگی نورِ ہدایت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فریضۂ حج سے فارغ ہو کر مکہ معظّمہ سے باہر غدیر خم کے مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں سے مختلف اطراف کی طرف راستے جاتے ہیں تو مختلف علاقوں سے آئے ہوئے اصحاب کو الوداع کہنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے میرے ساتھیو! میں اپنے فرائض کو پایہ تکمیل تک پہنچا چکا ہوں۔ سنت الٰہیہ کے موافق کسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آجائے اور مجھے اس کی تکمیل کرنا پڑے اس لیے میں تمہاری ہدایت ونجات کے لیے آخری بات کہہ دینا چاہتا ہوں تاکہ تم ہدایتِ صراط مستقیم سے بھٹک نہ جاؤ۔

وَ اَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيْهِ النُّوْرُ وَالْهُدٰى فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ وَقَالَ وَاَهْلَ بَيْتِيْ اُذَكِّرُ اللهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ وَقَالَ ثَلَاثًا۔ (صحیح مسلم جلد ۲، مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''میں تم میں دو بے مثل عمدہ نفیس چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن جو نورِ ہدایت سے بھرپور ہے اس کو بہت مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ دوسری گرانقدر اور بزرگ چیز میرے اہلِ بیت (گھر والے) ہیں میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنے اہلِ بیت کے معاملہ میں۔ میں تم کو خدا یاد دلاتا ہوں اپنی اہلِ بیت کے معاملہ میں اور یوں ہی تین بار اس کا تکرار فرمایا۔''

Marfat.com

قرآن اور عترتِ رسول حوضِ کوثر پر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابُ اللهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَ عِتْرَتِیْ اَهْلَ بَيْتِیْ لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ۔ (الصواعق المحرقہ)

ترجمہ: ”فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اے لوگو! میں تمہارے درمیان دو گراں بہا چیزیں چھوڑنے والا ہوں ایک کتاب اللہ (قرآن) جو کہ آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی رسی ہے۔ دوسرے میرے اہل بیت عترتِ اطہار یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر دونوں میرے پاس وارد ہوں۔“

گمراہی سے بچاؤ کا ذریعہ قرآن اور عترتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ناقہ مبارک قصویٰ پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا:

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَّا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا: كِتَابَ اللهِ وَ عِتْرَتِیْ اَهْلَ بَيْتِیْ۔

ترجمہ: ”اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم انہیں پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور دوسری میری عترتِ اور اہلِ بیت۔“

پھر ارشاد فرمایا:

Marfat.com

فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ تَعَالٰى وَاسْتَمْسِكُوا أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي۔ (مشکوٰۃ، جلد ۲، جامع الصغیر، اسعاف الراغبین)

ترجمہ: ''پس پکڑو اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کو اور وابستہ کرو اپنے آپ کو میرے اہلِ بیت سے میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اپنی اہلِ بیت کے بارے میں ڈراتا ہوں (پھر فرمایا) میں تمہیں اپنی اہلِ بیت کے معاملہ میں ڈراتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔''

کائنات کی سلامتی آلِ نبوت سے ہے

اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ السَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ ذَهَبَ اَهْلُ السَّمَآءِ وَاَهْلُ بَيْتِي اَمَانٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ فَاِذَا ذَهَبَ اَهْلُ بَيْتِي ذَهَبَ اَهْلُ الْاَرْضِ۔ (خصائص الکبریٰ، جلد ۳، الشرف المؤبد)

ترجمہ: ''ستارے آسمان والوں کے لیے سلامتی کا باعث ہیں جب ستارے جھڑ جائیں گے آسمان والے فنا ہو جائیں گے اور ایسے ہی میرے اہلِ بیت زمین والوں کے لیے سلامتی کا باعث ہیں جب یہ نہ رہیں گے تو اہلِ زمین بھی ختم ہو جائیں گے۔''

فوائدِ کثیرہ در محبتِ آلِ طاہرہ

اے مسلمانو! آگاہ ہو جاؤ جو کوئی محبتِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں مرے گا وہ شہید ہوگا اور جو کوئی محبت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مرے گا وہ بخشا ہوا مرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ جو کوئی محبت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مرے گا اس کی قبر میں جنت کے دروازے کھولے جائیں گے۔ آگاہ رہو جو کوئی محبتِ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مرے گا اس کو ملک الموت مرتے وقت بہشت کی بشارت دے گا۔ پھر قبر میں منکر ونکیر مژدہ جنت سنائیں گے اور جو کوئی محبت آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر مرے گا وہ اس طرح با ساز وسامان جنت کی طرف جائے گا جس طرح تازہ دلہن اپنے شوہر کے گھر جاتی

Marfat.com

ہے۔ آگاہ رہو کہ جو کوئی محبت آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر مرے گا وہ توبہ کر کے مرے گا۔ آگاہ رہو جوکوئی محبت آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر مرے گا اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتوں کو اس کی قبر کے زئراین بنائے گا۔ آگاہ رہو جو کوئی محبت آل محمد پر مرے گا وہ سنت نبوی اور جماعت ایمانی پر مرے گا اور جو کوئی آلِ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں مرے گا وہ کامل الا ایمان مرے گا۔

آگاہ رہو جو کوئی بغض وعداوتِ آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں مرے گا وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا اٰیِسٌ مِنۡ رَحۡمَةِ اللهِ یعنی یہ رحمتِ خداوندی سے ناامید ہوا۔ آگاہ رہو جو کوئی آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بغض وعداوت میں مرے گا وہ بہشت کی بو تک بھی نہ سونگھے گا اور جو کوئی بغض وعداوتِ آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں مرے گا وہ کافر ہو کر مرے گا۔

(نور الابصار ص: ۱۱۲۔ اسعاف الراغبین ص: ۱۱۳۔ جامع الصغیر ۱۰۱۔ نزہتہ المجالس۔ تفسیر کبیر، ج ۱ ص ۳۹۰)

اہلِ بیتِ نبوت سفینۂ حضرت نوح علیہ السلام

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کے دروازہ کو پکڑ کر یہ اعلان فرمایا:

اے لوگو! جوکوئی مجھ کو پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے اور جو کوئی نہیں پہچانتا ہے اس کو اپنی پہچان کراتا ہوں میں ابوذر ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا میرے اہلِ بیت کی مثال تمہارے درمیان کشتی نوح (علیہ السلام) کی سی ہے کہ جو کوئی اس کشتی نوح (علیہ السلام) پر سوار ہوا اس نے (طوفان میں غرق ہونے سے) نجات پائی۔ اور جس نے اس سے ردگردانی کی وہ غرق ہوا۔

(مشکوٰۃ شریف)

اس طرح جو کوئی اس کشتی اہلِ بیت میں سوار ہو گیا یعنی ان کی متابعت کرے گا وہ ضلالت میں ڈوبتے سے نجات پائے گا اور جو کوئی ان کی مخالفت کرے گا وہ بحرِ ضلالت میں ڈوب جائے گا۔

Marfat.com

دینی دنیاوی واُخروی فوائد در حبِ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

جوکوئی توکل کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ وہ میرے اہلِ بیت کو دوست رکھے اور جو کوئی عذابِ قبر سے نجات پانا چاہے اس کو چاہیے کہ وہ میرے اہلِ بیت سے محبت کرے اور جو کوئی علم وحکمت حاصل کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ میرے اہل بیت سے محبت کرے اور جو کوئی چاہے کہ بے حساب جنت میں داخل ہو۔ اس کو چاہئے کہ میرے اہلِ بیت کو دوست رکھے خدا کی قسم جوکوئی ان کو محبوب رکھے گا وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی فائدہ اٹھائے گا۔ (اسعاف الراغبین، تفسیر روح البیان، نزہتہ المجالس)

اہلِ بیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿۳۳﴾ (الاحزاب، ۳۳)

ترجمہ: ''اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو: تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔''

اس آیت کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیتِ عظام کے متعلق فرمایا ہے کہ اللہ نے ان کو پاک اور خوب پاک فرمایا ہے اور کوئی ناپاکی ان کے قریب نہیں آسکتی۔ اب اس آیت میں سے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ اہلِ بیت سے یہاں کون مراد ہیں اور دوسرا یہ کہ رِجس (ناپاکی) سے کیا مراد ہے تیسرا یہ کہ امتیازی شان کیا ہے اور چوتھا یہ کہ تطہیر کیا ہے۔ علماء ومفسرین کرام کی کثرت رائے یہ ہے کہ یہ آیت سیدنا حضرت علی المرتضیٰ سیدہ فاطمۃ الزہرا سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

Marfat.com

کے حق میں نازل ہوئی اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ عنکم اور اس کے بعد تمام ضمیریں مذکر ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ازواجِ مطہرات کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اس کے بعد واذ کرن مایتلی فی بیوتکن ہے۔

چنانچہ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں آیت تطہیر کے ماتحت فرماتے ہیں:

فَالْاَوْلٰی اَنْ یُّقَالَ هُمْ اَوْلَادُهٗ وَ اَزْوَاجُهٗ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ مِنْهُمْ وَ عَلِیٌّ مِنْهُمْ لِاَنَّهٗ كَانَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ بِسَبَبِ مُعَاشَرَةِ بِنْتِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ وَمُلَازَمَتِهِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

''اولیٰ اور احسن بات یہی ہے کہ اہلِ بیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد، بیویاں اور سیدنا حسن اور سیدنا حسین ہیں۔ سیدنا علی المرتضیٰ بھی اہلِ بیت سے ہیں اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدہ (فاطمہ) سے معاشرت کے باعث اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت کی وجہ سے وہ اہل بیت میں شامل ہیں۔

(ترمذی، ج ۲، ص: ۲۴۳، مستدرک ج، ۳ ص، ۱۵۸۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص: ۱۳، سوانح کربلا (۲) تفسیر کبیر زیر آیت تطہیر)

اہل بیت کے معنی

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں نقل فرمایا ہے کہ لفظ ''اہل بیت'' کی طرف بچند معنی مضاف ہوا کرتا ہے کبھی تو صرف اہل قرابت کو اہل بیت کہا کرتے ہیں۔ پس اس وقت اہل بیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے وہ قرابت دار لوگ مراد ہوں گے جن کو زکوٰۃ لینی حرام ہے یعنی بنی ہاشم۔

اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل وعیال کے معنی میں مستعمل ہوا کرتا ہے اور اس وقت اہل بیت آپ کی ازواج مطہرات کو شامل ہوگا۔ کبھی معنی میں اولاد کے آیا کرتا ہے۔ اس وقت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم بھی اس کے ساتھ مخصوص ہوں گے اور کثرت کمالات کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت میں

Marfat.com

داخل ہوں گے۔

شیخ عالم مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ "مصنف قاموس" اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اہل، چند الفاظ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ کبھی بولا کرتے ہیں اہل الرجل یعنی اس کے اقرباء۔ کبھی کہتے ہیں اہل الامر یعنی والی امر اور اہل بیت یعنی گھر کے رہنے والے۔ کبھی اہل بیت کا اطلاق اہل مذہب پر بھی ہوتا ہے اور کبھی بولا کرتے ہیں اہل الرجل یعنی اس کی زوجہ اور اہل النبی۔ پیغمبر کی بیویاں اور صاحبزادیاں۔ گو اہل بیت کا اطلاق مختلف معانی پر آتا ہے جیسا بیان مذکور سے واضح ہوا ہے۔

مگر اس کتاب میں اہل بیت سے میری مراد صرف حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

شہادت حسنین رضی اللہ عنہما کا مخفی راز

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی شہادت میں صرف یہ بھید ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ عزوجل نے جو کمالات اور مدارج علیحدہ علیحدہ تمام انبیاء علیہم السلام کو عنایت فرمائے تھے۔ ان سب کا خلاصہ۔ نیز نبوت و رسالت کے کل مراتب کا نتیجہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کی ذات معدن صفات میں تفویض فرمایا حتیٰ کہ کوئی مرتبہ اور کمال آپ کی ذات والا صفات سے باقی نہ رہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت کا تاج عطا فرمایا۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو عنایت ہوا تھا۔ اور جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت مرحمت ہوئی تھی۔ اسی طرح آپ کو بھی ملک داری عنایت ہوئی۔ حسن میں وہ ملاحت وخوبی تھی جو حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا کی گئی تھی بلکہ اس سے کسی قدر زائد۔ دوستی اور خلت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی مرحمت ہوئی تھی اور آپ کو اپنے کلام سے بھی مشرف فرمایا۔ جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کے ساتھ مخصوص فرمایا تھا۔ آپ کو اُس عبادت کے ساتھ بھی ممتاز فرمایا۔

Marfat.com

جس سے حضرت یونس علیہ السلام کو فخر و معظم کیا تھا۔ شکر کے ساتھ بھی رطب اللسان فرمایا جیسے حضرت نوح علیہ السلام کو اس کی توفیق عنایت ہوئی تھی اس کے علاوہ اس حقیقی باغبان نے آپ کی ذات معدن صفات کو رنگ برنگ کے معجزوں اور قسم قسم کے کمالات کا ایک حیرت انگیز گلدستہ بنا کر گلشن جہان کو معطر فرمایا۔

یعنی ولایت محبوبیت، اصطفا، تفکر، قرب کامل، شفاعت عظیم، کافروں سے جہاد، علم وعرفان قضاء اجتہاد وفتویٰ دینا احتساب قرأت وغیرہا کمالات عنایت فرمائے مگر مکمل شہادت آپ کی ذات تقدس آیات میں نہ آیا تھا اور چونکہ منافی شان نبوت تھا اس لئے آپ میں نہ سمایا تھا اس میں مخفی راز یہ تھا کہ اگر آپ لڑائی میں کفار کے ہاتھ سے علی الاعلان شہید ہوتے تو شوکت اسلام کی شکست کا موجب اور دین متین کے امور میں خلل واقع ہوتا اور اگر مخفی طور پر شہادت کا درجہ پاتے جیسے آپ کے بعض خلفائے راشدین کو ہوئی تھی تو بحسب العرف اس قسم کی شہادت کا اطلاق نہ ہوتا کیونکہ عرف میں شہادت اس کا نام ہے کہ آدمی غربت کی سخت مشکلات اور سفر کے دشوار گزار راہوں میں مارا جائے اور اپنے اکثر اقرباء اعزاء کو اپنے سامنے شہید ہوتا دیکھے اور بعض کو اپنی مصیبت پر رلانے کے لئے اپنے سامنے زندہ چھوڑ جائے اس کی لاش چٹیل میدان اور دھوپ میں بغیر دفن پڑی رہے، اس کی بیوی بچے بے رحم دشمنوں کے ہاتھ میں اسیر اور قیدی ہوں اس کا مال لوٹا جائے اور یہ سب باتیں خاص اللہ عزوجل ہی کے لئے ہوں کسی دنیوی غرض کا شائبہ بھی مقصود نہ ہو۔

پس حکمت ازلی اور مشیت لم یزلی نے چاہا کہ یہ کمال بھی آپ کی ذات پاک میں آپ کی وفات اور خلافت کے زمانہ کے گزرنے کے بعد آئے آپ کی حیاتِ مبارکہ اور خلفاء کے زمانہ میں اس امر کا وقوع توہین اسلام کی وجہ سے نہ ہوا، تاکہ اس معزز اور مکرم و محترم خاندان سے کوئی مرتبہ باقی رہ جائے۔ پس تقدیر خداوندی نے چاہا کہ اس مرتبہ سے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو جو آپ سے نہایت ہی قربت رکھتے تھے اور جو صورت و سیرت میں

Marfat.com

وحدت کا حکم رکھتے تھے مشرف فرمایا کہ ان دونوں شہزادوں کی وجہ سے سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مرتبہ و مقام حاصل ہو کیونکہ اولاد کی کسی قسم کی ایذاء و تکلیف درحقیقت ماں باپ کی ایذا اور ان کی خوشی ماں باپ کی خوشی کا باعث ہوا کرتی ہے۔

شہادت جلی اور شہادت خفی

شہادت کی دو قسمیں ہیں ایک شہادت جلی اور دوسری شہادت خفی۔ خفی شہادت سے تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ مشرف ہوئے۔ اور جلی شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی اس لئے حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ آپ کے علاوہ اور کسی کو اطلاع دی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر نے ایسی شہرت پائی کہ سب سے پہلے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس سے آگاہی بخشی اور ان سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا۔

پس آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چند لوگوں کو اس واقعہ جان کاہ سے اطلاع دی۔ اور ان سے اور لوگوں کو خبر ہوئی حتیٰ کہ رفتہ رفتہ عالم پر اس کا جھنڈا گڑ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس خبر کے ساتھ ہی آپ کے قتل کی جگہ اور وقت اور قاتل کا نام ونشان بھی بتلا دیا تاکہ آپ کا غم اور تعزیت تا قیامت تک جاری رہے چنانچہ جو حدیثیں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے باب میں مذکور و مرقوم ہیں ان سے یہ بیان صاف صاف ظاہر ہوگا۔

حب اہل بیت پر نصوص

قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ رسالہ "مناقب السادات" میں اہل بیت کی محبت و مودت کے باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی بے حد محبت اور ان کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم و تکریم قرآن مجید اور احادیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے:

Marfat.com

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (سورۃ شوریٰ، ۲۳)

ترجمہ: ''تم فرماؤ! اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت''۔

اس آیت کی تفسیر میں صاحب کشاف فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کے قرابتی کون ہیں جن کی محبت و چاہت اور تعظیم و تکریم ہم پر واجب کی گئی ہے فرمایا علی، فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما۔

تفسیر کشاف کی ایک اور روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اپنے پیارے خدا سے محبت کرو تاکہ ہر صبح کو اللہ کی نعمت کا شکر ادا ہو اور مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور میری اولاد کو میری محبت کی وجہ سے پیار کرو۔

ترمذی میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

قال رسول الله احبو الله لما يعلم كم من نعمته و احبوني يحب الله و احبوا اهل بيتي الحبى

اس سے معلوم ہوا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرے اسے آپ کی خوشنودی کے لئے ضروری ہوگا کہ آپ کے فرزندوں کو دل و جان سے دوست رکھے (یعنی محبت کرے)

صاحب کشاف، زاہدیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اہل بیت کو پیار کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا ہے تو اللہ اسے رحمت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور اس کے حق میں بکثرت نیکیاں لکھتا ہے۔

ایمان پر خاتمہ

تفسیر کشاف میں ایک روایت یوں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے لوگو ہوشیار ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اولاد کی محبت میں جو کوئی مرے گا اس کا خاتمہ کامل ایمان پر ہو

Marfat.com

گا۔ جو شخص اولاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں جان دے گا وہ ثابت قدمی کے ساتھ (جہنم سے) گزر جائے گا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی محبت میں مرنا شہادت کا ذریعہ ہے جو اولاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں جان و مال قربان کرے گا۔ اسے جنت میں ایسے بناؤ سنگھار کے ساتھ بھیجا جائے گا جیسے دلہن کو آراستہ کر کے شوہر کے گھر بھیجتے ہیں تم میں سے جو کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسوں کی محبت میں مرے گا اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر مرے گا۔

روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم کو یعنی ہمیں اور ہمارے اہل بیت کو دوست رکھے اور ہماری اور ان کی تعظیم وتکریم کرنے والے کو محبوب جانے اللہ تعالیٰ اسے ہمارا ہمنشین بنائے گا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جن کی اطاعت تم پر فرض اور محبت واجب ہے۔ ایک کتاب اللہ کہ اس میں نور اور ہدایت ہے اور دوسری میری اہل بیت ان کی محبت بھی تم پر فرض ہے۔ اہل بیت کے بارے میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ انہیں ایذاء نہ دینا۔

سیدنا حسنین رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت

☆ کتاب ''شرف النبوۃ'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ

''جس نے مجھے اور ان دونوں بچوں کو اور ان کے ماں باپ کو دوست رکھا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا۔''

☆ اور یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''جس نے ہمارے اہل بیت کی محبت کا تعویذ جان کر بازو پر باندھا اور اہل بیت کی محبت میں مرا یا میری محبت میں مارا گیا اسے خوشی اور مبارک ہو اور ایسے شخص کے لئے جنت ہے۔''

شفاعت نصیب ہوگی

☆ ''شرف النبوۃ'' میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن چار قسم کے لوگوں کی میں ضرور شفاعت کروں گا۔ اگرچہ تمام اہل زمین کے گناہ اپنے ہمراہ لے کر آئیں:

۱ وہ گروہ جو میری اولاد کی محبت اور تعظیم کرے۔

۲ وہ جو ان کی حاجت پوری اور مقصود پورا کرنے میں مصروف ہو۔

۳ جو ان کی پردہ پوشی کرنے والا ہو۔

۴ وہ جو ان کے دل و جان سے زیادہ محبت رکھے۔

گمراہی سے محفوظ

''مصابیح'' میں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: (۱) خدا کی کتاب اور (۲) اپنی عترت۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے''۔

☆...... ''تفسیر کشاف'' سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''میری اولاد میرے جگر کے ٹکڑے ہیں''۔

دوسری روایت میں کچھ الفاظ زائد ہیں کہ:

''جو شخص ہمارے بچوں کو شفقت کی نگاہ سے نہ دیکھے گا اور ہمارے بڑے فرزندوں کی دل سے تعظیم نہ کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

Marfat.com

اہل بیت پر ستم جنت حرام

''تفسیر کشاف'' اور ''شرف النبوۃ'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے اہل بیت پر ستم کیا اور میری اولاد کی ایذا کے در پے ہوا اس پر یقیناً جنت حرام ہے۔ مصابیح کے یہ لفظ ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے اس کو ایذا دینا مجھ کو ایذا دینا ہے اور اسے غصہ میں لانا مجھے غصے میں لانا ہے۔

احادیث سے شانِ حسنین رضی اللہ عنہما

خطبہ چھوڑ دیا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے کہ حضرت سیدنا امام حسن وسیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سرخ لباس پہنے ہوئے آئے۔ مسجد کے صحن تک آتے آتے بچپن یا ضعف کی وجہ سے دونوں بچوں کے پاؤں لغزش کرنے لگے۔ چلنے میں گر پڑتے تھے یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اترے اور دونوں صاحبزادوں کو گود میں لے کر منبر پر اپنے پہلو میں بٹھا کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے مال تمہارے لئے آزمائش ہیں۔ میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ چلنے میں گر پڑتے ہیں تو مجھ سے یہ دیکھ کر صبر نہ ہو سکا حتیٰ کہ خطبہ چھوڑ کر انہیں اٹھا لیا۔

(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم)

بوسہ دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا اہل بیت میں آپ کو سب سے زیادہ کون پیارا ہے فرمایا: ''حسن و حسین رضی اللہ عنہما''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر حضرت فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو بلاؤ۔ جب

Marfat.com

دونوں صاحبزادے گھر میں تشریف لایا کرتے آپ ان کے منہ کو بوسہ دیتے اور سونگھتے (کیونکہ وہ آپ کے دو پھول تھے) اور گلے سے لگاتے۔

پھولِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گیا اور سیدنا حسنین رضی اللہ عنہما حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کو بہت ہی پیار کرتے ہیں۔ فرمایا کیوں نہیں وہ میرے جسم کے باغ کے پھول ہیں (واضح ہو کہ ریحان بمعنی خوشبو اور فرزند کے آیا کرتا ہے) (طبرانی)

حدیث میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اولاد ماں باپ کے لئے ریحان ہوتے ہیں اور میرے ریحان حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔

یہ حدیث بخاری میں حضرت عبدالرحمن ابن ابی نعیم سے یوں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں"۔

شہزادوں سے محبت

محی السنہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما ایک دن دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے ایک کو اپنی گود مبارک میں لے لیا۔ پھر دوسرے کو بغل میں لے کر فرمایا یہ دونوں میرے بچے ہیں جو ان سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات کسی کام کے لئے رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کپڑے میں کوئی چیز لپیٹے ہوئے باہر تشریف لائے مجھے ابھی معلوم نہ تھا کہ وہ کیا چیز ہے مگر جب میں اپنا مطلب عرض کر چکا اور ضروری کام سے فارغ ہو گیا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے چادر میں کیا چھپا لپیٹ رکھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپڑا اٹھا کر دکھلایا تو آپ کے دونوں کولہوں پر دونوں صاحبزادے تشریف رکھتے تھے، (یعنی دونوں صاحبزادوں کو آپ نے دونوں طرف گود میں لے کر چادر سے لپیٹ لیا جیسے کوئی نفیس اور محبوب چیز کو لپیٹ کر چلتا ہے) پھر آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور ان سے محبت کرنے والوں سے محبت کر۔ (ترمذی، طبرانی)

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر دعا کی۔ الٰہی میں انہیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دوستی کو سب سے دوستی پر ترجیح دے اور ان دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھ کر دشمنی کر۔ (ابن ابی شیبہ، طبرانی کبیر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے وہ پہلے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو محبوب رکھے اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ (طبرانی)

جنت میں داخل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے دوستوں کو میں دوست رکھتا ہوں اور جسے میں دوست رکھوں اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ نے دوست رکھا وہ بہشت میں ضرور داخل ہو گا۔ اسی

Marfat.com

طرح جو حسنین سے دشمنی یا ان سے کسی قسم کی بغاوت کرے گا میں اس کا دشمن ہوں اور جس کا میں دشمن ہو جاؤں اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ کا دشمن ہونا دوزخ میں جانے کا باعث اور ابدی عذاب کا موجب ہے۔ (طبرانی)

فائدہ: مخفی نہ رہے کہ ان حدیثوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ یزید پلید اور اس کے اعوان وانصار جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ان کی جگہ دوزخ ہے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

اہل جنت کے سردار

حاکم ابو سعید سے اور طبرانی حضرت عمر حضرت جابر، حضرت علی، حضرت ابو ہریرہ حضرت اسامہ بن زید سے اور حضرت براء بن عدی، حضرت ابن مسعود سے اور ابن عساکر حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس سے اور ابن الاخضر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما بہشت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (مسند احمد، ترمذی)

امام ابونعیم نے ''فضائل صحابہ'' میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے سوا جس قدر دنیا میں نبی ہوئے ہیں ان کی اولاد میں سے کوئی نہ کوئی نبی ضرور ہوا ہے لیکن میری اولاد میں کوئی نبی نہ ہوگا ہاں میرے یہ دونوں نواسے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ جو دونوں خالہ زاد بھائی ہیں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (طبرانی کبیر)

مطلب یہ ہے کہ سلسلہ نبوت انبیاء علیہما السلام کی اولاد سے قائم رہا ہے مگر میری اولاد میں نبوت نہ ہوگی کیونکہ رسالت کا خاتمہ اور نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم ہے اگر میری اولاد میں سے کوئی نبی ہوتا تو میں خاتم الانبیاء نہ رہتا ہر چند کہ میرے فرزند نبی نہیں ہیں اس لیے جنت

Marfat.com

کے جوانوں کے سردار ہیں۔

ابن عساکر، ابن نجار اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو میرے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو برا نہ کہنا کیونکہ وہ اولین و آخرین اہل جنت کے سردار ہیں۔

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خوشخبری اور مبارک دی ہے کہ سیدنا حضرت امام حسن و سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما عرش کے دو گوشوارے ہیں۔ (ابن عساکر)

احترام میں کھڑا ہونا

حضرت ابان، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل مجلس سے کوئی کسی کے لئے کھڑا نہ ہو مگر حضرت سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد کے لئے تعظیماً کھڑے ہونا جائز ہے۔

فائدہ: واضح ہو کہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی، صاحب تفسیر "بحر مواج" نے رسالہ "مناقب اہل بیت" میں بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں جن میں سے بعض اس کتاب میں بھی بیان ہو چکی ہیں قاضی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کا پورا ایک باب خاص قیام و تعظیم اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیان کیا ہے ان میں سے چند حکایات حسب ذیل ہیں:

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا تعظیماً کھڑا ہونا

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں شیخ ابوسعید ماوردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سادات کی توقیر و احترام اور علویوں کی تعظیم و اکرام میں اس درجہ مبالغہ کرتے تھے کہ دیکھنے والے کہتے ہیں امام صاحب ایک دن مجلس میں کئی کئی دفعہ اٹھتے اور بیٹھتے تھے لوگوں کو چونکہ اس کا کوئی ظاہری سبب معلوم نہ تھا اس وجہ سے پوچھا کہ

Marfat.com

جناب کے بار بار اٹھنے کا کیا سبب ہے فرمایا ان بچوں میں ایک علوی بچہ ہے جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔

سادات بچوں کو دیکھ کر احتراماً کھڑے رہنا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ امان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ امان قدس سرہ طالب علموں اور دین کی راہ ڈھونڈنے والوں کو بیٹھ کر سبق و ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب سادات کے بچے کھیلتے کھیلتے سامنے آجاتے تو اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور جب تک وہ کھیلتے رہتے آپ کھڑے ہی رہتے لوگوں نے جب اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا امان کو کیا طاقت ہے کہ اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑی رہے اور امان بیٹھا رہے۔ (اخبار الاخیار)

جنت کا ناز کرنا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو چکے ہوں گے تو جنت بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گی کہ یارب تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تجھے دو ستونوں سے زینت دوں گا حق جل وعلا فرمائے گا کیا امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما سے میں نے تجھے زینت نہیں دی۔ پس جنت دلہن جیسا ناز کرے گی۔ (طبرانی کبیر)

طبرانی کبیر میں اور ابن مندہ وغیرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ، امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض موت میں تشریف لائیں اور عرض کی بابا جان یہ دونوں آپ کے بچے حاضر ہیں ان کو بطریق ورثہ کچھ عطا کیجئے آپ نے فرمایا حسن رضی اللہ عنہ کو میں نے اپنی ہیبت اور سیادت بخشی اور حسین رضی اللہ عنہ کی میراث میری جرأت وسخاوت ہے۔

ابن عساکر وغیرہ یوں روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادوں

Marfat.com

کو رسول کونین نبی الثقلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض مرتبت میں لائیں اور عرض کی بابا جان انہیں کچھ عطا فرمائیے فرمایا امام حسن رضی اللہ عنہ کو میں نے اپنا علم اور ہیبت دی اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی غیرت اور شجاعت عطا کی۔

ضروری وضاحت

ان دونوں احادیث سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی میراث صفات کمال انسانی کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی چنانچہ آپ نے حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کو وہی صفات وارثاً عطا فرمائے اگر دنیاوی مال و متاع کو آپ میراث قرار دیتے تو اس میں سے کچھ نہ کچھ انہیں ضرور ارزانی فرماتے۔ پس جو حدیث کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی جماعت کے سامنے بیان کی اور انہوں نے آپ کی تصدیق بھی کی کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کسی کے وارث نہیں اور نہ ہمارا کوئی وارث ہوگا۔ اس لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح صاحب کلینی نے اپنی کتاب میں اس روایت کو ذکر کیا اور اس میں دو لفظ اور بھی زیادہ کئے ہیں کہ ہم درہم و دینار کے مالک نہیں ہیں۔ اس سے اعتراض مذکور اور بھی تار عنکبوت کی طرح ٹوٹ گیا۔

چنانچہ بخاری کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث۔

دوسری روایت میں ہے:

لانرث دینارا ولادرھما۔

یعنی ہم انبیاء کے گروہ کسی کے وارث نہیں اور نہ ہمارا کوئی وارث ہو سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ جو غنائم و اموال حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہم کو عطا کئے ہیں وہ ہماری ملکیت نہیں بلکہ عام

Marfat.com

مسلمانوں کا حق ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب

امام احمد، ابوداؤد، ابن عساکر حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ مجھے زیادہ محبوب ہے اور امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو۔

حسب ونسب کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ

ابن الاخضر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بادیدۂ نم تشریف لائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا بابا کی جان! تم اس قدر کیوں مغموم ہو اور کیوں روتی ہو۔ عرض کیا بابا جان! آپ کے لاڈلے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کہیں باہر چلے گئے اور نہ معلوم کہاں گئے۔ فرمایا قربان جاؤں میری بیٹی رومت، اللہ تعالیٰ حسنین رضی اللہ عنہما کے حال پر رحیم ہے اس کے بعد آپ نے بارگاہ الٰہی میں یہ دعا فرمائی: مولیٰ کریم! اگر حسنین جنگل میں ہوں تو اپنی بے حد مہربانی سے ان کی حفاظت کر اور اگر دریا میں ہوں تو بھی سلامت رکھ"۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ غمگین نہ ہوں حسنین رضی اللہ عنہما دین و دنیا کے تاج ہیں اور ان کے والد ماجد دین و دنیا والوں سے بہتر و افضل ہیں۔ آپ نہ گھبرائیں دونوں صاحبزادے بنی نجار کے قبرستان میں تشریف رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ان کی حفاظت کے لئے ایک فرشتہ بھیج رکھا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ہم حاضرین بھی آپ کے ساتھ بنی نجار کے قبرستان تک پہنچے دیکھتے کیا ہیں کہ دونوں شہزادے یعنی حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کو ایک فرشتہ گلے سے لگائے

Marfat.com

ہوئے اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہے آپ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگا کر گود میں لے لیا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو فرشتے نے آغوش میں اٹھا لیا۔ سب لوگ بالمشافہ اس حال کو دیکھ رہے تھے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تکلیف نہ کریں صاحبزادے کو ہماری گود میں دیدیں۔ فرمایا کہ تم نے ابھی نہیں سنا کہ حسنین دین و دنیا میں بزرگ اور ان کے والد اہل دین و دنیا سے بہتر ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جو بزرگی اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے میں آج اس کا اظہار کرتا ہوں اور ان کو بزرگی دیتا ہوں یہ کہہ کر خطبہ پڑھا اور فرمایا:

اے لوگو! کیا میں تم کو ان شخصوں کی فضیلت سے آگاہ نہ کروں جو نانا اور نانی کے اعتبار سے تمام لوگوں سے بہتر و افضل ہیں۔ حاضرین نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: تم لوگوں سے بزرگ ترین حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں جن کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نانی حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں پھر فرمایا کیا میں تم کو ایسے لوگوں کی خبر نہ دوں جو ماں باپ کے اعتبار سے سب سے برگزیدہ ہیں عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا: وہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں جن کے والد حضرت علی بن ابی طالب اور والدہ حضرت فاطمہ زہرا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہیں پھر کیا میں تمہیں ان شخصوں کی خبر دوں جو چچا اور پھوپھی کی حیثیت سے بہتر خلائق ہیں۔ حاضرین نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرمایا وہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں جن کے چچا حضرت جعفر بن ابی طالب اور پھوپھی امہانی بنت ابی طالب ہیں پھر فرمایا کیا میں تم کو ایسے معزز حضرات کی خبر نہ دوں۔ چچا از روئے ماموں اور خالہ کے افضل ترین خلائق ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں فرمایئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فرمایا وہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں جن کے ماموں حضرت قاسم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خالہ حضرت زینب بنت رسول خدا ہیں خبردار ہو جاؤ کہ ان کا باپ، ماں، نانی، نانا، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، وہ خود سب کے سب جنتی ہیں اور جو شخص ان سے محبت رکھے گا وہ بھی جنتی ہے اور ان

Marfat.com

کے دوستوں کو دوست رکھنے والا بھی جنتی ہے (یہ حدیث صحت کے درجہ کو پہنچ چکی ہے) اسی طرح طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے بھی اسی قسم کی روایت نقل کی ہے مگر ہم اختصاراً ترک کرنا مناسب جانتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں مقام حسنین رضی اللہ عنہما

ابوسعد السلمان، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اولیائے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو فتوحات نصیب ہوئیں اور اموال غنائم کثرت سے حاصل ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی شریف میں چمڑے کا ایک بڑا دستر خوان بچھا کر اس میں فتوحات کو رکھا اتنے میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا اے مسلمانوں کے خلیفہ اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب۔ مسلمانوں کو جو مال اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا ہے اس میں سے ہمارا حق ہمیں عطا کیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برکت و کرامت فرما کر نہایت دلجوئی اور تشفی سے ایک ہزار درہم خدمت میں پیش کئے۔ تھوڑی دیر میں چھوٹے صاحبزادے یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے اور اپنے حق کے طالب ہوئے۔ انہیں بھی ایک ہزار درہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیش کئے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے آپ نے انہیں پانچ سو درہم دیئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت میں عرض کی اے بابا جان اے مسلمانوں کے پیشوا، آپ مجھے دیکھتے نہیں کہیں کیسا جوانمرد پرزور ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں جہاد میں شریک رہا ہوں۔ میں اس وقت جہاد کرتا تھا جب حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی گلی کوچوں میں کھیلتے پھرتے تھے انہیں تو جناب نے ایک ہزار درہم عطا کئے اور مجھے پانچ سو درہم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بے حد افسوس کر کے فرمایا جان پدر! اگر

Marfat.com

تم اپنی ماں باپ نانا نانی چچا پھوپھی امام حسین رضی اللہ عنہ جیسے پیدا کرلو گے تب تم بھی ایک ہزار درہم کے مستحق بن جاؤ گے۔ ورنہ چھوٹا منہ بڑی بات۔ قانون ادب کے خلاف اور بے سود ہے۔ ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ، والدہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نانی حضرت خدیجہ الکبریٰ چچا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ، پھوپھی حضرت امہانی۔ ماموں حضرت ابراہیم وحضرت قاسم۔ خالائیں حضرت رقیہ اور حضرت کلثوم رضی اللہ عنہما جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں۔

جنتی نام

''الصواعق المحرقہ'' میں ہے کہ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسن وحسین بہشت کے نام ہیں۔

ایام جاہلیت میں عرب نے ان دو اسموں سے کبھی کسی کو مسمیٰ نہیں بنایا یعنی یہ دونوں کسی شخص یا کسی چیز کے نام نہیں ہوئے۔

رسول اللہ کا بوسہ دینا

''تہذیب التہذیب'' میں جریر بن عثمان، حضرت عبدالرحمن بن عوف جرشی رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ میری آنکھیں وہ سماں دیکھے ہوئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان مبارک سے حسنین رضی اللہ عنہما کے ہونٹ اور چہرہ کو چومتے تھے اور جس کے ہونٹ اور چہرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوسہ دیں وہ قطعی جنتی ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ

نام ونسب

نامِ مبارک علی رضی اللہ عنہ ہے۔آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام حیدر رکھا تھا۔اپنے باپ کے نام پر۔جب آپ کے والد ماجد سفر سے آئے تو اُنہوں نے علی رضی اللہ عنہ نام رکھا۔حیدر یا حیدرہ شیر کے ناموں میں سے ہے۔آپ ابو طالب بن عبدالمطلب کے چوتھے بیٹے ہیں۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچازاد بھائی ہیں۔

چاروں خلفاءراشدین میں نسبتاً آپ سب سے اقرب ترین بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہیں۔

کنیت

کنیت آپ کی ابوتراب، ابوالحسن اور ابوالریحانتین ہے اور یہ دیگر کنیتوں سے آپ کو ابوتراب بہت زیادہ پیاری تھی۔اوّل وآخر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی کنیت فرمائی ہے۔درمیانی کنیت سے اکثر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو یاد کیا کرتے تھے۔

والدہ محترمہ

آپ کی والدہ محترمہ کا نام، فاطمہ بن اسد بن ہاشم ہے۔آپ پہلی ہاشمیہ ہیں جن سے بنی ہاشم تولد ہوئے۔آپ مکہ مکرمہ ہی میں مشرف باسلام ہو چکی تھیں۔اور بعد ہجرت کے مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پیرہن شریف عطا فرمایا کہ اس میں کفنائی گئیں اور بحکم نبوی آپ کی قبر حضرت سیدنا عمر بن الخطاب اور سیدنا اسامہ بن زید اور

Marfat.com

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم نے کھودی۔ جب لحد تک پہنچے تو خود بہ نفس نفیس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر میں اُتر کر بقیہ مٹی وغیرہ نکالی اور اُن کو قبر میں اُتارا۔ اُتارنے میں حضرت سیدنا عباس اور حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے۔

قبر میں اُتارنے کے بعد خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قبر میں کچھ دیر لیٹے رہے۔ اور سرہانے بیٹھ کر فرمایا کہ اللہ رحمت فرمائے تم پر اے میری ماں بعد میری والدہ کے اللہ تم کو بہتر جزا دے کہ تم بہترین ماں اور بہترین پرورش کرنے والی تھیں اے اللہ جو کہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور جو کہ ہمیشہ زندہ رہنے والا نہ مرنے والا بخش دے تو میری ماں حضرت فاطمہ بن اسد کو اور کشادہ کردے اُن پر گھر اُن کا بحق تیرے نبی کے اور ان انبیاء علیہم السلام کے جو کہ مجھ سے پیشتر تھے۔ بے شک تو ہی ہے سب سے زیادہ رحم کرنے والا۔

بعد دفن کے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج وہ نئی بات ہم نے دیکھی جو کہ اس سے قبل حضور کو کرتے نہ دیکھا تھا۔ فرمایا کہ ابو طالب کے بعد ان سے زیادہ کوئی مجھ سے بہتر سلوک کرنے والا نہ تھا۔ اس لئے میں نے ان کو اپنا پیرہن پہنایا کہ ان کو آگ کبھی نہ چھوئے اور جنت کے جوڑے ان کو پہنائے جائیں۔ اور میں ان کی قبر میں بیٹھا تا کہ اللہ ان کی قبر اُن پر کشادہ کردے اور اُن پر آسانی ہو اور فرمایا کہ بجز ان کے کوئی ضعط قبر سے معاف نہیں کیا گیا۔

القابات

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے القابات شریف بھی متعدد ہیں۔ یعسوبُ الامتہ، امیر المؤمنین، بیضتہ البلد، امین، ہادی، شریف، مہدی، صدیق، مرتضیٰ، ذوالاذن الواعی اور اسد الغالب۔

یعسوب شہد کی مکھی کے بادشاہ کا نام ہے یعنی اس امت کے سردار اور ذوالاذن الواعی یعنی نہایت سمجھدار کان والے یعنی احکامِ الٰہی کو خوب گوش وہوش سے سُننے اور ان کو سمجھنے

Marfat.com

والے ہیں۔

آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ قرابت سے بھی چچازاد بھائی اور مواخاۃ اسلامیہ سے بھی بھائی ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو فرمایا کہ تم میرے بھائی ہو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دامادی کا شرف اعظم حضرت سیدۃ نساء العالمین کے شوہر ہونے کا بھی خاص آپ ہی کا حصہ ہے۔ اور منجملہ سابقین اولین کے آپ بھی ہیں اور علماء ربانی سے ایک اور بہادر صحابہ کرام میں بھی صفِ اوّل میں شمار ہونے والوں میں سے ایک ہیں۔

اسی طرح زُہد دنیا میں بھی مشہور زہاد صحابہ کرام سے آپ ایک ہیں اور خطباء معروف سے بھی آپ ایک ہیں اور چند صحابہ کرام سے بھی آپ ایک ہیں جنہوں نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہی تمام قرآن کریم یاد کر کے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا۔ نیز آپ بنی ہاشم میں سب سے اول خلیفہ اسلام ہیں۔

آپ کی ذات مبارک اُن میں سے بھی ایک ہے جن میں اولیت کا شرف ہے۔ جب کہ آپ اسلام سے مشرف ہوئے آپ کا سنِ مبارک باختلاف روایات آٹھ یا نو یا دس سال کا تھا۔

آپ نے کبھی بت پرستی نہیں کی بلکہ آغوش نبوت ورسالت ہی میں شعور حاصل فرمایا۔ امام مجاہد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت میں اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہ تھی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کا شرف اُن کو حاصل ہوا۔ اس طرح کہ ایک بار قریش کو بڑی تنگی ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے چچا آپ کے بھائی ابوطالب کثیر العیال ہیں اور یہ لوگ اس وقت سختی میں ہیں چلئے ایک کو آپ لیجئے ایک کو میں لوں تا کہ ان کا بوجھ ہلکا ہو سکے۔ چنانچہ ابوطالب کے پاس آ کر اُن سے مقصد بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ عقیل رضی اللہ عنہ اور طالب رضی اللہ عنہ کو میرے لئے چھوڑ دو اور جو تم

Marfat.com

چاہو کرو۔

چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو اپنے ذمہ لیا اور وہ اُنہیں کے پاس رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا۔ یہاں تک کہ جب بعثت نبوی ہوئی تو حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی اور حضور پر ایمان لائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا احسان آپ پر ازل ہی سے ہو چکا تھا۔

آپ بجز غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں ہمرکاب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہے ہیں۔ جنگ تبوک میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی جانب سے آپ کو امیر و حاکم مقرر فرما کر چھوڑا تھا تمام غزوات میں آپ کے تعجب خیز آثار شجاعت نمایاں رہے ہیں۔

جنگ اُحد میں سولہ ضربیں آپ کے جسد اطہر پر شمار کی گئیں۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت فرمانے کے بعد بحکم رسالت تین روز مکہ مکرمہ میں رہے اور جو امانتیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگوں کی تھیں ان سب کو ادا کر کے مدینہ طیبہ میں حاضر خدمتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گئے۔

فضائل ومناقب

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام میں سے کسی کی نسبت اس قدر کثیرا حادیث شریفہ فضائل میں وارد نہیں ہوئیں جتنی کہ حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی نسبت وارد ہوئیں۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ ہوئی کہ عہدِ صحابہ کرام ہی میں آپ کے مخالفین بکثرت منتشر ہو گئے تھے اور وہ آپ کی جناب میں عوام کے درمیان تنقیص پھیلاتے رہتے تھے۔ اس لئے تمام موجودین صحابہ کرام نے اُس وقت تبلیغ فضائل کو فرض اہم جان کر جس جس نے آپ کے فضائل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنے تھے لوگوں کو پہنچانے میں کوتاہی نہ کی۔ اس لئے بھی آپ کے فضائل کا ذخیرہ بہت زیادہ ہو گیا۔ تبرکاً یہاں چند احادیث شریف نقل کی جاتی ہیں۔

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ تبوک کے سفر کے وقت حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ طیبہ پر اپنا جانشین بنایا تو آپ نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ آپ مجھ کو بچوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں۔ فرمایا کہ تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسا کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے تھے بجز اس کے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ اس حدیث کو بکثرت صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ (بخاری مسلم)

اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل صبح میں ایسے مرد کو علم دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ جو کہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اس سے محبت رکھتا ہے اور اس کا رسول بھی اس سے محبت رکھتا ہے۔ پس تمام شب صحابہ کرام اسی غور و فکر میں رہے کہ وہ کون ایسا ہے جسے علم دیا جائے گا۔ جب صُبح ہوئی تو تمام صحابہ کرام حاضرِ خدمت ہوئے اور ہر ایک آرزو مند تھا کہ اسی کو علم دیا جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھیں خراب ہیں۔ فرمایا بلاؤ ان کو۔

جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو ان کی دونوں آنکھوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن لگایا اور دُعا فرمائی۔ وہ فی الفور ٹھیک ہو گئے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو علم جنگ عطا فرما کر رخصت فرمایا۔ آپ سے مروی ہے کہ اس دن کے بعد سے کبھی آپ کی آنکھوں کو کوئی بیماری تمام عمر نہ ہوئی۔

یہ وہ عظیم الشان رتبہ تھا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سوائے اس دن کے کبھی مجھ کو آرزو امارت نہ ہوئی۔

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیتہ مباہلہ نازل ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیدنا علی اور حضرت سیدنا فاطمہ اور سیدہ امام حسن وسیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو بُلایا اور بارگاہِ احدیت میں عرض کیا کہ اے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔ (مسلم)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غدیرخُم پر (جو ایک منزل ہے جو حرمین شریفین اور حجفہ سے تین یا چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے مجمع صحابہ کرام میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے) فرمایا کہ میں جس کا مولیٰ ہوں۔ علی بھی اُس کے مولیٰ ہیں۔ اے اللہ جو اُن سے دوستی رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو اُن سے دشمنی کرے تو اس کو دشمن رکھ۔ (ترمذی)

چار سے محبت

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چار مردوں سے محبت فرمانے کا حکم دیا ہے اور وہ بھی اُن سے محبت رکھتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے نام بیان فرمائیں۔ تین بار فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ اُن میں سے ایک ہیں اور ابوذ ر اور مقداد اور سلیمان رضی اللہ عنہم۔ (ترمذی)

حضرت حُبشی بن جُنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے ہی اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اخوت کا رشتہ قائم فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ نے اپنے صحابہ میں رشتہ اخوت قائم کیا ہے اور میرے لیے اور کسی کے درمیان اخوت قائم نہ کی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے بھائی ہو دنیا میں اور آخرت میں بھی۔ (ترمذی)

ان احادیث صحیحہ سے بعض کمزور دل اور سادہ لوح عوام کو بعض لوگ شبہوں اور گمراہی

Marfat.com

میں ڈالتے ہیں کہ ایسے فضائل والے پر کسی دوسرے کو ترجیح کیوں کر ہو سکتی ہے اور ان سے افضل کون ہو سکتا ہے۔ اس لئے واضح ہو جانا چاہئے کہ افضلیت منجملہ اُمور منصوصہ کے ہے اس میں عقل ورائے وقیاس کو گنجائش نہیں۔ اگر قیاس ورائے پر مدارِ دین ہوتا تو بہت سے مسائل دین کا یا پلٹ ہو جاتے اور یہاں بھی یہی ہوتا۔ لیکن مدار ان اُمور کا نصوص شرعیہ ہی پر ہے۔

ضروری وضاحت

ہر چند کہ ہر چہار خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے فضائل و کمالات نیز بعض دیگر اکابر صحابہ کرام کے فضائل ایسے ہیں کہ اُن کے آگے آسمان ہفتم بھی سر بخضوع ہو۔ پھر ہر ایک کے بعض کمالات خصوصیہ بھی ہیں۔ باوجود ان سب امور کے بحیثیت مجموعی جو اجماع کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور اُن کے بعد اکابر دین اہل سنت و جماعت نے کیا ہے جو کہ سراسر نصوص قرآنیہ وارشاداتِ عالیہ نبویہ سے مؤید ہے وہی اصل دین ہے جس میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پھر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا افضل ترین امت ہونا قطعی ہے۔ اس قطعیت میں دو صحابہ کرام بھی مختلف نہیں۔ جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ بکثرت برسرِ منبر فرمایا کرتے تھے کہ ہوشیار رہنا جو کوئی مجھ کو شیخین پر فضلیت دے گا اس کو مفتری کی حد لگاؤں گا۔ اس لئے مُسلم صادق کا فرض یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور پھر جن پر کہ قرآن کریم اُترا اور جو کہ یا ایھا الذین امنوا کے اول ترین مخاطب ہوئے اور جو کہ مواقع و اسباب نزول آیات قرآنیہ وارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ واقف تھے اور اپنے درمیان میں ہر ایک کے مراتب سے سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے اُن کے اجماع کے آگے سر تسلیم جھکا دے اور اپنی رائے اور قیاس کو ذرہ بھر دخل نہ دے ورنہ خدانخواستہ ایمان کے گم ہونے کا اندیشہ ہے۔

Marfat.com

تمام صحابہ کرام اور اہلِ بیت عظام کی محبت اور اُن میں سے ہر ایک کو اُن کے مرتبہ پر رکھنا یہی اصل ایمان ہے۔ جو مراتب ان کو بارگاہ احدیت عزوجل اور بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عطا ہوئے ان کو انہیں مراتب پر بہ محبت و اخلاص تمام قائم رکھنا ہی ذریعہ سلامتی ایمان و نجاتِ ابدی ہے۔ ماسوا اس کے گمراہی اور ہلاکت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو بدعقیدگی اور سوء ادبی اور دین میں اپنی رائے کی مداخلت کی بلائے مہلک سے محفوظ رکھے۔ اور تمام اکابروں کی محبت و تعظیم پر بموجب ارشاداتِ نبویہ استقامت بخشے۔ آمین۔

منافق کی پہچان

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس نے چیرا دانے کو اور بنایا جان کو کہ بے شک عہد دیا ہے مجھ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ بے شک دوست نہیں رکھے گا مجھ کو مگر مومن اور بغض نہیں رکھے گا مجھ سے مگر منافق۔ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم منافقین کو پہچان لیتے تھے ان کو بغض رکھنے سے حضرتِ علی بن ابی طالب کے ساتھ۔

کمالِ علم

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہیں۔ (ترمذی، حاکم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ کو ملک یمن کا قاضی مقرر فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ کو قاضی بنا کر بھیجتے ہیں حالانکہ میں نوجوان ہوں کیسے میں ان میں فیصلہ کروں گا۔ اور حال یہ ہے کہ میں فیصلہ کرنا جانتا ہی نہیں ہوں۔

یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا کہ اے اللہ اس

Marfat.com

کے قلب کو ہدایت دے دے یعنی فیصلہ کرنے کی اور اس کی زبان ثابت کر دے یعنی حق پر۔ پس قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں جان ہے کہ اس کے کبھی مجھے کسی دو کے درمیان فیصلہ میں شک نہیں ہوا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ بہ نسبت دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے کثیر الروایت کیوں ہیں ۔فرمایا کہ میں جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سوال کرتا تو جواب عطا فرماتے تھے اور اگر میں نہ بھی سوال کرتا تو خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بیان فرمایا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا عمر بن الخطاب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سب میں بہتر فیصلے کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی ثقہ ہم کو فتویٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہنچائے تو ہم اس سے نہ بڑھیں گے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں ایسے کٹھن مسئلہ سے کہ اس کا حل ابوالحسن حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس نہ ہو۔ حضرت سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی نہیں کہتا کہ مجھ سے سوال کرو۔ بجز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے۔

یہ کمال علم آپ کا تعلیم امت پر تھا تا کہ بہت سے دقائق احکام سینوں میں غائب نہ ہو جائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہلِ مدینہ میں فرائض اور فیصلہ احکام کے سبب سے زیادہ عالم حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ اب جو صحابہ میں موجود ہیں ان سب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سُنت کے سبب سب سے زیادہ عالم ہیں۔

امام احمد اور حضرت ابوحازم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ جا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھ وہ

Marfat.com

زیادہ علم والے ہیں۔اس نے کہا کہ آپ کا جواب زیادہ پسند ہے۔فرمایا نہایت بُری بات ہے جو تو نے کہی تو نے ایسے بزرگ کے جواب کو مکروہ جانا جن کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت گہرے علوم سکھلاتے تھے۔

علم نحو کے اصول حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہی ایجاد فرمودہ ہیں آپ ہی نے سب سے پہلے ابوالاسود ائلی جو کہ آپ کے قاضی تھے تعلیم فرما کر حکم دیا کہ انہیں اصول پر قواعد علم نحو مرتب کرو۔اس لئے کہ بوجہ عجمیوں کے اختلاط کے لوگ اکثر لحن کرنے لگے ہیں جس سے عربی زبان کی صوت پر اثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔اور بھی بکثرت علوم ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی کے دقائق تعلیم سے ظہور میں آئے۔کیوں نہ ہو کہ بابِ مدینۃ العلم ہیں۔

قدر و منزلت

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت غضب میں ہوتے تو بجز حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ عرض و معروض کر سکے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔

(طبرانی، حاکم، ابن عساکر)

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم سے روایت کرتی ہیں کہ فرمایا کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔اور جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔

Marfat.com

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جس طرح تم نے قرآن کے نزول پر جہاد کیا ہے اسی طرح اس کی تفسیر و تاویل پر بھی جہاد کرو گے۔ یہ خوارج کے ساتھ جہاد کرنے کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور فرمایا کہ تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے کہ یہود نے اُن سے بغض کیا اتنا کہ ان کی والدہ مطہرہ پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی ایسی کی ان کو اس منزل پر پہنچا نا جوان کے مرتبہ کے نہ تھے یعنی خدائی میں شریک کیا یہ روایت کر کے حضرت شیر خدا نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ دو گروہ میری وجہ سے ہلاک ہوں گے۔ ایک میری محبت میں افراط کرنے والا کہ مجھ کو ایسا چڑھائے گا کہ جو مجھ میں نہیں۔ دوسرا وہ مبغض کہ اس کا بغض اس کو آمادہ کرے گا کہ وہ مجھ پر بہتان باندھنے لگے۔ (بزار، مستدرک حاکم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ ہے۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوص (کوثر) پر میرے سامنے پیش ہوں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شکایت کرنے لگے۔ پس حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ فرمایا۔ کہ اے لوگو علی رضی اللہ عنہ کی شکایت نہ کرو۔ قسم اللہ کی وہ اللہ کی ذات میں نہایت سخت ہیں۔ یا فرمایا کہ اللہ کی راہ میں نہایت سخت ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ آپ سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ کون پیارا تھا۔ فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ پھر سائل نے پوچھا کہ مردوں میں۔ فرمایا کہ ان کے شوہر اور جہاں تک میں جانتی ہوں تھے وہ بکثرت نمازیں پڑھنے والے اور بکثرت روزے رکھنے والے تھے۔ (ترمذی)

Marfat.com

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے تمام ناموں میں ابوتراب کی کنیت سب سے زیادہ پیاری تھی۔ اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ کنیت آپ کی رکھی تھی۔

ایک روز آپ کے اور حضرت سیدنا النساء رضی اللہ عنہا کے درمیان کچھ بات ہوگئی کہ آپ اس گفتگو سے ناخوش اور رنجیدہ ہوکر مسجد نبوی میں آکر زیر سایہ دیوار لیٹ گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دولت خانہ پر آئے تو پوچھا کہ علی کہاں ہیں۔ حضرت سیدہ نے عرض کیا کہ مسجد میں ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ آپ سو رہے ہیں اور چادر آپ کی پشت مبارک سے جُدا ہے اور خاک مسجد شریف آپ کی پشت سے لگی ہوئی ہے۔ ان کے قریب بیٹھ کر انکی پشتِ مبارک سے خاک دور فرماتے ہوئے فرمایا۔ اٹھو اے ابوتراب! اٹھو اے ابوتراب (دامادوں کی خاطر داری اور ان کو خوش رکھنے کے لئے فقہاء کرام اس حدیث سے استدلال فرماتے ہیں۔)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ تمہاری محبت ایمان ہے۔ اور تمہارا بعض نفاق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی جانب دیکھ کر فرمایا کہ تو سردار ہے۔ دنیا اور آخرت میں سردار ہے۔ جس نے تجھ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے تجھ سے بغض کیا اُس نے مجھ سے بغض کیا۔ اور تجھ سے بغض رکھنے والا اللہ تعالیٰ سے بعض رکھنے والا ہے اور اللہ اس سے بعض رکھنے والا اللہ تعالیٰ سے بغض رکھنے والا ہے اور اللہ اس سے بعض رکھنے والا ہے اور خسارہ میں ہے اس کے لئے جس نے تجھ سے بعض رکھا۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کا نکاح حضرت سیدہ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو ر

Marfat.com

خصتی کے بعد ان کے دولت خانہ پر شریف لے گئے اور دعا فرمائی اور فرمایا کہ اے فاطمہ میں نے تمہارا نکاح اپنے قرابت داروں میں جو مجھ کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اُس کے ساتھ کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو آ کر کہا کہ اللہ حکم فرماتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے۔

شجاعت و بہادری

آپ نامور بہادران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہیں کبھی کسی بڑے سے بڑے جنگجو کے سامنے سے نہ ہٹے نہ مُڑے مگر پیترہَ جنگ کے لئے سب سے بڑی شجاعت آپ کی شب ہجرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے مبارک پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک اوڑھ کر سونا اور تن تنہا تمام کفار قریش کی پروا نہ کرنا تھا۔

جنگ بدر میں آپ کی شجاعت ضرب المثل تھی۔ جنگ اُحد میں سات بہادروں کو واصل جہنم فرمایا اور سولہ زخم آپ کے جسد اطہر پر لگے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اُحد کے دن طلحہ بن ابی طلحہ نے جو کہ علمبردار مشرکین تھا میدان میں نکل کر اُکارا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تم اعتقاد رکھتے ہو کہ اللہ ہم کو تمہاری تلواروں کے ذریعہ سے دوزخ میں گراتا ہے اور تم کو ہماری تلواروں کے وار سے جنت میں پہنچاتا ہے۔ پس تم میں کون ہے جو میرے سامنے ہو۔

یہ سُن کر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اس کے سامنے آئے اور فرمایا اللہ کی قسم میں تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ بہت جلد تجھ کو جہنم پہنچاؤں گا۔ یہ کہہ کر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ دو ہی ضربوں میں آپ نے اس کے پیر پر ایسا ضرب لگایا کہ اس کا پیر کٹ گیا اور وہ بھی زمین سے آلگا۔ آپ نے چاہا کہ اس پر سوار ہو کر اس کو جہنم واصل کریں تو اُس نے کہا تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ آپ نے یہ سُن کر اس کو چھوڑ دیا اور صف جنگ میں اپنی جگہ

Marfat.com

آ کھڑے ہوئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ کیوں آپ نے اس کا کام تمام نہ فرمایا۔ فرمایا کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا لیکن وہ ہرگز نہ بچے گا۔ چنانچہ اسی وقت ایک ساعت بعد جہنم واصل ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بشارت سنائی گئی تو آپ نہایت مسرور ہوئے اور تمام مسلمانوں کو بڑا سرور ہوا۔ اسی طرح جنگ خندق میں بھی آپ کی شجاعت کے چاند چمکے ہیں۔

ایک بار جنگ خندق میں عمرو بن عبدود جو کہ شہرۂ آفاق بہادر اور نہایت آزمودۂ کار جنگجو تھا جس کے نام سے بڑے بڑے بہادر لرزتے تھے۔ میدان میں آیا اور مُبارز کی صدا بلند کی۔ حضرت شیر خدا نے ارادہ فرمایا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو روک دیا۔۔ وہ بار بار مبارز طلب کرتا رہا۔ اور کہنے لگا کہ تمہاری حمیت وگرمی کہاں ہے۔ تمہاری وہ جنت کہاں ہے۔ جس کا تم اعتقاد رکھتے ہو کہ جو مارا جائے گا وہ جنت میں پہنچے گا۔

آخر حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب اقدس میں حاضر ہوئے اور اس کے مقابلے کی اجازت چاہی۔ اور عرض کیا کہ حضور میں ہی اس کا مقابل ہوں اور اس کے لئے بس ہوں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عمرو ہے۔ عرض کیا کہ کیا ہے اگرچہ عمرو ہے۔ پھر اجازت دی اور اپنا عمامہ مُبارکہ اُتار کر آپ کے سرِ مُبارک پر باندھا اور فرمایا کہ جاؤ اور آسمان کی طرف دستِ مبارک کر کے عرض کیا مولیٰ کریم بدر میں تو نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو پسند فرمالیا۔ اُحد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو پسند فرمالیا اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میرے لئے چھوڑ دے اور ان کا صدمہ مجھ کو نہ دکھا۔ وُہ میدان میں اپنی گھوڑے پر سوار چکر لگاتا اور اپنی بہادری کی ڈینگیں مار رہا تھا کہ آپ اس کے روبرو ہوئے اور اس کو للکار کر اور اس کے شعر کا جواب شعر سے دے کر اس سے فرمایا۔ اے عمرو تو نے اپنی جان پر عہد کیا ہوا ہے کہ جب قریش تجھ کو دو باتوں میں سے ایک جانب بُلائے گا تو ایک بات دونوں میں سے ضرور

Marfat.com

قبول کرے گا۔

اُس نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں تجھ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ اس کی مجھے حاجت نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تو اس کو ناپسند رکھتا ہے تو میں تجھ کو مقابلہ کے لئے دعوت دیتا ہوں۔

اس نے کہا۔ اے بھیجتے یہ کیسے ہوگا۔ میں تم کو قتل کرنا نہیں چاہتا۔ تمہارے والد میرے خاص دوست تھے۔

آپ نے فرمایا۔ لیکن میں تو اللہ کی قسم تیرے قتل کرنے کو بہت پسند کرتا ہوں۔ وہ اس فقرے پر گرما گیا اور گھوڑے پر سے زمین پر پھاندا اور ایک دوسرے کی جانب بڑھے۔

کچھ دیر تک دونوں میں وار ہوتے رہے۔ حضرت حیدر کرار نے تلوار کا ایک وار اُس پر ایسا کیا کہ اس کا ایک پہلو زمین پر آپڑا۔ اور اسی وقت واصلِ جہنم ہوا مسلمانوں میں تکبیر کا نعرہ بلند ہوا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ شکر ادا فرمایا۔

اس کے بعد حضرت حیدر کرار نے اس گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے بیٹے پر پلٹ کر حملہ کیا اس کو بھی واصل جہنم کر کے مظفر و منصور واپس ہوئے۔ لشکر قریش میں اس عظیم الشان معرکے نے بڑا رعب ڈال دیا اور آخر حق تعالیٰ جل شانہ نے سخت آندھی کا عذاب اُن پر مُسلط فرمایا۔ کہ وہ سب رات ہی رات کو مدینہ طیبہ سے فرار ہو گئے۔ آپ کی بہادری میں کمال شرافت بھی مشہور ہے۔

تحمل مزاجی

ایک بار ایک معرکہ میں آپ نے ایک کافر کو گرالیا اور اس کے سینہ پر چڑھ کر اس کو ذبح کرنا چاہا تھا کہ اُس نے آپ کے چہرہ انور پر تھوک دیا۔ آپ فوراً تھوک پونچھتے ہوئے

Marfat.com

اس کے سینہ سے اُٹھ گئے اور کسی دوسرے صحابی کو حکم دیا کہ اس کافر کا کام تمام کر دو۔

صحابہ کرام نے وجہ دریافت کی۔ فرمایا کہ اس کے تھوکنے سے مجھے غصہ آ گیا اور خوف ہوا کہ کہیں اس کا قتل کرنا خواہش نفس پر نہ ہو جائے اس لئے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

بارہا میدانِ جنگ میں اگر مقابل ہار کر گر گیا اور اس نے اپنی ٹانگیں بلند کر دیں کہ اس کی شرم گاہ کھل گئی تو آپ نے کمال حیا و شرافت سے اپنی آنکھیں بند کر کے اس سے منہ پھیر لیا اور اس کو چھوڑ دیا ہے کبھی آپ کسی دشمن کے سامنے مغلوب نہ ہوئے۔

جنگ خیبر میں آپ کا سپر ٹوٹ گیا تو آپ نے قلعہ خیبر کے ایک دروازے کا پٹ دستِ مبارک سے اُکھاڑ کر اس سے سپر کا کام لیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح ہونے کے بعد ہم میں سے سات نہایت قوی مردوں نے اس دروازے کے پٹ کو اُٹھا کر خندق کے راستہ چلنے کے لئے بہ مشکل لا کر مثل پُل کے ڈالا تھا۔

آپ کی شجاعت کے حیرتناک کارنامے اس مختصر کتاب میں کیوں کر سما سکتے ہیں۔ ان کے لئے خاص مجلدات درکار ہیں۔ تبرکاً اس قدر نقل کیے ہیں۔

بعض عجیب فیصلے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اعتراف

حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک عورت پیش ہوئی جس نے کہ چھ ۶/ ماہ کے حمل سے بچہ جنا تھا آپ نے اس کے رجم یعنی سنگ سار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت سیدنا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے:

وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔

یعنی مدتِ حمل و رضاعت تیس ماہ ہے چھ ۶ ماہ حمل کے اور دو برس رضاعت کے ہیں۔

Marfat.com

مجبوری میں عمل کی سزا نہیں

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔ اسی طرح عہد فاروقی میں ایک عورت پیش ہوئی۔ جس کا قضیہ یہ تھا کہ وہ جنگل میں جا رہی تھی۔ پیاس سے بیتاب ہو گئی۔ ایک چرواہا اس کو نظر آیا اس نے اُس سے پانی مانگا۔ اس بدنہاد نے کہا کہ پانی پلاؤں گا اگر تو اپنی جان پر مجھ کو قابو دے گی۔ اس عورت نے مجبور ہو کر اقرار کر لیا۔ اور اس چرواہے نے اس کے ساتھ بدفعلی کی۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام سے اس عورت کے سنگ سار کرنے کے متعلق مشورہ کیا۔ حضرت شیر خدا نے فرمایا کہ یہ تو مضطر تھی۔ اس پر حد نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ آپ ہی کی رائے بحال رہی۔ اور وہ عورت چھوڑ دی گئی۔

مجنون پر احکام نافذ نہیں ہوتے

خلافت فاروقیہ میں ایک عورت زنا کے جُرم میں لائی گئی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کو لیجا کر سنگ سار کر دو۔ لوگ لے جا رہے تھے کہ راہ میں حضرت شیر خدا کو یہ لوگ ملے۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین نے اس کے سنگ سار کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ اس کو واپس لائے اور عرض کیا کہ امیر المؤمنین نے اس کے سنگ سار کرنے کا حکم دیا۔ آپ اس کو واپس لائے اور عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین حضور کا فرمان عالی ہے کہ تین شخصوں سے قلم مرفوع ہے سوتا ہوا جب تک کہ نہ جاگے۔ اور بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہو۔ اور مجنون جب تک کہ ٹھیک نہ ہو۔ اور یہ تو فلاں قبیلہ کی مجنونہ ہے شاید کہ حالت جنون میں یہ فعل ہوا ہو۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ تو آپ نے فرمایا میں کبھی نہیں جانتا۔ مقصد یہ ہے کہ حدود شرعیہ ادنیٰ شبہ سے ساقط ہو جاتے ہیں جب کہ سب سے

Marfat.com

ناواقفیت ہے تو شبہ پیدا ہو گیا۔ لہٰذا اس کے چھوڑ دیجئے جانے کا حکم ہو گیا۔

امانت میں خیانت کا فیصلہ

عہد فاروقی میں دو شخص ایک عورت کے پاس سو دینا امانت رکھ گئے اس شرط پر کہ امانت مذکورہ دونوں کے روبرو تسلیم کی جائے۔ ایک کو نہ دی جائے۔ کچھ مدت گزرنے پر اُن میں سے ایک آیا اور عورت سے کہا کہ اس کا ساتھی مر گیا ہے لہٰذا امانت اس کو دیدے۔ آخر بضد ہو کر امانت لے گیا۔ کچھ اور عرصہ گزرنے پر دوسرا آیا اور مطالبہ کیا۔ عورت نے کہا کہ تیرا ساتھی آ کر لے گیا اُس نے باور کرا دیا کہ تو مر گیا ہے۔

اس دوسرے نے دربار خلافت میں عورت پر دعویٰ کر دیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سماعت فرما کر فرمایا کہ میرے نزدیک تجھ کو رقم دینی ہوگی۔ اس نے کہا کہ امیر المؤمنین آپ میرے دعویٰ کا فیصلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائیں۔ آپ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے روبرو پیش ہونے کا حکم دیا۔ آپ نے دعویٰ سُن کر مدعی سے فرمایا کہ جا اول تو اپنے ساتھی کو لے کر آ پھر رقم تجھ کو دی جائے گی۔ تنہا تجھ کو نہیں دی جا سکتی۔ بس وہ مدعی فرار ہو گیا۔

فراست سے جھوٹے کو پہچان لینا

ایک بار آپ کے روبرو کسی نے جھوٹے گواہ پیش کئے۔ آپ نے فراست سے دریافت فرما لیا۔ پھر کسی دوسرے فیصلہ میں مصروف ہو گئے اور اثناء کلام میں فرمایا۔ اگر میرے روبرو جھوٹے گواہ لائے گئے تو ان کو سخت دردناک سزا دوں گا۔ تھوڑی دیر بعد تلاش کیا گیا تو وہ جھوٹے گواہ فرار ہو چکے تھے۔

تین روٹیوں کا فیصلہ

ایک بار دو شخص حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ ہم دونوں جنگل میں کھانا کھانے

Marfat.com

بیٹھے۔ میری تین روٹیاں تھیں اور اس میرے ساتھی کی پانچ روٹیاں تھیں۔ ناگاہ ایک اور شخص ہمارے سامنے سے گزرا اور سلام کیا ہم نے اس کی ضیافت کی۔ وہ سواری سے اُترا اور ہمارے ساتھ کھانا کھایا اور ہم تینوں نے سب روٹیاں کھائیں۔ جب وہ جانے لگا تو اس نے آٹھ درھم ہمیں دیئے کہ یہ بانٹ لو۔ معاوضہ تمہارے کھانے کا جو میں نے کھایا ہے۔ اس میرے ساتھی نے مجھ کو میری روٹی کے تین درھم دینے چاہے اور خود پانچ بقدر اپنی روٹیوں کے لینا چاہے میں نے کہا کہ نہیں نصف نصف ہونا چاہئے۔ یہ کہتا ہے کہ تیری روٹیوں کی قیمت تین درھم ہے لے لے۔ آپ نے سُن کر دوسرے سے پوچھا اس نے عرض کیا کہ واقعہ یہی ہے۔ جو اس نے بیان کیا۔ تو آپ نے مدعی سے فرمایا کر تیرے بھائی نے جو تجھ کو خوشی سے دیا ہے لے لے۔

اس نے کہا اللہ کی قسم نہ لوں گا بجز صحیح حق کے اگرچہ وہ فیصلہ کڑوا ہی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کڑوے حق میں تیرے لئے صرف ایک ہی درھم ہے۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تیری تین روٹیوں کی نو تہائی ہوئیں۔ اور اس کے پانچ کی پندرہ تہائی ہوئیں جملہ چوبیس ہوئیں۔ تم تین کھانے والے تھے۔ اور کھانے میں مساوات کا حکم ہوگا۔ لہٰذا تو نے آٹھ ثلث کھائے حالانکہ تیرے نو ثلث تھے۔ ایک ثلث تیرا تمہارے مہمان نے کھایا اس کے پندرہ ثلث میں سے آٹھ اس کے کھائے اور سات تمہارے مہمان نے کھائے۔ لہٰذا تیرا ایک ثلث جو مہمان نے کھایا اس کے مقابل تجھ کو ایک درھم ملے گا۔ اس کے سات ثلث اس نے کھائے لہٰذا یہ سات درھم کا حقدار ہو۔ اس عجیب فیصلے سے مدعی اور تمام حاضرین دنگ ہو گئے۔

بعد فیصلہ دیوار گر گئی

ایک بار آپ ایک فیصلہ کرنے کے لئے ایک پرانی دیوار کے نیچے کھڑے ہو گئے۔

Marfat.com

لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین دیوار گرنے والی ہے۔ فرمایا دعویٰ پیش کرو۔ اللہ پر بھروسہ ہے۔ وہی بچانے والا ہے۔ جب آپ فیصلہ کر کے دیوار سے ہٹے۔ دیوار گر پڑی۔

حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اکثر سے فرمایا کرتے تھے کہ اے علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ مجھ کو تمہارے بعد تک زندہ نہ رکھے۔ ایک بار آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ اسی اللہ کی حمد ہے کہ ہمارا دشمن بھی دین میں ہمارا محتاج ہے۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیاں رضی اللہ عنہ کا خط آیا ہے۔ وہ سوال کرتے ہیں کہ خنثیٰ مشکل کو کس طرح میراث دی جاوے۔ یعنی مرد کی یا عورت کی۔

میں نے جواب لکھ دیا ہے کہ اس کے پیشاب کے آلہ کے موافق میراث دیں۔ یعنی اگر پیشاب کا آلہ ذکر موجود ہے تو اس کی میراث نر کی ہوگی اور اگر عورت کا سا موضع پیشاب ہے تو عورت کی میراث پائے گا۔

ایک شخص ایک آدمی کو پکڑے ہوئے آپ کے حضور میں لائے اور کہا کہ یا امیر المؤمنین یہ شخص کہتا ہے کہ اس نے میری ماں کے ساتھ خواب میں صحبت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لیجا اس کو اور دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو حد لگا دے۔

زہد و تقویٰ

اکثر آپ سردی میں گرمی کے کپڑے اور گرمی میں سردی کی پوشاک زیب تن فرماتے تھے اور جاڑوں میں اس خفیف پوشاک میں پسینہ ٹپکتا تھا۔

لوگوں نے پوچھا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دعا دی ہے کہ اے اللہ اس کو سردی اور گرمی سے بچا۔ اس لئے مجھے سردی اور گرمی کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اکثر باتوں میں آپ دیکھے گئے ہیں کہ خلوت میں اپنی داڑھی مبارک کو پکڑے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اے دنیا دور ہو مجھ سے۔ جا دوسرے کو دھوکہ دے میں تو تجھ کو تین

Marfat.com

طلاق دے چکا ہوں جس میں واپسی نہیں۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کی شہادت کے بعد جو خطبہ فرمایا کہ اے لوگو تم میں سے وہ ذات اُٹھ گئی کہ جس کو جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم جنگ عطا فرمایا ہمیشہ اُن پر اللہ تعالیٰ نے فتح اتاری اور جنہوں نے کہ بجز سات سو درھم کے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا۔ یہ سات سو درھم بھی اپنے گھر والوں کی خدمت کے لئے ایک لونڈی خریدنے کیلئے جمع فرمائے تھے۔

ایک معمر شیخ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو کہ ایک چادر پہنے ہوئے جس کی قیمت پانچ درھم کی تھی۔ عمرو بن قیس کہتے ہیں کہ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ کیوں پیوند لگاتے ہیں۔ فرمایا اس لئے کہ دل نرم رہے اور ایمان والے اقتداء کریں۔

عدی بن ثابت کہتے ہیں کہ ایک بار آپ کی خدمت میں فالودہ جو ایک نفیس خوراک تھی لایا گیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ اللہ کی قسم تو نہایت خوشبودار خوش رنگ اور خوش ذائقہ ہے لیکن میں مکروہ جانتا ہوں کہ جس خوراک پر میرا نفس عادی نہیں اس کو اس کی عادت ڈالوں۔

ام سلیم نے کہا۔ آپ کا لباس سنبلانی کرچ کا ہوتا تھا۔ حسن بن جرموزا اپنے والد سے روایت ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مسجد کوفہ سے نکلتے ہوئے اور آپ کے جسم مبارک پر دو قطری موٹی چادریں دیکھی تھیں ایک تہبند نیم ساق اور ایک چادر۔ اور آپ بازاروں میں گشت فرماتے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں درہ ہوتا تھا۔ بازار والوں کو اللہ کے تقویٰ اور سچ بولنے اور اچھی طرح خرید و فروخت کرنے اور ناپ تول بھرپور دینے کے احکامات سناتے ہوئے گشت فرماتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ خلیفہ تھے کہ تین درھم کا قیمتی ایک کرتہ آپ نے خریدا اُس کی آستینیں دراز تھیں۔ گٹے کی حد سے زائد کو قطع کرا کر زیب تن فرمایا۔ اور فرمایا کہ سب حمد اسی اللہ کو ہے جس کا دیا ہوا یہ لباس فاخرہ ہے۔

Marfat.com

سبحان اللہ نعمت الٰہی کی ان سادات عظام کو کس قدر تعظیم تھی۔ تین درھم کا کُرتہ امیر المؤمنین خلیفہ اعظم اور اس وقت روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل مخلوق پہن کر اس کو لباس فاخرہ تعبیر فرما کر اُس پر اللہ تعالیٰ کی حمد فرماتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کو جاننے والے اور اُس کے آگے نیاز سے جھکنے والے یہی ہمارے پیشوایان عظام ہیں رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بھائی کو بیت المال سے دینے سے انکار

ایک بار حضرت عقیل رضی اللہ عنہ آپ کے بڑے بھائی مقروض ہو کر آپ کی خدمت میں آئے اور بیت المال سے کچھ خرمن کے خواہش مند ہوئے آپ نے فرمایا کہ بھائی جان اتنا ٹھہریئے کہ میرا روزینہ برآمد ہو تو نصف اُس کا آپ کو دے دوں گا۔ بیت المال میں سے نہیں دے سکتا۔ وہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور اپنا ماجرا بیان کیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کا قرض بھی ادا کر دیا اور تین لاکھ درھم مزید پیش کئے اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ سے خواہش کی کہ میرا اور اپنے بھائی کا معاملہ برسرِ منبر بیان کر دیجئے۔

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور بعد حمد و نعت کے فرمایا کہ جانو اے لوگو۔ میں مقروض اور پریشان ہو کر اپنے بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ اُنہوں نے اپنے دین کو اپنی دنیا پر پر مقدم کر لیا۔ یہ کہہ کر منبر سے اُتر آئے۔

حضرت معاویہ نے فرمایا کہ یہ آپ نے کیا کہا۔ فرمایا کہ جو حق بات تھی وہی میں نے کہی۔ تو وہ خاموش ہوئے کہ کہا کاش ان سے ایسی خواہش نہ کی ہوتی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ بیت المال میں بعد تقسیم اموال کے جاروب کشی فرماتے اس کے بعد اس میں نماز ادا فرماتے تا کہ وہ موضع زمین اللہ تعالیٰ کے حضور میں شہادت دے کہ آپ نے ایک درھم بھی روک نہ رکھا۔

Marfat.com

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے غلط بیانی کی۔ اور اس پر اصرار کیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو جھوٹا ہو تو تجھ پر بدعا کروں۔ اس نے کہا ہاں بددعا کیجئے۔ آپ نے بددعا کی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا بھی نہ تھا کہ اندھا ہو گیا۔

زرہ کی گمشدگی کا واقعہ

جنگ صفین کو جاتے ہوئے آپ کی ایک زرہ گم ہو گئی۔ واپس ہوئے تو آپ نے اپنی وہی زرہ ایک یہودی کے پاس پائی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے۔ نہ میں نے اس کو فروخت کیا۔ نہ ہبہ کیا ہے۔ یہودی نے کہا یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چل قاضی کے سامنے دعویٰ پیش کریں۔

آپ اس کو لے کر قاضی شریح کے پاس جو کہ کوفہ میں آپ کے مقرر کردہ قاضی تھے تشریف لائے اور سلام کر کے قاضی کے پاس بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ یہود کو ذلیل کرو۔ جس طرح کہ اللہ نے ان کو ذلیل کیا ہے اگر یہ شخص یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر کھڑا ہوتا۔

قاضی نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین کیا آپ کا دعویٰ اس یہودی پر ہے۔ فرمایا کہ یہ زرہ جو اس کے پاس ہے میری ہے۔ نہ میں نے فروخت کی ہے۔ نہ ہبہ کی ہے۔

قاضی نے یہودی سے کہا کہ تو کیا جواب دیتا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ زرہ میری ہے اور میری قبضہ میں ہے۔

قاضی نے حضرت امیر المؤمنین سے گواہی طلب کی آپ نے فرمایا کہ امام حسن اور قنبر جو کہ آپ کے غلام خاص تھے۔ یہ دونوں گواہ ہیں۔ قاضی نے کہا کہ بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں اور غلام کی گواہی اپنے آقا کے حق میں شرعاً جائز نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ایک جنتی مرد کی گواہی قبول نہیں جن کی نسبت میں نے رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ امام حسن اور امام حسین نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

قاضی نے عرض کیا کہ یہ شرع بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ہے۔

یہودی یہ ماجرا دیکھ کر بولا کہ امیر المؤمنین نے اپنے مقرر کردہ قاضی کے سامنے مجھ کو پیش کیا۔ ان کے قاضی نے ان کے خلاف میں فیصلہ کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی دین حق ہے۔

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ وہ یہ زرہ بے شک امیر المؤمنین ہی کی ہے۔ یہ کہہ کر وہ زرہ آپ کو پیش کر دی اور اس حقانی تواضع کی برکت سے وہ یہودی مشرف با سلام بھی ہو گیا۔

Marfat.com

خلافت کے متعلق بیان

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ دار الخلافہ بنا کر مزین فرمایا تو چند سرداران قبائل آپ کے سامنے کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یہ جو آپ کا نکلنا ہے کہ اس امت کے خلیفہ ہو کر آپ آپس میں جنگ کا حکم دیتے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کوئی ایسا عہد عطا فرمایا تو ہم کو بتادیں کہ آپ ہمارے اعتقاد میں موثوق اور سچے امین ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سُن کر فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عہد اگر مجھ سے دریافت کرتے ہو تو میرے پاس نہیں۔ اللہ کی قسم کہ اگر میں اول ایمان لانے والا ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اول جھوٹ باندھنے والا نہ ہوں گا۔ اور اگر اس خلافت کا کوئی فرمان یا عہد میرے پاس حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے میرے پاس ہوتا تو میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ چھوڑ دیتا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منبر شریف پر چڑھتے اور میں ان سے جہاد کرتا اگرچہ میرے پاس سوائے میری اس چادر کے اور کچھ بھی نہ ہوتا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو کسی معرکہ میں شہید ہوئے اور نہ ناگہانی میں وصال ہو۔ بلکہ بہت روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علالت رہی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بار بار موذن نماز کی اطلاع کے لئے آتا تھا اور میں بھی حاضر خدمت ہوتا تھا۔ میری حاضری جانتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو حکم دیتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ امامت کریں۔ حتیٰ کہ بعض ازواج مطہرات نے حضرت

Marfat.com

ابو بکر رضی اللہ عنہ سے امامت کو پھیرنا بھی چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ تم حضرت یوسف علیہ السلام کی مقابلہ والی عورتوں میں سے ہو۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ نماز پڑھائیں۔

پس جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی تو ہم نے غور کیا تو جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کے لئے امام منتخب فرمایا اُنہیں کو ہم نے اپنی دنیا کے لئے بھی امام بنالیا۔ اس لئے کہ نماز اسلام کی اصل اور اس کی امامت دین کی امارت اور اس کا پایہ ہے۔ اس لئے ہم نے جنہوں نے نماز کی امامت کے عہد سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے خلافت حاصل کی تھی گزر چکے اور جن کے لئے مجھ سے میثاق لے لیا گیا تھا وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ ان کے بعد تمام اہل حرمین اور ان دونوں شہروں یعنی کوفہ اور بصرہ اور مصر والوں نے بھی میری بیعت قبول کر لی۔ اب جبکہ اس کے لئے کوئی ایسا شخص نہیں جو کہ نہ قرابت میں میرے مثل ہے نہ علم میں نہ سابقیت میں نہ فضلیت میں تو کیوں کر اس کی طرف توجہ کی جاسکتی ہے اور میں اس سے ہر وجہ سے زیادہ حقدار ہوں یہ میرے اس قیام کی حقیقت ہے۔

سبحان اللہ کیا اعلیٰ منصفانہ جوہری کلام ہے۔ حق کو کس خوبی اور وضاحت سے کھول کر رکھ دیا ہے۔ جس کو سمجھ ہو وہ خوب سمجھ سکتا ہے۔ اب خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد عالی کے بعد خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کی صحیح خلافت میں کلام کرنا اور آپ کا متبع اور محبت اپنے کو سمجھنا کس قدر دونوں مخالف حقائق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بدعقلی اور محرومی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ان صریح ارشادات عالیہ کے بعد کسی منصف مزاج کے قلب پر اُن کج فہم محروم لوگوں کی بات پر توجہ نہیں دینی چاہیے کہ ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ اور ہم میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی بیعت میں مختلف نہ ہوئے اور وہ بلاشبہ خلافت کے لائق تھے۔ میں نے اُن اطاعت کا حق ادا کیا۔ جب وہ مجھے جناب پر بلاتے میں جاتا۔ جب مجھ کو دیتے میں لیتا۔ جب مجھ سے جہاد کراتے میں جہاد کرتا اور اُن کے روبرو اپنے کوڑے سے

Marfat.com

حدود شرعیہ نافذ کیا کرتا تھا۔

جب وہ وفات پا گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو انہوں نے اپنا جانشین مقرر کر دیا اور وہ اس کے لائق تھے اور ان کی سنت پر چلے۔ ان کی خلافت میں بھی ہم سے وہ مختلف نہ ہوئے۔ میں نے ان کی اطاعت کا بھی حق ادا کیا۔ اُن کے لشکروں میں جہاد کرتا۔ جب وہ مجھ کو دیتے میں لیتا جب مجھ سے جہاد کراتے میں جہاد کرتا اور ان کے روبرو اپنے کوڑے سے حدود شرعیہ نافذ کرتا رہا۔

جب انکی وفات ہوئی تو مجھ کو اپنی سابقیت اسلام اور اپنی قرابت اور اپنے فضائل کی بناء پر خیال ہوا کہ وہ کسی دوسرے کو مجھ پر مقدم نہ کریں گے۔ مگر انہوں نے اپنی جان کو اس بوجھ سے پاک کر لیا اور چھ اعیان قریش کے اندر خلافت کو محصور کر دیا۔ جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ اور اُنہوں نے اپنی اولاد کو بھی نکال دیا۔ اگر نفس پروری ہوتی تو وہ اپنی اولاد سے خلافت کو نہ نکالتے۔

جب وہ چھ اعیان جمع ہوئے تو میرا گمان تھا مجھ پر کسی کو حق اسبقیت نہیں ہوگا۔ مگر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہم سے عہد و میثاق لے لیا کہ جو خلیفہ ہو ہم سب اس کی اطاعت قبول کریں گے۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

میں نے اس وقت غور کیا تو میری طاعت سبقت لے گئی اور میرا میثاق جو لیا جا چکا ہے۔ اب وہ دوسرے کے لئے ہو چکا۔ اسلئے ہم سب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور میں نے اس کا حق اطاعت ادا کیا۔ اُن کے لشکروں میں جہاد کیا۔ جب انہوں نے مجھ کو دیا میں نے لیا۔ جب وہ مجھ سے جہاد کراتے میں نے جہاد کیا۔ اور برابر اُنکے روبرو اپنے کوڑے سے حدود شرعیہ نافذ کرتا رہا۔

جب وہ بھی شہید کر دیئے گئے تو میں نے اپنی نسبت غور کیا تو وہ دونوں خلفاء سعادت

Marfat.com

کے تلبیسات بفضلہٖ تعالیٰ ذرہ بھر اثر نہیں ڈال سکتے۔ جو کہ ان سادات عظام کے درمیانی تعلقات کو نہایت گندہ رُخ دے کر عوام الناس کو گمراہی میں ڈالنے کی کوشش میں رہے اور رہتے ہیں۔ حق و صداقت یہی ہے۔ اس کے سوا کسی کو محض مصنوعی روایات خبیثہ پر ہرگز مسلمان کو توجہ کرنا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کی سچی محبت کا شرف تمام مسلمانوں کو بخش کر سعادت و ابدی سے بہرہ اندوز فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

خلفاء راشدین مہدیین کون؟

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ حضرت اپنے خطبوں میں فرمایا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو درست کردے اس چیز سے کہ جس سے دوست کردیا تھا تو نے خلفاء راشدین مہدیین کو۔ پس وہ کون ہیں۔ یہ سُن کر آپ کی آنکھیں بھر آئیں۔ اور فرمایا کہ وہ ہیں میرے پیارے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیشوایانِ ہدایت اور شیوخ اسلام اور قریش کے وہ بڑے دونوں مرد کہ جن کی اقتداء کی جاتی ہے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جس نے ان دونوں کی پیروی کرلی وہ گمراہی سے بچالیا گیا۔ اور جوان کے نقش قدم پر چلا اُس نے سیدھا راستہ پالیا۔ اور جس نے ان کے ساتھ تمسک کیا اور ان دنوں کو پکڑلیا وہ اللہ کے گروہ میں سے ہوگیا رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے آپ نے فرمایا کہ اے فرزند چار اور چار نصیحتیں مجھ سے یاد کرلو۔ انہوں نے عرض کیا وہ کیا ہیں فرمایا: سب سے بڑی تونگری عقل ہے اور سب سے بڑی تہہ دستی حماقت ہے۔ اور سب سے بڑی وحشت خود بینی ہے اور سب سے بڑا کرم حسنِ خلق ہے۔

انہوں نے نے عرض کیا۔ دوسری چار کیا ہیں۔

فرمایا خبردار احمق کی دوستی سے دور رہنا وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا مگر نقصان پہنچائے

Marfat.com

گا۔اسی طرح جھوٹے کی دوستی سے دور رہنا کہ وہ دور کی چیز ہم کو نزدیک کر دکھائے گا اور نزدیک کی چیز دور کر دکھائے گا۔ نیز بخیل کی دوستی سے دور رہنا اس لئے کہ جب تم سخت حاجت میں ہو گے اسی وقت وہ تمہاری معاونت سے بیٹھ جائیگا اور فاجر کی دوستی ہرگز نہ کرنا وہ تم کو کوڑی قیمت پر بیچ دے گا۔

ایک شخص آپ نے کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ قدر کیا چیز ہے مجھے سمجھائیں۔

فرمایا: نہایت تاریک راستہ ہے اس راہ میں نہ چل۔ پھر اس نے فکر و عرض کیا۔فرمایا نہایت بے تہاہ دریا ہے نہ ڈال تو اپنے کو اس میں پھر سہ بارہ اس نے عرض کیا۔فرمایا کہ وہ اللہ کا راز ہے اس کی خلقت میں اس کی جستجو نہ کر۔ پھر اس نے عرض کیا۔فرمایا: اے سائل اللہ نے تجھ کو پیدا کیا ہے اپنی مشیت پر یا تیری پر۔ اس نے کہا بے شک اس نے اپنی مشیت کے لئے پیدا کیا ہے۔فرمایا کہ بس پھر وہ اپنی مشیت پر تجھے چلائے گا۔

آپ کے اختیار بھی حکم و نصائح میں کثیر اور نہایت اعلیٰ دقائق سے مزین ہیں بس اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

چند کرامات

امام عبدالرزاق حجر مدری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے مجھ سے فرمایا کہ کیسا ہو گا زمانہ جبکہ تجھ کو مجھ پر لعنت کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا۔کیا ایسا ہونے والا ہے۔فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا۔ پھر میں اس وقت کیا کروں فرمایا لعنت کرنا مگر مجھ سے براءت نہ کرنا۔ چنانچہ مجھ کو حجاج ظالم کے بھائی سے جو کہ امیر یمن تھا آپ پر لعن کا حکم دیا میں نے کہا اے لوگو۔ امیر نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لعنت کروں۔ پس تم اس پر لعنت کرو۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔ اس میری زیرکی پر بجز ایک شخص کے کوئی نہ سمجھ سکا۔

Marfat.com

یحییٰ حضرمی کہتے ہیں کہ سفرِ صفین میں مَیں حضرت امیر المؤمنین کے ہم رکاب تھا۔ جب نینویٰ کے محاذ پر پہنچے تو باآواز بلند پکارا کہ اے ابوعبداللہ صبر کرنا فرات کے کنارے پر ۔میں نے عرض کیا کہ یہ کیا ارشاد ہے۔فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فرات کے کنارے سے شہید کئے جائیں گے۔اور اس جگہ کی مٹی مجھ کو لا کر دکھائی۔

حضرت فضالہ بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے ہمراہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی عیادت کے لئے ینبع گیا۔میرے والد نے آپ سے عرض کیا کہ آپ نے یہاں بدوؤں میں سکونت فرما ہیں۔اگر وفات آجائے تو سوائے ان جاہل بدوؤں کے کون تجہیز وتکفین میں شریک ہوسکتا ہے مدینہ طیبہ اُٹھ چلئے کہ اگر وقت آیا تو تمام صحابہ و اقارب ہر طرح شریک حال رہیں۔آپ نے فرمایا: اے ابوفضالہ میں ابھی نہیں مروں گا اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے کو فرمادیا ہے کہ میں نہ مروں گا یہاں تک کہ میں اس سر پر مارا جاؤں کہ اس کے خون سے یہ داڑھی خضاب کرلے یہ حضرت ابوفضالہ بدری صحابہ کرام میں سے ہیں اور آپ ہی کے لشکر میں جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

دیوار کے گرنے اور غلط بات پر اصرار کرنے والے پر بددعا کرنے کی کرامتیں پہلے گزر چکی ہیں۔

ایک گستاخ کی ہلاکت

ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ سے اپنے قصر واقع وادی العقیق کو جارہے تھے راہ میں ایک مقام پر کچھ لوگ جمع تھے۔اُن میں ایک شخص حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی نسبت بدکلامی اور گستاخی کررہا تھا۔آپ نے سنا۔ اس مجمع پر کھڑے ہوگئے۔اور فرمایا کہ اے شخص ان لوگوں کے بڑے سوابق اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

یہاں گزر چکے ہیں تو اپنی زبان کو ان کے ذکر بد سے بند کرو نہ میں تجھ پر بددعا کرتا ہوں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور کی دعائے مُبارک سے مستجاب الدعاء مشہور تھے اُس بد بخت نے کچھ نہ سنا بلکہ تمسخر سے کہا کہ یہ مجھے ڈراتے ہیں گویا کہ پیمبر ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دوگانہ ادا کیا اور ہاتھ اُٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ یہ ایسوں کو گالی دیتا ہے جن کے سوابق تیرے حضور میں وہ ہیں جو کہ ہیں تو تو آج اس کو عبرت بنا دے۔

یہ کہہ کر آپ سوار ہو کر روانہ ہو گئے۔ اُسی وقت ایک بختی اونٹنی نمودار ہوئی اور وہ مجمع کو چیرتی ہوئی آئی اور اس بد بخت کو جھنجھوڑتی ہوئی پتھروں پر گھسیٹتی ہوئی لے گئی یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا لوگ آپ کے پیچھے دوڑے کہ اے ابو اسحٰق آپ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔ اس میں اِن سب حضرات کی عظمت و بزرگی کی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب سادات کرام کی جناب میں بے دابی کی مہلک مصیبت سے ہم سب کو بچائے۔ آمین۔

تمیم ابن المغیرہ کہتے ہیں کہ جس رمضان المبارک میں آپ شہید کئے گئے اس میں آپ صرف چار لقموں پر روزانہ اکتفا فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے یہاں۔ ایک دن حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے یہاں۔ ایک دن حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کے یہاں افطار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر آپ کے حقیقی بردارزادے اور آپ کے رہب بھی ہیں اور داماد بھی ہیں، اور فرمایا کرتے کہ صرف چند راتیں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کا حکم آئے درآنحالیکہ میرا شکم چپکا ہوا ہو۔

قاتل کی نشاندہی

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک بار آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابن ملجم شقی حاضر ہوا اور رسواری وزاد طلب کیا۔ آپ نے اس کو عطا فرمایا۔

Marfat.com

جب وہ چلا گیا تو آپ نے ایک شعر پڑھا جس کے معنی ہیں کہ میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میری موت کا خواہش مند ہے جو کہ قبیلہ مراد میں سے تیرا دوست ہے۔

پھر فرمایا۔ اللہ کی قسم کی یہی میرا قاتل ہے۔ میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین ہم اس کو قتل ہی نہ کر ڈالیں۔ فرمایا نہیں۔ پھر مجھ کو قتل کون کرے گا۔

بعض روایات میں ہے کہ ایک روز آپ نے شقی ابن ملجم سے فرمایا کہ جبکہ وہ مخلص خادم تھا کہ وہ دن کیا ہوگا جبکہ تو مجھ کو قتل کرے گا۔ اس نے لرزتے ہوئے عرض کیا ایسا شوم دن اُس پر آنے والا ہے فرمایا بے شک۔ اُس نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین مجھ کو ابھی قتل کر کے اِس بدبختی سے راحت میں کر دیں۔ فرمایا کہ جو حکم الٰہی ہو چکا ہے۔ اُس کو کوئی بدل نہیں سکتا اور نہ میں تجھ پر مسلط کیا جا سکتا ہوں۔

جس روز کہ حادثہ جانکاہ ہوا اس روز فجر کی نماز کے لئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے برآمد ہوئے تو راہ میں بہت سی بطخیں جو کہ مُرغ سے کچھ بڑے جانور ہوتے ہیں آپ کے سامنے آکر شور کرنے لگیں۔ لوگوں نے اُن کو آپ کے سامنے سے ہٹانا چاہا تو آپ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو یہ نوحہ کر رہی ہیں۔

سبحان اللہ کیا قوی اور زبردست یقین کے مقامات تھے۔ گویا کہ ہر شئے بالکل معائنہ میں ہیں اُس پر یہ ثبات و استقامت یہ انہیں پیشوایان جلیل الشان کے مراتب ہیں۔ حق ہے جو آپ سے منقول ہے کہ اگر غیب سے پردہ میرے لئے ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں کوئی زیادتی اُس مشاہدہ سے نہ ہوگی بلاشبہ یہی آپ کا مقامِ رفیع ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

امام احمد حاکم وغیرہما حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا شقی ترین شخص دو ہیں۔ ایک وہ جس نے حضرت

Marfat.com

صالح علیہ السلام کے معجزہ والی اونٹنی کے ہاتھ پیر کاٹے تھے اور دوسرا جو کہ تمہارے اس سر پر وار کرے گا جس سے تمہاری داڑھی سرخ ہوگئی۔ یہ حدیث شریف دیگر صحابہ حضرت صہیب اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

خود حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ ایک بار حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے سوال فرمایا کہ شقی ترین آدمیوں میں کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹی کے ہاتھ پیر کاٹنے والا۔

فرمایا کہ اور کون میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ عالم ہیں۔ فرمایا دوسرا وہ ہے جو تمہارے اس پر وار کرے گا کہ جس کے خون سے تمہاری یہ داڑھی سرخ ہو جائے گی۔

ظاہری سبب اس حادثہ جانکاہ کا یہ ہوا کہ جب تحکیم کے بعد حضرت علی رونق افزائے کوفہ ہوئے تو خوارج جُدا ہو ہی چکے تھے اور ناچار آپ کو اُن سے جہاد کرنا پڑا اُس فرقہ بد بخت کے ہم خیال جواب کمزور اور کم تعداد رہ گئے تھے اور جن کے عزہ واقرباء سب آپ کے مقابلہ میں تہہ تیغ ہو چکے تھے۔ ان کا جوش انتقام بڑھتا رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عزم تھا کہ کچھ سکون ہوتا کہ جمعیت کے ساتھ شام پر فوج کشی کی جائے۔

حضرت علی کے متبعین میں بھی اختلاف رائے تھا اور اکثر حضرت امیر المؤمنین اپنی انگشت مبارکہ لیکر فرمایا کرتے کہ میں نافرمانی کیا جاؤں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اطاعت کئے جائیں۔

قتل کی سازش

قبل اس کے کہ اس مہم کا تکملہ ہو یہ خارجی بد بخت مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور ان میں سے تین بد بختوں نے یہ عہد و میثاق ۳۹ ہجری کے حج کے بعد بیت اللہ شریف میں کیا کہ ان تینوں حضرات کرام یعنی حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدنا

Marfat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ایک ہی وقت اور ایک ہی تاریخ میں شہید کردیا جائے اور بزعم باطل خود تمام مسلمانوں کو ان تینوں وجود سے راحت میں کردیں۔

تاریخ ووقت نماز فجر سترھویں رمضان المبارک ۴۰ ہجری مقرر کی گئی۔ اشقی الناس ابن ملجم مرادی نے خبیث نے کہا کہ وہ شقی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ لیتا ہے۔ دوسرے نے خبیث بُرک ابن عبداللہ کیمی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ لیا۔ تیسرے خبیث عمرو بن بکیر تمیمی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ لیا پھر ہر ایک شقی اپنے اپنے عہدہ دار کے شہر کو روانہ ہوا۔

ابن ملجم شقی کوفہ آیا۔ بُرک دمشق کو گیا۔ ابن بکیر مصر پہنچا اور تاریخ مقررہ پر ہر ایک بدنہاد اس شہر کی جامع اعظم کے دروازے میں اندھیرے سے آکر پوشیدہ ہوگیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب داخل مسجد ہوئے تو بُرک خبیث نے اُن پر حملہ کیا قدرت خداوندی سے آپ کے سرین پر ہلکا سا زخم لگا اور شور وغل ہونے پر وہ خبیث پکڑا گیا اور قتل کردیا گیا۔

ابن بُکیر مصری مسجد کے دروازے میں آچھپا۔ تقدیر الٰہی سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اُس روز بیمار تھے۔ اُنہوں نے حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کو کہلایا کہ وہ امامت نماز فجر کی کریں۔ جب وہ داخل ہوئے اس بدبخت نے امیر جان کر حملہ کیا جو کہ کاری تھا۔ حضرت خارجہ نے تکبیر پکاری اور فرمایا کہ میں شہادت کو پہنچا کعبہ کے رب کی قسم ہے لوگ جمع ہوئے وہ بدبخت بھی پکڑا گیا۔

اُس نے پوچھا یہ کون ہیں۔ معلوم ہوا حضرت خارجہ ہیں۔ اُس نے اپنی ران پیٹی اور کہا کہ میں نے حضرت عمرو کا ارادہ کیا تھا اور اللہ نے خارجہ کو چاہا۔ چنانچہ اس کا یہ کلمہ ضرب المثل ہوگیا۔ اس بدبخت کو بھی قتل کردیا گیا اور اس طرح یہ دونوں حضرات سلامت رہ گئے۔

Marfat.com

اب اُس شقیوں کے سردار کی داستان دل تھام کر پڑھنا چاہئے یعنی ابن ملجم اشقی جب کوفہ پہنچا تو اس نے اپنی اس بدترین مہم کو اپنے ہم عقیدہ خوارج سے بھی پوشیدہ رکھا۔ کہ مُبادا راز فاش ہو جائے اتفاق سے اثنائے اقامت کوفہ میں ایک روز ایک مکان پر سے گزر اجہاں شادی تھی۔ اس گھر سے چند عورتیں نکل رہی تھیں اُن میں سے ایک نہایت خوبصورت بھی تھی۔ جس بد بخت کا نام قطام بدانجام تھا۔ یہ اس کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا۔

اُس نے پوچھا اے لڑکی تو شوہر والی ہے یا بے شوہر۔ اُس نے کہا بلا شوہر۔ اُس نے کہا کیا تجھے ایسا شوہر قبول ہے جس کا اخلاق مذموم نہیں۔ اُس نے کہا ہاں۔ لیکن میرے والدین ہیں۔ اُن سے مشورہ لے۔ یہ از خود رفتہ اس کے پیچھے ہو لیا۔ وہ ایک مکان میں داخل ہوئی۔ اور تھوڑی دیر بعد باہر آئی اور اس شقی سے کہا میرے والدین نے عہد کیا ہے کہ وہ مجھے نہ بیاہیں گے مگر تین ہزار دینار سرخ اور ایک غلام اور ایک لونڈی پر۔ اس نے کہا یہ مہر تیرے لئے حاضر ہے مجھے قبول ہے۔ اُس شقیہ نے کہا کہ اور بھی ایک شرط ہے۔ اُس نے کہا وہ کیا۔ اُس شقیہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا۔

یہ سن کر وہ شقی بولا کہ خرابی ہو تجھ کو اُن کے قتل پر کس کو قابو ہو سکتا ہے۔ وہ تو مردان شہسواران کے شہسوار ہیں اور یہ کہ وہ مفردِ میدانِ شجاعت ہیں۔ وہ بدذات بولی کہ بس بہت بات نہ کر ہم کو اُن کا قتل ہونا مال سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ اگر تو کر سکتا ہے تو کر ورنہ اپنا راستہ لے۔

جب نابکار شقی نے یہ سختی اس بدنہاد کی دیکھی تو اُس نے کہا کہ اللہ کی قسم کہ وہ تو اسی مقصد سے کوفہ آیا ہے لیکن جب تجھ کو دیکھا تو تیرے ساتھ شادی کو اُس پر مقدم کیا۔ اُس نے کہا بس بات یہی ہے جو میں نے تجھ سے کہی۔ اُس شقی نے کہا کہ پھر یہ تو بتاؤ کہ اگر میں نے ایسا کر بھی لیا تو مجھ کو یا تجھ کو کیا فائدہ ہو گا۔ اس لئے میں جانتا ہوں کہ ایسا کر کے میں جانبر نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

اُس بدذات نے کہا کہ اگر ان کو قتل کر کے تو بچ گیا تو تُو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ میرے دل کو بھی تو ٹھنڈا کر دے گا اور پھر میری تیری خوب زندگی بسر ہوگی اور اگر تو مارا گیا تو تیرے لئے اللہ کے یہاں جو منزلت ہے وہ دنیا و مافیہا سے بھی بہت رہے۔

آخر اُس شقی الناس نے کہا کہ مجھے قبول ہے۔ پھر اُس بدنہاد نے اپنے قبیلہ کے ایک بردار کو بھی اس شقی کی مدد کے لئے آمادہ کیا اور یہ شقی خود بھی ایک دوسرے بدکردار خارجی شبیب بن سجرہ اشجعی سے ملا اور بزعم باطل خود اس سے کہا کہ اے شبیب کیا تجھ کو دنیا اور آخرت کی بزرگی چاہیے۔ اس نے کہا وہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل پر میری مدد کر۔ اُس نے کہا تیری ماں تجھ پر روئے یہ تو تُو ایسی بات لایا ہے جو کہ ناشدنی اور سخت کڑی ہے۔ کیوں کر تو ایسا کر سکنے کی قدرت پا سکتا ہے۔

اُس شقی نے کہا۔ آپ کی حفاظت کے لیے کوئی مامور نہیں اور وہ مسجد کو تنہا آیا کرتے ہیں۔ ہم کمین میں بیٹھ جائیں گے اور جب وہ نما کو آئیں گے تو اُن کو قتل کر دیں گے۔ اگر ہم بچ نکلے تو اپنے بھائیوں کا بدلہ لے کر اپنا دل ٹھنڈا کریں گے۔ اور اگر مارے گئے تو دنیا و آخرت کی سعادت اور ذکر بلند اور جنت حاصل کریں گے آتش بدہنش اُس نے کہا کم بخت حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام میں بڑے سوابق رکھتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُن کے بڑے بڑے سوابق اور مقامات ہیں میرا دل اس پر ہرگز منشرح نہیں ہوتا۔ اُس شقی نے کہا کہ برباد ہو تجھ کو کیا تو نہیں جانتا کہ اُنہوں نے اللہ کے دین میں آدمیوں کو حکم بنایا اور ہمارے سے نیک بھائیوں کو تہہ تیغ کیا تو ہم ایسا کر کے اپنے بعض بھائیوں کا بدلہ اُن سے لیں گے تجھے اپنے اس دین میں شک نہ ہونا چاہیے۔

غرضکہ آخر کار وہ نابکار بھی آمادہ ہو گیا اور اُس شقیہ بدذات کے پاس تینوں نابکار آئے جو کہ ابن ملجم شقی کی مخطوبہ محبوبہ تھی۔ وہ نام نہاد جامع مسجد کوفہ میں معتکف بنی بیٹھی تھی۔ سترھویں رمضان المبارک جمعہ کی شب کو نماز صبح اُس کے خیمہ اعتکاف سے نکلے۔

Marfat.com

اُس نے ان کے لئے دعا بزعم خود کی اور تلواریں اور خنجر لے کر مسجد کے دروازے کے چھتے میں آ چھپے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خواب

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس شب میں بوقت سحر بیدار ہوئے تو اپنے صاحبزادے محترم حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آج شب مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کیا عرض کروں جو جو سختیاں اور تکالیف مجھ کو آپ کی امت سے پہنچیں اور پہنچ رہی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تم اُن پر بدعا کرو۔ میں نے کہا اے اللہ مجھ کو ان سے جو بہتر رفقاء میرے لئے ہوں وہ مجھے عطا کر اور ان کو جو ان کے لئے بُرا ہو مجھ سے وہ ان پر مسلط کر۔

اس کے بعد ہی ابن النباح مؤذن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ نماز تیار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دولت خانہ سے باہر آئے۔ راستے میں سوتے ہوؤں کو پکارتے ہوئے کہ نماز کے لیے اٹھو نماز کے لئے کہتے ہوئے مسجد روانہ ہوئے۔

راہ میں بہت سی بطخیں شور کرتی ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے آ گئیں لوگوں نے ان کو ہٹانا چاہا تو فرمایا۔ ان کو چھوڑ دو یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کے دروازے میں داخل ہوئے۔ ابن النباح مؤذن آگے آگے اور حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ حضرت علی کے عقب میں تھے کہ تلوار کی ایک چمک لوگوں نے دیکھی اور آواز سنی کہ اے علی حکم اللہ کے لئے ہے تمہارے لئے نہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذاتِ مقدسہ پر حملہ کیا جو کہ طاقِ دیوار پر خالی گیا۔ یہ شبیب خبیث کا وار تھا۔ وہ خالی وار دیکھ کر فرار ہو گیا۔ فوراً ہی اشقی الناس ابن ملجم ناری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فرقِ مبارک پر وار کیا جو کہ پیشانی مبارک کو چیرتا ہوا دماغ تک پہنچا۔

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے فرمایا کہ کعبہ کے رب کی قسم کر میں تو شہادت پر فائز ہو گیا۔ اور فرمایا کہ اس کتے کو پکڑو جانے نہ پائے۔ لوگ ہر طرف سے اس شقی ازلی پر دوڑ پڑے۔ ایک شخص نے اس پر اپنی چادر ڈال دی اور اس کو زمین پر گرا کر اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے۔ اور تلوار اُس سے چھین لی۔ اور وہ نابکار اشقی الناس پکڑ لیا گیا۔

تیسرا نابکار فرار ہو کر اپنے مکان میں جا چھپا۔ مگر ایک شخص نے اس کا تعاقب کیا اور اُس کے مکان میں گھس کر اس کو جہنم واصل کر ہی دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جعدۃ ابن ہبرہ کو نماز کی امامت کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر لائے۔ اُس شقی ازلی کو بھی لا کر خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ اس کی طرف دیکھ کر فرمایا جان۔ جان کے قصاص میں ہے۔ اگر میں مر جاؤں تو اس کو قتل کرنا اور اگر میں بچ گیا تو میں خود فیصلہ کروں گا۔ اس شقی ازلی نے کہا۔ اللہ کی قسم کہ میں نے یہ تلوار ایک ہزار کی خریدی ہے اور ایک مہینہ ایک سال اس کو زہر پلایا ہے اگر یہ بچ جائیں اور یہ میرا وار کارگر نہ ہو تو خدا اس کو پیس دے۔

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے دشمنِ خدا تو نے امیر المؤمنین کو مار ڈالا۔ وہ بد بخت بولا کہ میں نے تو تمہارے باپ کو مارا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ اے دشمن خدا میں اللہ سے آرزو کرتی ہوں کہ امیر المؤمنین پر یہ وار تیرا کاری نہ ہو۔ بد بخت بولا کہ پھر یوں تم گریہ کرتی ہو۔ اللہ کی قسم میں نے ایسے وار کیا ہے کہ اگر تمام شہر والوں پر یہ وار ہوتا تو کوئی بھی ان میں سے نہ بچتا۔ اس کے بعد وہ شقی باہر نکالا گیا۔

لوگ اس پر لعنت کرتے اور کہتے کہ اے دشمن خدا تو نے تمام لوگوں کے بہتر کو قتل کیا ہے۔ اس زمانہ میں کہ بالیقین روئے زمین پر اس وقت آپ سے افضل و بہتر کوئی ہستی نہ تھی۔ پھر وہ قید کر دیا گیا۔

Marfat.com

قاتل سے ہمدردی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کو قید کردو اور اس کو نفیس کھانا دیا کرو اور بچھونا اس کو نرم دو۔ اگر میں زندہ رہا تو میں اپنے قصاص کا حاکم ہوں اور اگر میں وفات پاؤں تو اس کو بھی میرے پیچھے کردینا۔ میں رب العالمین کے حضور اس پر دعویٰ کروں گا۔

اس کے بعد حضرت شیر خدا یوم جمعہ اور یوم شنبہ کو اسی زخم کی حالت میں رہے۔ شب یکشنبہ اکیس رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو اس دارِ فانیہ سے رحلت فرمائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

وفات حسرت آیات سے پہلے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو بہت سے وصایا فرمائے۔ ان میں فرمایا کہ اے بنی عبد المطلب مسلمانوں کے خونوں میں نہ پڑنا۔ کہنے لگو کہ امیر المؤمنین مارے گئے لہٰذا لوگوں کو تم مارنے لگو خبردار میرے قاتل کے سوا کسی کو قتل نہ کرنا۔ جس طرح اس نے ایک وار مجھ پر کیا اس کو بھی ایک ہی وار میں قتل کرنا اس کا مثلہ نہ کرنا۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ کاٹنے والے کتے کا بھی مثلہ نہ کیا کرو۔

نماز جنازہ بعد وفات شریف حضرت سیدنا امام حسن وسیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے برادر علاتی حضرت محمد بن الحنیفہ اور برادر چچازاد حضرت عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور نماز جنازہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

مدفن مبارک میں بہت اختلاف ہے۔ مشہور روایت یہی ہے کہ کوفہ کے دارالامارۃ ہی میں شب ہی میں دفن کیا گیا اور بہت اقوال ہیں۔ عمر شریف حضرت علی کی بوقتِ شہادت بروایت مشہور پینسٹھ سال کی تھی۔ تین کپڑوں میں حضرت علی کفنائے گئے جس میں نہ کُرتہ تھا نہ عمامہ۔ رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ۔

Marfat.com

ابن ملجم کا برا انجام

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دفن سے فراغت ہوئی تو صبح کو حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی اہل کوفہ نے بیعت کی۔ آپ نے منبر پر ہی اپنے والد ماجد کی وفات حسرت آیات پر آبدیدہ ایک پُرمغز خطبہ فرمایا۔ اس کے بعد ابن ملجم شقی کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ حاضر کیا گیا۔

آپ نے حسب وصیت حضرت سیدنا امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ اس کے قتل کا حکم دیا۔ جب اس کو قتل کے لئے لے چلے تو اس نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ سے کچھ سرگوشی کروں۔ آپ نے منظور فرمایا بلکہ اپنی تلوار طلب فرمائی اور فرمایا کہ یہ دشمن خدا چاہتا تھا کہ سرگوشی کے حیلہ سے میرا کان کاٹ کھائے۔ اُس بدبخت نے سُن کر کہا کہ اللہ کی قسم میرا یہی ارادہ تھا۔ اُس کے بعد آپ نے تلوار سے اس کا سر قلم فرمایا اور حسب وصیت حضرت سیدنا امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ اُس کے مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔ لیکن شدت تاثیر حادثہ اور کمال خبث خبیث نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا محمد بن الحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ضبط نہ ہونے دیا۔ دونوں سادات نے اُس کے ہاتھ پیر اعضاء کاٹ کر ایک پنجرہ میں رکھ کر آگ میں جلا کر خاک کیا اور ہمیشہ کے لئے اس کے مقر اصلی جہنم کو واصل کیا۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی شہادت کی رات بستر سے اُٹھا تو دیکھا کہ آپ نماز کی جگہ میں نماز ادا فرما رہے ہیں پھر مجھ سے فرمایا۔ اے بیٹے اپنے گھر والوں کو اٹھاؤ کہ وہ نماز پڑھیں۔ پس تحقیق آج اس جمعہ کی رات ہے کہ جس کی صبح کو غزوہ بدر ہوا تھا اور میں نے ابھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور میں نے آپ کی خدمت میں گلہ پیش کیا اُن تکالیف کا جو اُمت سے مجھ کو پہنچ رہی ہیں۔ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُن کر فرمایا کہ اُن پر بددعا کرو۔ چنانچہ میں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ مجھ کو ان سے بہتر ساتھی عطا کردے اور ان کو مجھ سے بدبدل دے یہی خواب بیان فرمارہے تھے کہ آپ کو مؤذن نے حاضر ہو کر نماز کی اطلاع کی اور حضرت جامع مسجد کو روانہ ہوئے۔ جہاں کو وہ عالم سوز حادثہ ہوا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اس روایت سے تاریخ پلٹ کر آنے پر اُس کے اثرات کے وجود و برکات وانوار کا ثبوت بھی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ۳۸ سال کے بعد اس شب میں آپ نے صاحبزادہ جلیل القدر کو حکم دیا کہ اُٹھو اور گھر والوں کو بھی بیدار کرو کہ اس شب میں نوافل کی کثرت کریں کہ یہ رات نہایت برکات کی شب ہے کہ اسی کی صبح کو یعنی بتاریخ اکیس (۲۱) رمضان شریف یوم جمعہ کو ہی غزوۂ الفرقان ہوا ہے۔

ہر پتھر سے خون

یہ روایت بھی منجملہ دلائل واضحہ تعین تاریخ کے واضح دلیل ہے اور اس تعین کے استنباب پر نہایت روشن برھان ہے۔ امام زہری سے مروی ہے کہ آپ کی شہادت با کر امت کے دن بیت المقدس سے جو پتھر اُٹھایا جاتا تھا اُس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا۔

آپ کی شہادت کی خبر جب مدینہ طیبہ پہنچی تو حضرت سیدہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سُن کر فرمایا کہ اب عرب بے سرے ہو گئے۔ جو چاہیں کریں کوئی ان کو باز رکھنے والا نہ رہا۔

آپ کی شہادت کے وقت آپ کی چار ازواج تھیں اور دس لونڈیاں امہات اولاد اور بعض روایات میں ۱۹ لونڈیاں امہات اولاد تھیں۔ جن سے چودہ صاحبزدگان اور اٹھارہ صاحبزادیاں وجود میں آئیں۔

Marfat.com

حلیہ مبارک

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔ پتلیاں آنکھوں کی نہایت سیاہ بڑی آنکھیں نہایت حسین چہرۂ انور گویا کہ بدر تمام۔ شکم مبارک بڑا۔ سینہ مبارک کشادہ۔ شانہ ہائے مبارک خوب چوڑے شانوں کی ہڈیوں مبارک کے سرے ایسے تھے جیسے شیر ببر کے ہوتے ہیں۔ بدن مبارک بھرا ہوا۔ کلائی ہاتھ کی اس کے ساق سے مساوی معلوم ہوتی تھی۔ گٹھا ہوا جسم انور۔ کف دست مبارک نہایت کلاں تمام بدن مبارک کی ہڈیوں کے جوڑ نہایت بڑے اور مستحکم۔ گردن مبارک نہایت نرم اور سفید گویا کہ چاندی کی صراحی ہے۔ سامنے سے سر مبارک بالکل چکنا پیچھے سے دو باریک چوٹیاں تھیں۔ داڑھی مبارک خوب گھنی اور بڑی کہ سینہ مبارک کو بھرے ہوئے تھی۔

ابولبید کہتے ہیں کہ آپ نے وضو کرتے ہوئے عمامہ مبارک سر اطہر سے جدا کیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کا سر مبارک ایسا چکنا ہے جیسے میری ہتھیلی۔

ابوسعید تیمی کہتے ہیں کہ ہم نوجوان تھے اور بازار میں کپڑے بیچا کرتے تھے جب آپ پر ہماری نظر پڑتی تو ہم کہتے بزرگ شکم یعنی بڑے پیٹ والے۔

ایک بار آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ لڑکے کیا کہتے ہیں۔ لوگوں نے اس کلمہ کا ترجمہ عرض کیا۔ فرمایا بے شک اس کے بالائی حصہ میں علم ہے اور نیچے کی جہت میں کھانا ہے۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کے بال سر مبارک اور داڑھی مبارک کے اس وقت سفید مثل سفید روئی کے تھی۔ جب چلتے تو آگے زور دے کر چلتے۔ جب کسی کے ہاتھ کو پکڑ لیتے تو اس کی سانس رُک جاتی تھی۔ وہ سانس نہیں لے سکتا تھا۔ جب میدان جنگ میں چلتے دوڑتے ہوئے چلتے۔

دل نہایت قوی۔ حواس نہایت پکے۔ جب کسی سے کشتی کی اس کو پچھاڑا۔ کبھی آپ کو

Marfat.com

کسی نے نہ پچھاڑا۔ نہایت بہادر کارزار میں ہمیشہ حریف پر آپ غالب رہے۔

جن حضرات کو آپ کی بے نظیر بہادری وشجاعت کے کارناموں کے مطالعہ کا شوق ہے وہ کتب سیر وتواریخ معتبرہ میں مطالعہ کریں۔

اولاد وازواج

اُوپر بیان ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چودہ صاحبزادے اور اٹھارہ صاحبزادیاں تھیں ان کے اسماء گرامی تبرکا درج کئے جاتے ہیں۔

۱ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ مجتبیٰ

۲ حضرت سیدنا امام حسین شہید الشہداء۔

۳ حضرت سیدنا محسن جو کہ ایام رضاعت میں ہی زینت بخش جناں ہوئے۔ ان ہرسہ سادات کی والدہ ماجدہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

۴ حضرت سیدنا محمد اکبر جو کہ محمد بن الحنیفہ کے لقب سے مشہور ہیں ان کی والدہ ماجدہ قبیلۂ بنی حنیفہ میں سے تھیں۔

5 حضرت سیدنا عباس اکبر۔

۶ حضرت سیدنا عثمان۔

۷ حضرت سیدنا جعفر۔

۸ حضرت سیدنا عبداللہ اکبر۔ ان کی والدہ ام النبین وحیدہ کلابیہ ہیں۔

۹ حضرت سیدنا ابوبکر۔ یہ سب سادات اپنے برادر معظم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے ہمرکابی میں شہادت سے مشرف ہوئے۔

۱۰ حضرت سیدنا عبداللہ حضرت سیدنا ابوبرک کے حقیقی بھائی تھے جنہیں مختار ثقفی نے شہید کیا۔

Marfat.com

١١ حضرت سیدنا محمد اصغر یہ بھی کربلا میں شہید ہوئے۔

١٢ حضرت سیدنا یحییٰ۔

١٣ حضرت سیدنا عون۔ان کی والدہ حضرت سیدہ اسماء بنت عمیس صحابیہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

١٤ حضرت سیدنا عمر اکبر۔ان کی والدہ ام حبیب تغلبیہ ہیں۔

١٥ حضرت سیدنا محمد اوسط ان کی والدہ ابوالعاص کی بیٹی ہیں۔

جن مورخین نے حضرت محسن کو آپ کے پس ماندگان میں نہیں شمار کیا ہے ان کے شمار سے چودہ ہی صاحبزادگان ہوتے ہیں۔

صاحبزادیاں۔

١ حضرت سیدہ اُم کلثوم کبریٰ۔

٢ حضرت سیدہ زینب کبریٰ۔

حقیقی ہمشیرگان سادات امام حسنین رضی اللہ عنہم۔

٣ حضرت سیدہ رضیہ۔

٤ حضرت سیدہ ام الحسن۔

٥ حضرت سیدہ رملۂ کبریٰ۔

٦ حضرت سیدہ اُم ہانی۔

٧ حضرت سیدہ میمونہ۔

٨ حضرت سیدہ رملہ صغریٰ۔

٩ حضرت سیدہ زینب صغریٰ۔

١٠ حضرت سیدہ اُم کلثوم صغریٰ۔

١١ حضرت سیدہ فاطمہ صغریٰ۔

١٢ حضرت سیدہ اُمامہ۔

Marfat.com

۱۳ حضرت سیدہ خدیجہ۔

۱۴ حضرت سیدہ اُم المکرم۔

۱۵ حضرت سیدہ اُم سلمٰی۔

۱۶ حضرت سیدہ اُم جعفر۔

۱۷ حضرت سیدہ دجمانہ۔

۱۸ حضرت سیدہ تقیہ۔

ضروری وضاحت

صاحبزادگان والامنزلت وشان کے اسمائے گرامی پر غور کرنے سے منصف مزاج حضرات پر ایک نکتہ اور کھلتا ہے۔ وہ یہ کہ ہر سہ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے اسمائے گرامی پر آپ نے اپنی اولاد امجاد کے نام مبارک رکھے ہیں۔ جو نا سمجھ اپنی عقل ودانش دین کے دشمن آپ کے اور ہر سہ خلفائے کرام کے اثبات عداوت کرتے ہیں یا معاذ اللہ ان حضرات عظام کی شان عالی دینی میں گستاخی کرتے ہیں۔ اُن کے لئے یہ بھی تازیانہ عبرت ہے۔

اگر معاذ اللہ حضرت شیر خدا اور ہر سہ کرام خلفاء کے ادنیٰ دینی تباعد یا تنافر در کنا دنیاوی منافرت بھی ہوتی تو ہرگز کوئی ادنیٰ عقل والا بھی اپنے مخالف یا ضد کے نام پر اپنی اولاد کے نام رکھنا قبول نہیں کرتا ہے چہ جائیکہ حضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ کیوں کر اس کے امر کو خود بذات مبارک فرماتے ہیں۔ محبین مضفین کے لئے نہایت عجیب نکتہ ہے جو مخالف پر دونداں شکن جواب خاموش ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو راہ اعتقاد صحیح وعقیدت وارب مقبول سب اکابر کی شان میں کرامت فرمائے۔

Marfat.com

حضرت عمرو بن عثمان روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مہر مبارک پر ''الملک اللہ'' نقش تھا۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی مہر مبارک پر ''نعم القادر اللہ'' نقش تھا۔ دونوں روایات کی جمع یوں ممکن ہے کہ اول مہر پر ایک نقش ہو اور دوسری مہر پر دوسرا کلمہ کندہ ہو۔

Marfat.com

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

ولادت باسعادت

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت میں متعدد روایات ہیں۔ صحیح تر یہی ہے کہ نبوت سے پانچ سال قبل آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ حضرت سیدتنا اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سب سے اخیر اولاد ہیں۔ نام مبارک آپ کا فاطمہ رضی اللہ عنہا رکھا گیا۔ جس کے لئے ارشاد نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوزخ سے آزاد فرما دیا ہے۔

فاطمہ نام کے معنی

جب بچہ شیر خوار کا دودھ بند کیا جاتا ہے تو اس کو فطام کہتے ہیں یعنی دودھ ماں کا اس سے بند اور قطع کر دیا گیا اور چھڑا دیا گیا۔

بعض الفاظ شریفہ میں یہ بھی وارد ہے کہ آپ کو اور آپ کی ذرِیت طاہرہ کو دوزخ سے اللہ تعالیٰ نے آزاد کر دیا ہے۔ اسی لئے نام مبارک آپ کا فاطمہ رضی اللہ عنہا ہوا۔

القابات

لقب شریف آپ کا زہراء اور بتول ہے۔ زہراء کا سبب وجہ یہ ہے کہ آپ کی ذات مطہرہ کو حق تعالیٰ نے مثل دیگر مستورات کے ایام معمولی حیض ونفاس سے پاک فرمایا تھا۔ اور بتول کا سبب وجہ یہ ہے کہ بتول کے معنی ہیں منقطع کے۔ یعنی آپ اپنی فضیلت دین اور نسب اور افضلیت میں بے مثل ہیں۔ آپ کا عورتوں میں کوئی ہمسر نہیں اس لئے اپنی رفعت مقامی میں تمام عورتوں سے منقطع ہیں۔ کسی کو آپ کے مقام کی دسترس ہی نہیں۔

Marfat.com

کنیت شریفہ آپ کی ام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی۔ بعض روایات میں وارد ہے کہ آپ کی ولادت بعد بعثت شریفہ نبویہ کے ایک سال بعد ہوئی مگر یہ روایت بالکل بے اصل اور غیر صحیح ہے۔ کسی طرح اس کا ثبوت درست نہیں۔ صحیح قول وہی ہے جو اُوپر لکھا گیا۔

فضائل وخصائل

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ ہم سب ازواج مطہرات (مرض وفات شریف میں) خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں کہ ان کی چال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روش مبارک سے چھپی ہوئی نہ تھی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ مبارک اُن پر پڑی تو فرمایا مرحبا ہو میری بیٹی کے لئے پھر اپنے بازو کی طرف بٹھایا اور کان میں کچھ سرگوشی فرمائی تو وہ زار زار رونے لگیں۔ جب اُن کا یہ غم ملاحظہ فرمایا تو پھر دوبارہ ان سے سرگوشی فرمائی پس وہ ہنسنے لگیں۔

جب وہ خدمت اقدس سے اٹھیں تو میں نے اُن سے پوچھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کیا سرگوشی فرمائی۔ فرمایا کہ میں حضور کا راز افشا نہیں کر سکتی۔ پھر جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے اُن سے کہا کہ میں اُس حق کی قسم آپ کو دیتی ہوں جو کہ میرا آپ پر ہے یعنی بوجہ اُم المومنین ہونے کے مجھے بتایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کیا سرگوشی فرمائی تھی۔

آپ نے فرمایا کہ ہاں اب بتاؤں گی۔ پہلی بار گوشی میں مجھ سے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے قرآن کا دور ایک بار کیا کرتے تھے۔ اس بار اُنہوں نے مجھ سے دو بار دور قرآن کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے؟ کہ یہ میری قرب وفات کی علامت ہے۔ پس بیٹی تم اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا۔ پس بے شک میں تمہارے لئے بہترین پیشرو ہوں۔ یہ سُن کر میں رونے لگی۔ جب میرا یہ حال ملاحظہ فرمایا تو دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا کہ اے

Marfat.com

فاطمہ کیا تم اس سے خوش نہیں کہ تم تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔ (بخاری مسلم)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے جس نے ان کو ناراض کیا اُس نے مجھ کو ناراض کیا۔ اور جس نے ان کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔ (بخاری مسلم)

جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُن سے میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب سے زیادہ کون پیارا تھا فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ پھر کسی نے اُن سے پوچھا کہ مردوں میں۔ فرمایا اُن کے شوہر۔ جہاں تک کہ میرا علم ہے وہ بڑے نمازی بڑے روزہ دار تھے۔ یعنی حضور کے اقرباء میں سب سے زیادہ پیاری حضرت سیدہ اور پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز اپنی والدہ سے اجازت لی کہ مجھے اجازت دو کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز مغرب پڑھوں اور اپنے لئے اور تمہارے لئے دعائے مغفرت طلب کروں۔ چنانچہ میں حاضر خدمت نبوی ہوا اور مغرب وعشاء کی نماز حصور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ جب بعد نماز عشاء کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد شریف سے باہر تشریف لائے تو میں پیچھے ہولیا۔ راہ میں کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو روکا میں بھی پیچھے رک گیا پھر آگے بڑھے میں بھی پیچھے ہولیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری آواز سنی اور فرمایا۔ کون ہے کیا حذیفہ ہو۔ میں نے عرض کیا میں حذیفہ ہوں۔ فرمایا۔ کیا تمہاری حاجت ہے اللہ تم کو بھی بخشے اور تمہاری ماں کو بھی بخشے۔ پھر فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا اس کو جس نے مجھے راہ میں روکا تھا۔ میں نے عرض کیا بے شک دیکھا ہے میں نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ تھا جو آج کی رات سے پہلے کبھی نہیں اُترا تھا۔ اس نے اپنے رب سے میری زیارت کی اجازت لی اور مجھے سلام کرنے کے لئے آیا اور مجھے بشارت دی کہ بے

Marfat.com

شک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ تمام نو جواناں جنت کے سردار ہیں۔ (مسند احمد، ترمذی)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر بیٹھا تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ ہمارے لئے حضور سے حاضر خدمت ہونے کی اجازت طلب کرو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ اجازت چاہتے ہیں۔ مجھ سے فرمایا جانتے ہو کیوں آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔ فرمایا۔ لیکن میں جانتا ہوں۔ آنے دو۔

پس دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اقرباء میں کون سے زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا فاطمہ بیٹی۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد دیگر اقرباء غیر اہل میں ہے۔ فرمایا کہ اُن میں سے (یعنی حضرت زید بن حارثہ جو کہ متنبیٰ تھے) انہوں نے عرض کیا اُن کے بعد کون زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا حضرت علی بن ابی طالب تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کو سب کے آخیر میں شمار کیا۔ فرمایا کہ اے چچا حضرت علی تم سے ہجرت میں سبقت لے گئے ہیں۔

اس حدیث شریف سے بھی حضرت زید اور اُن کے صاحبزادے حضرت اسامہ کی جو کہ محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکارے جاتے تھے کوئی افضلیت حضرت سیدنا علی مرتضیٰ پر ثابت نہیں ہوتی۔ افضلیت شیئے دیگر ہے اور محبت کے درجات بہت ہیں۔ نیز حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی اور حضرت سیدتنا فاطمہ اور حضرت سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تمہارے دوست کا دوست ہوں اور تمہارے دشمن کا دشمن ہوں۔

Marfat.com

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں عرض کیا کہ ہم دونوں میں کون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے میں یا حضرت فاطمہ فرمایا کہ حضرت فاطمہ مجھ کو زیادہ محبوب ہیں اور تم مجھ کو زیادہ عزیز ہو۔ (ترمذی)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت

امام دارقطنی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت سید فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمام مخلوق میں آپ کے والد اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے محبوب ہیں اور اُن کے بعد آپ سے زیادہ ہم کو کوئی محبوب نہیں۔

بعد سفر پہلی ملاقات

متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر سے واپس رونق افروز ہوتے تو مسجد شریف میں دوگانہ تحیۃ المسجد کا ادا فرما کر سب سے اول حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے جاتے اور ان کو محبت سے پیار فرماتے۔ اس کے بعد پھر ازواج مطہرات کے یہاں تشریف لے جاتے۔ اسی طرح جب سفر پر تیاری فرماتے تو سب سے آخر چلتے ہوئے بھی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دولتخانہ میں تشریف لے جاتے اور اُن سے رخصت ہو کر سفر پر روانہ ہو جاتے تھے۔

حافظ ابن عبد البر اپنی سند سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیمار تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور پوچھا کہ اے بیٹی کیا حال ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بیمار ہوں اور میری بیماری یوں اور زیادہ ہو رہی ہے کہ میرے پاس کچھ کھانے کو بھی نہیں۔ فرمایا۔ اے بیٹی کیا تم اس سے خوش نہیں ہوتیں کہ تم تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو۔ انہوں نے عرض کیا بابا جان میں کہاں اور حضرت مریم بنت عمران کہاں۔ فرمایا وہ

Marfat.com

اپنے زمانہ کے عورتوں کی سردار ہیں اور تم اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو۔

یعنی اس طرح تمہارا عالم تمام عالموں سے بہتر ہے۔ اس لئے تمہارے لئے عام مطلق سرداری تمام جہانوں کی عورتوں پر محقق ہوئی جس پر آیت کنتم خیر امة اخرجت للناس شاہد عدل ہے۔ اور احادیث صحیحہ میں ہے کہ تمام اولین و آخرین میں اللہ تعالیٰ کے حضور بزرگ ترین ہوں۔ اور بلاشبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جزو ہیں اور جگر پارہ ہیں۔ اسی لئے آپ اس رفعت میں تنہا منفرد ہیں۔

باکمال عورتیں

متعدد صحابہ کرام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مردوں میں بہت باکمال ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں کمال اتم حضرت مریم ہیں اور حضرت آسیہ فرعون کی بیوی اور حضرت خدیجہ اور حضرت فاطمہ۔

امام نسائی روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری بیٹی حور ہیں۔ بہ شکل انسان اور تمام نسوانی عوارض سے بھی پاک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر چار خط کھینچے پھر فرمایا کہ جانتے ہو کہ یہ کیا ہیں۔ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا کہ جنت کی تمام عورتوں میں (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خولید اور حضرت فاطمہ بنت محمد اور حضرت مریم بنت عمران اور حضرت آسیہ بنت مزاحم افضل ترین ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ ماہ تک حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے گزرتے ہوئے فرمایا کرتے کہ اے گھر والو نماز کے لئے اُٹھو۔ اے اہل بیت محمد اللہ نے ارادہ فرمالیا ہے کہ تم کو ہر ناپاکی سے پاک کردے۔

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت

Marfat.com

سیدہ فاطمہ سے فرمایا کہ اے فاطمہ بے شک اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تمہارے ناراض ہونے سے اور راضی ہوتا ہے تمہاری رضامندی سے۔

یومِ محشر اعلان

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب یوم قیامت حجاب عظمت کے پیچھے سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے محشر والو اپنی آنکھیں بند کرلو یہاں تک کہ گزر جائیں حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پس ان کی سواری مبارک گزر جائے گی۔ ان کے بدن مبارک پر دو سبز حلے ہوں گے بعض روایات میں ہے کہ دو سرخ حلے ہوں گے۔

سبحان اللہ کیا عظمت شان ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ انتساب ذات اطہر کا یہ عزوشرف ہے کہ اس مجمع اولین وآخرین میں کسی کے لئے بھی یہ منادی نہ ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت

حضرت سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہہ رفتار اور گفتار میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا اور جب وہ حاضر خدمت ہوتیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے لئے کھڑے ہوجاتے مرحبا کہتے اور اُن کو بوسہ دیتے اور وہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہی طریقہ استعمال کرتی تھیں۔

امام طبرانی بہ سند ثقات روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہ تم کو عذاب دے گا نہ تمہاری اولاد میں سے کسی کو عذاب ہوگا۔

کیوں نہ ہو کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل طاہر آپ ہی کی ذات کریمہ میں منحصر ہے۔ اس نسبت مطہرہ کی عزت ورفعت شان کی کیا نہایت ہے کہ سلامتی تمام محبین کے لئے قرار پائی۔

Marfat.com

شان سے پل صراط سے گذر

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب یوم قیامت اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائے گا تو عرش مجید کے اندر سے ایک آواز گونجے گی کہ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ اے محشر والو سب اپنے سر نیچے کرلو اور سب اپنی آنکھیں بند کرلو کہ حضرت فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پل صراط پر سے گزرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

آپ کی حیا کا وہ مقام اکمل ہے کہ جس کے رتبہ کو حق تعالیٰ محشر میں تمام اولین وآخرین پر ظاہر فرمائے گا۔ جو کہ مکتب ہے حیاء نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ صحاح میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت شریفہ صحابہ کرام نے حضور کا وصف فرمایا ہے کہ حضور کی حیاء پردہ میں بیٹھنے والی کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ تھی۔

عورت کے لیے سب سے بہتر چیز کیا ہے؟

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین سے دریافت فرمایا کہ عورتوں کے۔ لئے کیا چیز سب سے بہتر ہے۔ سب خوش ہو گئے۔ میں نے واپس آکر حضرت سیدہ فاطمہ سے پوچھا کہ عورتوں کے لئے کیا چیز سب سے بہتر کیا چیز ہے انہوں نے فرمایا کہ مردان کو نہ دیکھیں اور وہ مردوں کو نہ دیکھیں میں نے ان کا یہ جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو سُن کر فرمایا۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑہ ہیں۔

یہ حضرت سیدتنا فاطمہ کا معدن پاک اصلی تھا۔ حتیٰ کہ بعد وفات کے بھی آپ کو اس کا اہتمام رہا۔ جس کی تفصیل آئندہ آپ کی وفات شریف کے بیان میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

Marfat.com

شادی مبارک

آپ کی شادی مبارک حضرت سیدنا علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ سے ماہ رمضان المبارک ۲ ہجری میں ہوئی۔

آپ سے پہلے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ کا پیغام نکاح دیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ حضرت فاطمہ کمسن ہیں۔ پھر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پیغام نکاح دیا اُن کو بھی وہی جواب عطا ہوا۔ پھر حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے پیغام نکاح دیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تمہارے ہی لئے اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ حضرت فاطمہ کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس حق مہر کی رقم ہے۔ عرض کیا۔ حضور کچھ نہیں۔ فرمایا وہ زرہ کہاں ہے جو تم کو بدر میں غنیمت سے ملی تھی۔ عرض کیا کہ موجود ہے۔ چنانچہ وہ زرہ چار سو اسی درھم میں فروخت کر کے چار سو مثقال چاندی بارگاہ رسالت میں پیش کر دی۔

جہیز مبارک

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ اس میں سے ایک تہائی کا عطر وخوشبو خریدا جائے۔ بقیہ میں ان کا جہیز حسب ذیل تیار کرایا گیا۔ کچھ ملبوس مبارک اور ایک گدا چمڑے کا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی اور بالوں کی ایک بساط اور ایک دنبہ کی کھال دباغت شدہ اور ایک قالین اور دو پانی کے برتن اور ایک چارپائی کھجور کے بان سے بنی ہوئی اور ایک مشکیزہ۔ دودھ دہی کا ایک پیالہ لکڑی کا بنا ہوا۔ ایک چکی۔ یہ ہے مسلمانو حضرت سیدالنساء العالمین کا جہیز کہ جن سے افضل وبہتر کوئی عورت اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا فرمائی۔

نکاح کے دن حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ جاؤ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت

Marfat.com

عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور چند اکابر مہاجرین اور انہیں کی تعداد میں اکابر انصار فلاں فلاں بُلا لاؤ۔ جب سب جمع ہو گئے تو خطبہ نکاح پڑھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ بے شک اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں حضرت فاطمہ کا نکاح حضرت علی بن ابی طالب سے کر دوں لہٰذا میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے حضرت فاطمہ کو حضرت علی سے بیاہ دیا چار سو مثقال چاندی مہر پر اگر حضرت علی اس پر راضی ہوں سنت قائمہ اور فریضہ واجبہ پر اللہ ان کو آپس میں خوب ملا دے اور دونوں میں برکت دے اور ان دونوں کی نسل کو پاکیزہ فرما دے اور ان دونوں کی نسل کو رحمت کی کنجیاں اور حکمت کے معدن اور اُمت کے لئے امان بنا دے۔ اور میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اپنے لئے بھی اور تمہارے لیے بھی۔ اس کے بعد ایک طبق میں کھجوریں حاضر کی گئی تھیں وہ صحابہ کرام کے سامنے رکھیں گئیں اور حکم نبوی ہوا کہ اس کو لوٹ لو۔

اسی اثناء میں حضرت شیر خدا حاضر ہوئے جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کام کے لئے گئے ہوئے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ملاحظہ فرما کر تبسم کیا اور فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ اللہ نے مجھ کو صحیح فرمایا کہ میں تم کو حضرت فاطمہ بیاہ دوں۔ لہٰذا میں نے حضرت فاطمہ کا نکاح تمہارے ساتھ چار سو مثقال چاندی پر کر دیا اگر تم راضی ہو۔

انہوں نے عرض کیا کہ میں راضی ہوا اور میں نے قبول کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہ کہہ کر حضرت شیر خدا سر بسجود ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر اس نعمت بے غایت پر ادا کیا۔

جب انہوں نے سر سجدہ سے اُٹھایا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے لئے دعا فرمائی اور فرمایا۔ اللہ تم دونوں کا بخت بلند فرمائے اور بابرکت اولاد عطا فرمائے۔

یہ روایت بیان کر کے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم کہ اُن دونوں سے بابرکت اچھی اولاد اللہ تعالیٰ نے ظاہر نہیں فرمائی۔

Marfat.com

رخصتی مبارک

ماہ ذوالحج ۲ رمذکورہ میں رخصتی کی مبارک تقریب عمل میں آئی۔ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ کو آپ کے گھر رخصت فرمایا۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کا ہونا بھی ثبوت ہے۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو فرمان نبوی آیا کہ میرے آنے کا انتظار کرنا۔ چنانچہ حضرت سیدہ تشریف لائیں اور مکان کے ایک گوشہ میں بٹھا دی گئیں۔ میں بھی ایک گوشہ میں بیٹھ گیا۔ پس تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرمایا۔ میرا بھائی کہاں ہے حضرت ام ایمن نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا بھائی۔ حالانکہ آپ نے ان کو اپنی صاحبزادی نکاح میں دی ہے۔ فرمایا ہاں۔ پھر مکان کے گوشہ میں تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ پانی لاؤ۔ وہ بوجہ کمال شرم کے اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئیں لکڑی کے پیالہ میں پانی لائیں اور پیش کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس میں کلی فرما کر ڈال دی۔ اور فرمایا آگے آؤ۔ وہ حضور میں قریب آگئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پانی حضرت سیدہ کے سر مبارک اور سینہ مبارک پر چھڑکا اور فرمایا۔ اے اللہ میں اس کو تیری پناہ میں دیتا ہوں اور اس کی ذریت کو بھی راندے ہوئے شیطان سے۔ پھر فرمایا۔ پشت کرو۔ وہ پشت کر کے کھڑی ہو گئیں۔ بقیہ پانی اُن کے دونوں شانوں کے درمیان چھڑکا اور پھر دوبارہ عرض کیا۔ اے اللہ میں اس کو اور اس کی ذریت کو بھی تیری پناہ میں دیتا ہوں راندے ہوئے شیطان سے۔

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرمایا پانی میرے پاس لاؤ۔ میں سمجھ گیا کہ مجھ کو بھی یہی حکم ہے۔ میں بھی وہی پیالہ بھر کے لے کر حاضر ہوا۔ میرے ساتھ بھی یہی عمل فرمایا اور وہی دعا فرمائی اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ اور اپنے گھر والوں کے پاس چلے جاؤ۔ اللہ کے نام

Marfat.com

اور اس کی برکت کے ساتھ۔

بعض روایت میں اس کے برعکس ہے کہ اول حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پھر حضرت سیدہ فاطمہ علیہا السلام کے ساتھ یہ عمل فرمایا۔ پھر حضرت سیدہ سے فرمایا میں نے اپنے قرابتداروں میں سب سے زیادہ جو مجھ کو پیارا ہے اس کے ساتھ تمہارا بیاہ کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی قسم میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو کہ سردار ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ایک روایت میں ہے کہ بعد نماز عشاء کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوئے اور ایک پانی کے برتن میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈال کر حکم دیا کہ اے علی اس کو پیو اور اس میں سے وضو کرو۔ پھر حضرت سیدہ کو بھی اسی طرح پینے اور وضو کرنے کا حکم دیا اور دعا فرمائی۔ پھر دروازہ بند کر کے تشریف لے جانے لگے تو حضرت سیدہ فاطمہ رونے لگیں تو فرمایا کیوں روتی ہو۔ میں نے تم کو ایسے شخص کے ساتھ بیاہا ہے جو کہ اُن میں اسلام لانے میں قدیم اور اخلاق میں اُن میں یعنی صحابہ کرام میں نہایت برگزیدہ ہیں۔

خوبصورت بابرکت شادی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں حاضر تھے۔ اس سے بہتر شادی میں نے نہیں دیکھی۔ تمام گھر ہم نے خوشبو سے بھر دیا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے لیے منقے اور کھجور مہیا فرمائی تھی۔ ولیمہ کی دعوت کے لئے ایک اونٹ ذبح کرایا گیا اور اس کے گوشت پر ثرید بنایا گیا یعنی اس کے شوربے میں روٹی توڑی گئی اور عام دعوت مدینہ طیبہ والوں کو دی گئی اور اس طرح یہ مبارک تقریب سرانجام پائی۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیات شریفہ میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوئی دوسرا

Marfat.com

نکاح نہیں کیا۔آپ پر ان کی زندگی میں دوسرا نکاح حرام تھا۔

ایک بار خطبہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی ہشام بن المغیر ہ نے مجھ سے اجازت چاہی کہ وہ ابوجہل کی لڑکی حضرت علی کو بیاہیں پس میں ہرگز اجازت نہیں دیتا، ہرگز اجازت نہیں دیتا، ہرگز اجازت نہیں دیتا مگر یہ کہ علی ایسا چاہیں تو میری بیٹی کو طلاق دے دیں اس لئے کہ وہ میرے جگر کا ٹکڑہ ہیں جو چیز ان کو تکلیف دیتی ہے وہ مجھے تکلیف دیتی ہے اور جس شیئے سے ان کو اذیت ہو وہ مجھے اذیت دیتی ہے بعض روایات میں ہے کہ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ ہرگز جمع نہیں ہوسکتیں اور واضح ہے کہ اذیت جناب اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرام صریح ہے اور بالقصد ایسا کرنا کفر صریح ہے۔

آپ سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں اور بروایت دیگر تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جن کے اسمائے گرامی بالترتیب حسب ذیل ہیں۔

حضرت امام حسن مجتبیٰ

حضرت امام حسین

حضرت محسن۔

حضرت سیدہ زینب

حضرت سیدہ ام کلثوم

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضرت محسن اور حضرت رقیہ صغیر سنی میں رحلت فرما گئے دار البقار ہوئے۔ حضرت سیدہ زینب اپنے چچازاد برادر حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو منسوب ہوئیں جن کی نسل مبارک بکثرت موجود ہے۔

حضرت ام کلثوم کا نکاح امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا ان سے ایک صاحبزادے حضرت زید بن عمر اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ پیدا ہوئے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اُن کا نکاح یکے بعد دیگر سے اپنے تینوں چچازاد برادوں سے ہوا پہلے حضرت عون پر حضرت محمد پھر حضرت عبداللہ اولاد حضرت جعفر بن ابی طالب سے۔ حضرت عبداللہ کے حبالہ نکاح میں ان کی اوران کے صاحبزادے حضرت زید بن عمر کی ایک ہی وقت میں وفات ہوئی۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی وراثت کا مستحق نہ ٹھہرا۔

حضرت حسنین رضی اللہ عنہما ہی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت طاہرہ تمام عالم میں موجود ہے اور رہے گی۔ یہی ہر دو شہزادے ہیں کہ ان کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب اطہر میں صلبی اولاد کا حکم ہے۔

شمائل وزہد وتقویٰ

امام احمد، حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ایک روز ان کو نماز صبح کی حاضری میں دیر ہوگئی۔ جب حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ آج تم نے کہاں دیر کی۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے در دولت سے گزر رہا تھا کہ میں نے صاحبزادے کے رونے کی آواز سنی اور خود حضرت سیدہ چکی پیسنے میں مشغول تھیں۔ مجھ سے ضبط نہ ہوا میں نے بڑھ کر عرض کیا کہ آپ اجازت دیں تو میں چکی پیسنے کی خدمت انجام دوں اور چاہیں تو میں صاحبزادے کو بہلاؤں۔

فرمایا کہ نہیں میں اپنے فرزند پر تم سے زیادہ شفقت رکھتی ہوں۔ اسی گفتگو نے مجھ کو دیر کردی۔

امام احمد بہ سند جید اور دیگر ائمہ حدیث بھی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں کہ ایک بار بہت غلام ولونڈیاں غنیمت کی بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لائی گئیں۔ میں نے آکر حضرت سیدہ فاطمہ سے کہا کہ حضور کی جناب میں آج بکثرت لونڈی غلام آئے ہیں۔ آپ

Marfat.com

کے ہاتھوں میں چکی پیستے پیستے گڑھے پڑ گئے ہیں اور میرے ہاتھوں میں بھی کنوؤں سے پانی کھینچتے کھینچتے گٹے پڑ گئے ہیں۔ لہٰذا آپ جا کر خدمت اقدس میں عرض کیجئے کہ ایک لونڈی اور ایک غلام آپ مرحمت فرمائیں کہ لونڈی آپ سے یہ بوجھ اٹھا سکے اور غلام میرا بیرونی بوجھ ہلکا کر سکے۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے آپ خود عرض کیجئے میں نے کہا آپ کو مجھ سے زیادہ حق ہے۔ اللہ کی قسم کہ میں نہ عرض کروں گا۔ آخر باصرار حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جا کر عرض کیا تو فرمایا اے بیٹی اللہ کی قسم میں اصحاب صفہ کو جو کہ بھوک سے پتھر باندھتے ہیں چھوڑ کر تم کو نہیں دوں گا۔ دوسری روایت ہے کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ دولتخانہ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں تشریف لائیں تو حضرت ام المومنین نے آپ کا استقبال وخیر مقدم کیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد شریف میں غنیمت کی تقسیم میں مصروف تھے۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا انتظار کر کے واپس ہونے لگیں تو حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ میرے ماں باپ قربان ہوں آج اس وقت کس ضرورت سے آپ تشریف لائی ہیں۔ بہت اصرار کے بعد اصل مقصد حضرت ام المومنین سے بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ مجھے کہتے ہوئے حیا آتی ہے۔ آپ حضور میں عرض کر دیں۔

چنانچہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رونق افروز ہوئے تو حضرت ام المومنین نے حضرت سیدہ فاطمہ کی تشریف آوری اور سارا ماجرا عرض کیا۔ سُن کر سکوت فرمایا۔ بعد نماز عشاء کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے دولت خانہ پر رونق افروز ہوئے تو دونوں حضرات سونے کے لئے لیٹ چکے تھے۔

جب حضور اشرف الخلق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم داخل دولت خانہ ہوئے تو دونوں حضرات نے تعظیماً

Marfat.com

برخواست ہونا چاہا تھا کہ حکم عالی ہوا کہ اپنی اپنی جگہ رہو۔ پھر تشریف لا کر چارپائی پر دونوں حضرات کے درمیان جلوس فرمایا۔ حضرت شیر خدا فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم اب تک میں اُس نشست عالی کی ٹھنڈک اور خنکی اپنے سینے میں پاتا ہوں۔ پھر فرمایا۔ اے جان پدر عائشہ نے مجھے تمہارا آنا بیان کیا اور جو تمہارا معروضہ تھا وہ بھی بیان کیا جو مجھے معلوم ہوا۔ لہٰذا کیا میں تم دونوں کو ایسی چیز نہ بتادوں جو کہ لونڈی اور غلام سے تمہارے لئے بہتر ہو تو دنوں نے عرض کیا کہ ضرور فرمائیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ جب رات کو اسی طرح اپنے بستر پر لیٹ جایا کرو تو تیتیس بار سبحان اللہ تیتیس بار الحمد اللہ تیتیس بار اور روایت دیگر چونتیس بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔ ایسا کرو گے تو یہ تمہارے لئے لونڈی غلام سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں آیت الکرسی کا بھی اضافہ وارد ہوا ہے۔

سبحان اللہ کیا تعلیم پاک ہے۔ ترک الدنیا کی اور دنیا کی تمام رفاہیت ولذائذ وعیش کو ہیچ اور محض فانی سمجھانے کا ایک عجیب عالی شان نسخہ ہے۔ ہر دو حضرات کے ذاتی مراتب عالیہ کے لئے جو کچھ اسرار اس تعلیم مقدس میں ہیں وہ تو ہیں۔ آئندہ کے لیے اپنے غلامان امت کی تہذیب اخلاق کے کیسے کیسے عظیم الشان راز اس میں ہیں۔ کہ مرفہ الحال اشخاص کو اقتداء کی مہمیز کا کام دے اور غیر مستطیع وتنگ حالوں کے لئے دلی تسلی اور سُرور قلبی کا ذریعہ ہو۔ اور بوجہ تنگ دستی کے کسی کا دل نہ ٹوٹے۔ اور سب کو اسوۂ حسنہ نصیب ہو۔ اور دنیا کی ناپائیداری کا بہترین سبق لے کر اس کی طرف سے منہ موڑ کر صلاح آخرت میں ہر ایک کو شاں رہے۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ ہفتہ میں ایک بار ضرور اور اکثر دوبارہ بھی حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے احد شریف کو تشریف لے جایا کرتیں اور حضرت کے مزار انور کی جاروب کشی بہ نفس نفیس کیا کرتیں۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر غم

جس روز کہ حادثہ اعظم وفات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمام مدینہ طیبہ رنج وغم سے سیاہ ہو گیا تھا جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دفن سے فارغ ہوئے تو آپ کے درِ دولت پر ادائے تعزیت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم خاص بارگاہ رسالت کو مخاطب کر کے نہایت درد بھری آواز سے فرمایا کہ اے انس کیا تمہارے دلوں کو اس سے قرار آ گیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر کو زمین میں چھپا دیا۔

یہ کلمات ایسے پُراثر تھے کہ تمام صحابہ کرام ان کو سن کر زار وقطار رو پڑے اور سب پر از سر نو غم تازہ ہوا۔ سب کے جانے کے بعد آپ قبر اقدس نبوی پر حاضر ہوئیں اور کھڑے ہو کر دیر تک گریہ فرماتی رہیں۔ پھر ایک مشت خاک پاک اٹھا کر اپنی آنکھوں پر رکھی اور چہرہ انور سے ملی پھر یہ شعر پڑھے۔

ماذا علی من شم تربہ احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام صرن لیالیا

ترجمہ: جس نے حضور احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربت پاک سونگھ لی وہ اگر تمام عمر بہترین خوشبوئیں نہ سونگے تو اس کو کچھ پرواہ نہیں۔ اس وقت مجھ پر وہ مصیبتیں ٹوٹ پڑی ہیں کہ اگر روز روشن پر ٹوٹتیں تو وہ بھی اندھیری راتیں ہو جاتے۔

اس کے سوا بھی آپ کے اشعار جناب اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہیں جن کا ہر ہر حرف نہایت درناک ہے۔ آپ کے وفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن کے بعد کبھی ہنسی نہ آئی اور نہ کبھی ہنستے یا تبسم فرماتے ہوئے دیکھی گئیں۔ یہاں تک کہ رحلت فرمائیں۔

Marfat.com

حضرت سیدہ کا وصال

حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت سیدہ فاطمہ سے سرگوشی فرمانا مذکور ہوا ہے اس میں بعض روایات میں یہ کلمات بھی موجود ہیں کہ حضور نے حضرت سیدہ فاطمہ کو فرمایا کہ میرے گھر والوں میں تم سب سے اول مجھ سے آملو گی۔ چنانچہ یہی کلامِ حق پورا ہوا۔ اور تقریباً چھ ماہ بعد وفات شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس عالم سے پردہ فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کا صدمہ آپ کو ایسا لگا کہ وہ رحلت تک آپ کا رفیق رہا۔ جبکہ وقت رحلت قریب ہوا تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے جو کہ پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب ذوالجناحتین رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں اور اُن کی اولاد کی والدہ ہیں اور اُن کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے عقد فرمایا تھا اور یہی ہر وقت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر باش اور سب سے مقرب تھیں۔ فرمایا کہ یہاں جو عورتوں پر ایک چادر ڈال کر ان کے جنازے نکالتے ہیں یہ مجھ کو سخت قبیح معلوم ہوتا ہے۔ عورت کا تمام بدن اور طوالت اُس کی سب مردوں کے سامنے رہتی ہے۔ مجھے اس کی سخت تشویش ہے۔

اُنہوں نے عرض کیا کہ میں نے مُلک حبشہ میں ایک چیز دیکھی ہے وہ میں آپ کے سامنے بنا کر پیش کروں فرمایا ضرور۔

چنانچہ اُنہوں نے کھجور کی چند تازہ ٹہنیاں منگا کر اُن کو موڑ کر قبہ کی مثل بنایا اور اُس کے اُوپر سے پھر چادر ڈالی یہ صفت دیکھ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور فرمایا۔ یہ نہایت خوب اور بہت جمیل شئے ہے کہ اس سے مرد عورت کی تمیز بھی ہو سکتی ہے اور عورت کا بدن بھی بالکل باپردہ رہتا ہے۔ اس کے اندر آپ نے لیٹ کر بھی دیکھا اور فرمایا کہ میرے

Marfat.com

انتقال کے بعد میری نعش پر یہی رکھنا اور جب میں وفات پالوں تو تم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ اور تم غسل دینا۔ وہ پانی دینے میں تمہاری مدد کریں گے۔ اور کسی کو داخل نہ ہونے دینا۔

جب وفات فرمائی تو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ اُن کا دولت خانہ بالکل متصل تھا حاضر ہوئیں۔ حضرت اسماء نے ان کو روکا۔ اُنہوں نے جا کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ یہ خثعمیہ (قبیلہ کی نسبت ہے جس میں سے حضرت اسماء تھیں) ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی کی تجہیز سے روکتی ہیں اور جانے نہیں دیتیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور درِ دولت پر حضرت اسماء کو کہ ان کی اہلیہ تھیں آواز دے بلایا اور فرمایا کہ تم ازواجِ مطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضور کی صاحبزادی پر داخل ہونے سے کیوں روکتی ہوں۔ اور یہ ہودج تم نے کیا بنایا ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو منع فرما دیا ہے کہ کسی کو بھی داخل نہ ہونے دوں۔ اور یہ ہودج میں نے ان کی حیات شریفہ میں بنا کر ان کو دکھایا تھا جس کو پسند فرما کر اُنہوں نے حکم دیا ہے کہ ان کی نعش شریف یوں ہی تیار کی جائے۔

فرمایا کہ جو حکم اُنہوں نے تم کو دیا ہے وہی بجالاؤ۔ یہ کہہ کر واپس چلے گئے۔

حسب وصیت حضرت اسماء نے آپ کو غسل دیا اور حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ ان کی پانی وغیرہ سے مدد فرماتے رہے۔

تاریخ وصال

یہ حادثہ جانکاہ تین ماہ رمضان المبارک ۱۱ ہجری شب سہ شنبہ کو ہوا اور آپ نے اس دار فانیہ سے دار البقاء کی جانب رحلت فرمائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

غسل و تکفین سے فراغت کے بعد ہی آپ کی وصیت تھی کہ اسی وقت شب ہی میں دفن عمل کیا جائے کہ آپ کو یہ گوارہ نہ تھا کہ اس صورت کے ساتھ بھی آپ کی نعش شریف

Marfat.com

مردوں کے سامنے نکالی جائے جو کہ آپ کے مراتب حیاء کا تقاضا تھا اور جس کا آپ کو اپنے انتقال کے بعد بھی لحاظ رہا۔

چنانچہ شب میں ہی حاضرین نے جو سب گھر والے تھے یعنی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔ حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب ان کے صاحبزادے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہم نے نماز جنازہ ادا فرمائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امامت فرمائی اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے امامت فرمائی اور بعض روایات میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کے متعلق بھی نقل ہے اور بقیع شریف حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے مکان میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عباس اور حضرت سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے قبر اطہر میں اتارا۔ یہی تینوں حضرات کرام سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرقد انور میں اترے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

پیدائش

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ۵ ماہ شعبان المعظم سنہ چار ۴ ہجری میں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے برج عصمت سے قدم میمنت توام عرصہ وجود میں رکھا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کے صرف پچاس دن بعد آپ نے شکم مادر میں نزول جلال فرمایا اور دس مہینہ چند دن تک اس محکم بقاع میں تشریف رکھ کر اختر تابندہ کے مانند اوج سپہر پر طلوع کیا آپ کے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے درمیان صرف اسی قدر فرق ہے۔

عقیقہ اور نام

''تہذیب التہذیب'' میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بھائی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے ایک سال اور دس دن بعد پیدا ہوئے۔ جس وقت آپ پیدا ہوئے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدھے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور جس طرح حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ختنہ اور عقیقہ تسمیہ وغیرہ ہوا تھا آپ کا بھی ویسا ہی ہوا اور ساتویں دن معمول کے موافق آپ کا نام ''حسین'' رکھا گیا۔ نسب کی فضیلت کی بابت تکرار کی حاجت نہیں۔

آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' اور القاب بکثرت منقول ہیں۔ چنانچہ سید، طیب، ولی، زکی، مبارک، تابع لمرضات اللہ، سبط رسول اللہ وغیرہ وغیرہ آئے ہیں۔ مگر مشہور لقب زکی

Marfat.com

اور رتبہ میں سے اعلیٰ القاب سید ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اور آپ سے بڑے بھائی کو عطا فرمایا تھا ''سيد الشباب اهل الجنة'' اور جس طرح آپ سید کے ساتھ معزز مکرم تھے اسی طرح سبط کے ساتھ بھی مفتخر تھے۔ چنانچہ سرور کائنات افضل موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان معجز بیان پر اکثر جاری رہتا تھا کہ ''حسین سبط من الاسباط'' اور اس کی مزید تحقیق ان شاء اللہ آئندہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوگی۔

چمکتا چہرہ

علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ شان تھی کہ جب آپ اندھیرے میں تشریف فرما ہوتے تھے تو آپ کی مبارک پیشانی اور دونوں مقدس رخسار سے انوار نکلتے تھے اور قرب وجوار روشن ہو جاتے۔ (شواہد النبوۃ)

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نصف اعلیٰ بدن سے مشابہت رکھتے تھے اسی طرح حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نصف اسفل سے پوری مماثلت رکھتے تھے یعنی ناف سے ٹخنے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوری مشابہت رکھتے تھے۔ یحییٰ بن الحکم اور ایک دوسری جماعت آپ کی شاعر تھی اور اسعد سنجری آپ کے دربان اور چوکیدار تھے آپ کی انگوٹھی کا نگینہ ''لكل اجل كتاب'' سے مزین و آراستہ تھا۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے اوصاف

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بزرگی، عظمت اور فضائل حد حصر سے باہر اور طوق

Marfat.com

بشریٰ سے خارج ہیں۔ آپ کا منبع علم عبادت وکرامت، زہادت وشجاعت، فصاحت و بلاغت انتہا کے درجہ کو پہنچ گئی تھی آپ علم وعمل، سخاوت وشجاعت میں اپنے والد ماجد اور برادر عزیز کے بالکل مشابہ تھے۔ آپ پر جامع صفات کمال انسانیہ کا لقب نہایت ہی زیب دیتا تھا۔ پس یہاں ہر ایک وصف کا تھوڑا تھوڑا اجمالی طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

''فصول المہمہ'' میں مذکور ہے کہ اہل اخبار باتفاق رائے بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مہمان نوازی، غریب پروری، اعانت مظلوم ایصال رحم، انعام فقر و مساکین وغیرہ میں مشہور آفاق تھے آپ ضعیف حالوں اور مسکینوں، برہنہ تنوں، بیچاروں، حاجت مندوں کے کپڑے اور کھانے سے امداد واعانت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے جود وسخا کا کچھ ذکر یہاں بیان ہوتا ہے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھی عورت کو ہزار درہم اور ہزار بکریاں عنایت فرمائیں۔

سائل کی فریاد

روایت ہے کہ ایک مصیبت زدہ افلاس نے امام عالی مقام کے مکان کے سامنے اونٹ بٹھا کر یہ اشعار آپ کے پاس بھیجے:

لم یق لی مما یبا بجنبه
فکفاك مظهر حالتی عن مخبری
الا بیقت ماع وجه ضنتها
من ان تباع فقد وجدت المشتری

ترجمہ: ''سائل کہتا ہے میں ایک شخص بے ساز وسامان ہوں میرے پاس کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی جو ایک جو کی بھی قیمت رکھے مگر میری آبرو جسے میں نے ایک مدت سے نگاہ میں رکھا تھا جب کہ آپ جیسا خریدار پایا تو میں اسے بھی بیچنا چاہتا ہوں''۔

Marfat.com

ان اشعار کے بھیجنے کے بعد سائل نے تھوڑا سا توقف کیا اور جب جانا کہ حرم دولت کے اندر سے کوئی جواب نہ آیا تو یہ اشعار اور لکھ کر بھیجے

ماذا اقول اذا رجعت و قیل لی
ماذا اصبت منالجواد المفضل
ان قلت اعطانی کذبت و ان اقل
بخل الجواد بماله لم یا حسین

ترجمہ: ''جب میں آپ جیسے سخی کے در دولت سے ناامید ہو کر واپس جاؤں گا اور لوگ مجھ سے دریافت کریں گے کہ امام حسین جیسے سخی و کریم نے تجھے کیا عطا فرمایا اور کس چیز کے ساتھ سلوک کیا۔ کیونکہ حضور کے آستانہ مبارک پر میرا آنا محروم نہ جانے کی دلیل ہے پس اس وقت اگر میں سائلوں کو آپ کے عطا کی خبر دوں گا کہ امام حسین میرے ساتھ اس طرح مسلوک ہوئے تو دروغ گو ہوں گا اور اگر بیان کروں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سخی نے مال سے بخل کر کے مجھے محروم رکھا تو اس کا اظہار مناسب اور بہتر نہیں معلوم ہوتا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس سائل کو دس ہزار درہم عطا فرمائے اور اس دیئے ہوئے کو بہت ہی قلیل شمار کر کے رباعی مسطور ذیل لکھ بھیجی:

عاجلتنا فانك عاجل برنا
قلان و ان امهلتنا تقلل
فخذ القلیل و کن کانك لم تسال
وتکون لحن کا ننالم تفعل

ترجمہ: ''اے سائل تو نے بہت ہی جلدی کی اور اس جلدی کی وجہ سے ہم سے بہت ہی تھوڑا احسان ہو سکا اگر کچھ فرصت دیتا تو شاید تیرے سوال سے کچھ زیادہ عطا کرتے اور

Marfat.com

اس قدر قلیل نہ ہوتا پس اس اقل قلیل کو قبول کر اور یہ جان میں نے سوال نہیں کیا ہم سمجھیں گے کچھ دیا ہی نہیں‘‘۔ (تاریخ ابن عساکر)

جگہ خالی کر دی

طبرانی، سلیمانی بن الھشیم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے جب آپ نے حجر اسود کا بوسہ لینا چاہا تو لوگوں نے آپ کے لئے جگہ خالی کر دی۔

جسے سب جانتے ہیں

فرزدق بن غالب آپ کو بزرگی کی نگاہوں اور وقعت کی نظروں سے دیکھ رہا تھا اس سے کسی شخص نے پوچھا یہ کون ہیں۔ فرزدق کی زبان سے یہ شعر بے ساختہ اور برجستہ نکلا:

هذا الذی تعرف لبطحا و طابة
والبیت یعرفه والحل والحرم

ترجمہ: ’’یہ وہ شخص جسے طابہ اور بطحا پہچانتے ہیں اور جس سے حل و حرم انسیت اور محبت رکھتے ہیں‘‘۔

شاعروں کو انعام دینا

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شاعروں کے انعام دینے پر ملامت کیا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا آپ مجھ سے اس بات کو زیادہ تر جانتے ہیں کہ بہتر مال وہ ہے جس سے آدمی کی آبرو محفوظ رہے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ جواب ایسا حسن ادب کے ساتھ دیا جس سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ شاعروں کو ہجو سے بند کرنے کے لئے انعام دینا جائز ہے۔

(تاریخ ابن عساکر)

Marfat.com

ایک دوسرے کا احترام

''فصول المہمہ'' میں لکھا ہے کہ امامین ہمامین نے یعنی حضرات حسنین رضی اللہ عنہ کے درمیان اتفاق سے کوئی ناچاقی اور سومزاجی کی صورت پیدا ہوگئی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بڑے بھائی کی خدمت میں عرض کی کہ بھائی جان آپ کو راضی کرنے اور اپنی خطا کی معافی کے لئے ضرور سبقت کرتا مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص رنجیدہ کو راضی کرے اور معافی کی خواستگاری میں سبقت کرے وہ اس سے پہلے جنت میں داخل ہو گا۔ پس میں نہیں چاہتا کہ دخول جنت میں آپ سے سبقت لے جاؤں اور آپ کی بزرگی پر اپنی خوردی کو ترجیح دوں۔ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی میری دلجوئی اور خوشنودی کے لئے میرے پاس تشریف لائیں یہ سنتے ہی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ایک دوسرے کی تسلی و تشفی میں مشغول ہوئے۔

پھولوں کا گلدستہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے حضور میں آپ کی لونڈی نے ریحان یعنی پھولوں کا ایک خوبصورت اور نازک گلدستہ پیش کیا آپ نے اس دستہ کو سونگھ کر لونڈی کو آزاد فرما دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی آپ نے اس ادنیٰ گلدستہ کے عوض ایسی بیش قیمت لونڈی کو آزاد فرمایا۔ آپ نے جواب دیا اے حضرت انس رضی اللہ عنہ کیا تم نے نہیں سنا، اللہ تعالیٰ اپنے پاک اور مقدس کلام میں فرماتا ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ (سورۃ نساء،۸۶)

ترجمہ: ''اور جب تمہیں کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ جواب میں کہو''۔

پس بزرگ تحیہ اور خوبصورت تحفہ یہی تھا کہ میں اس کو محض خدا کی رضا کے لئے آزاد کردوں۔

Marfat.com

لونڈی سے احسان کرنا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ''احوال ائمہ اثنا عشرہ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ایک دن دسترخوان پر کھانا کھانے کے لئے تشریف فرما تھے اور خادمہ پانی کا بھرا ہوا پیالہ ہاتھ میں لئے ہوئے آپ کے مبارک سر پر کھڑی ہوئی تھی اتفاقاً اس کے ہاتھ سے پیالہ چھوٹ گیا اور گر کے ٹوٹ گیا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے غصہ کی نظر سے اس کو دیکھا۔ خادمہ نے فوراً کہا:

والکاظمین الغیظ۔

ترجمہ: ''اور رنج میں اور غصہ پینے والے''۔

آپ نے فرمایا: کظمت غیظی۔

ترجمہ: ''میں اپنے غصہ کو نگل گیا''۔

خادمہ نے کہا: والعافین عن الناس

ترجمہ: ''اور لوگوں سے درگزر کرنے والے''

آپ نے فرمایا:

ترجمہ: ''میں نے بدل وجان تجھے معاف کردیا اور تیرے گناہ سے درگزرا''۔

خادمہ نے کہا: واللہ یحب المحسنین۔ (سورۃ آل عمران)

ترجمہ: ''اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں''۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خدا کے لئے تجھے آزاد کیا۔

عبادت وریاضت

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عبادت کی کیفیت مختصر سی یہ ہے کہ پیدل پچیس حج لبیک کہتے ہوئے ادا کئے۔

Marfat.com

''فصول المہمہ'' میں منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کے والد کے ہاں اس قدر کم اولاد کیوں پیدا ہوئی۔ جواب دیا کہ اس قدر بھی ان سے وجود میں آنا تعجب خیز اور حیرت انگیز بات ہے۔ آپ کو اتنی فرصت کہاں تھی جو عورتوں سے صحبت رکھتے آپ رات دن میں ہزار رکعت نماز سے کم نہ پڑھتے۔ آپ کی ہمت و بزرگی بیان سے باہر ہے اس کا ادنیٰ نتیجہ یہ تھا کہ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ جب مکہ میں ادائے حج کے لئے آئے تو بہت سے درہم و دینار عمدہ اور نادر اور گراں قیمت خلعت وغیرہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں بطور تحفہ نذر کئے۔ آپ نے انہیں واپس کر دیا اور کچھ بھی قبول نہ فرمایا۔

ارشادات

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا کلام معجز نظام فصاحت و بلاغت سے بھرا ہوا تھا۔ آپ کی گفتگو کے سامنے کسی کو دم مارنے کا بھی موقع نہ تھا۔ آپ کی زبان فیض ترجمان پر اکثر یہ کلمے جاری رہتے تھے۔ کہ اے لوگو! بزرگی اور کمال حاصل کرو اور مغانم میں پیش قدمی اور شتابی کرو۔ یعنی حصول بزرگی حصول مغانم کا موجب ہے اس میں خوب کوشش کرو۔

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ حاجت مندوں کی احتیاج تمہارے پاس آنا خدا کی نعمتوں میں سے ایک عمدہ نعمت ہے۔ عاجزوں کی حاجت روائی غنیمت جانو اور فرمایا کرتے تھے جس نے سخاوت کی سردار ہوا اور جس نے بخیلی کی کمینہ ہوا۔

آپ نے اپنے بزرگوار نانا حضور نبی اکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے پدر عالی قدر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور بہت سے صحابہ سے حدیثیں روایت کیں اور آپ سے حضرت سیدنا علی زین العابدین رضی اللہ عنہ آپ کے صاحبزادے اور جمہور تابعین روایت کرتے رہے۔

Marfat.com

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

بیٹے کو قربان کردیا

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی دائیں ران پر اور اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو بائیں زانو پر بٹھائے ہوئے تشریف رکھتے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور سلام کے بعد عرض کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے ان دونوں کو جمع کرے گا۔ ضرور ان میں سے ایک کو آپ سے لے لے گا اب آپ ان دونوں صاحبزادوں میں سے جسے چاہیں اپنے پاس رکھنا اختیار کریں۔ آپ نے خیال فرمایا کہ حسین کے فوت ہونے سے صرف مجھ ہی کو غم نہ ہوگا بلکہ مجھ سے زائد ان کے فراق میں حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بے قرار اور مضطرب ہوں گے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے انتقال سے زائد تر میری رگ جان کو نشتر الم پہنچے گا۔ پس میں نے اپنے رنج وغم کو ان کے غم والم پر ترجیح دے کر حسین کو اختیار کرلیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے تین دن بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد سے جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے آتے تو ''اھلاً وسھلاً'' فرما کر ان کے منہ کو بوسہ دیا کرتے اور فرماتے کہ میں نے اپنے بیٹے کو اس پر سے فدیہ کر ڈالا اور قربان کردیا۔ (شواہد النبوۃ از ملا جامی)

حسین مجھ سے ہے

ترمذی نے اپنی سند سے حضرت ابو یعلی بن مرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اے اللہ! جو حسین سے محبت

Marfat.com

رکھتا ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔ حسین رضی اللہ عنہ اسباط میں سے ایک سبط اور سرداروں میں سے ایک سردار ہے۔

سبط کے معنی

واضح ہو کہ سبط نواسے کو کہتے ہیں اور سبط گروہ کے معنی میں بھی آیا کرتا ہے۔ پس اگر سبط سے اول معنی مراد ہیں تو حدیث کا مقصود وظاہر ہے اور اگر ثانی (گروہ) مراد ہوں گے تو اس وقت یہ مطلب ہوگا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی نیکیاں اور حسنات اس درجہ بڑھی ہوئی ہیں کہ وہ ایک بڑی جماعت کے اعمال خیر کے ہم پلہ ہیں اور آپ کا ایک سانس متبرک انفاس متبرک کثیرہ کے برابر ہے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کثیر الاولاد ہوں گے۔ یعنی آپ کی نسل سے بہت سی اولاد باقی رہے گی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا تربیت کرنا

امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں کشتی لڑ رہے تھے آپ بیٹھے بیٹھے دیکھ رہے تھے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے اے حسین حضرت حسن کو پکڑو۔ حضرت فاطمہ زہرا سیدۃ النساء نے فرمایا واہ ابا جان آپ بھی خوب ہیں چھوٹے کو بڑے پر حملہ کا حکم فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جان پدر میں نہیں کہتا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ اے حسین، حسن کو پکڑو۔ (نزہتہ المجالس جلد دوم)

فائدہ: اس معنی کا وقوع پذیر بر سبیل عادت عرف ہوگا۔ کیونکہ عرف کی عادت اسی بات کو مقتضی ہے کہ چھوٹے کی خاطر داری اور دلجوئی کو بڑے کی خاطر پر ترجیح دیا کرتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بھی اسی بناء پر فرمایا ہوگا واللہ اعلم۔

Marfat.com

رونے سے ایذاء

ابن الاخضر، حضرت یزید بن ابی زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز آپ کے کان مبارک میں پہنچی۔ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کیا تم اس بات کو نہیں جانتیں کہ حسین رضی اللہ عنہ کے رونے سے مجھے سخت ایذا ہوتی ہے۔

محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بچشم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دوش مبارک پر بٹھائے ہوئے فرمارہے تھے مولیٰ کریم! میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔ (المستدرک حاکم)

بے رحم، ظالموں نے کچھ خیال نہ کیا

اہل بیت کے سچے دوستو غور کا مقام ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذرا سے رونے نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے چین اور بیقرار کر دیا اور غایت درجہ کی اذیت دی تو جن لوگوں نے امام ہمام کو بلا کر بے رحم اور ظالموں کے ہاتھوں میں دے دیا اور ان اشقیا نے امام تشنہ کام کو بھوکا پیاسا معرکہ کربلا میں رکھا اور پشت زمین سے فرش زمین پر لٹا کر اس گلوئے تشنہ پر جو بوسہ گاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مطرنظر فاطمہ اطہر تھا خنجر خونخوار اور تیغ زہر آب دار چلا دیا اور ان کا خون کربلا کے چٹیل میدان میں بہا دیا۔ اس ایذارسانی سے روح پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسا کچھ صدمہ نہ گزرا ہوگا۔ خاص کر جملہ نونہالان باغ نبوت کا دنیا سے ایک دم مٹ جانا بیبیوں، بچوں کا ناپاک قید خانہ میں سخت تکلیف کھینچنا

Marfat.com

کیسا کچھ صدمہ عظیم ہوگا مگر افسوس تو یہ ہے کہ ان ظالموں نے اپنے احمق اور نااہلی کی وجہ سے ان باتوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا۔

ظالمو! تم نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا

چنانچہ بخاری اور ترمذی، اہل عراق کی حماقت اور ان سفاک بے باکوں کی سفاہت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث بایں مضمون روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں مچھر کو مار ڈالے اس کا کیا کفارہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے سائل تو کن لوگوں میں سے ہے جواب دیا عراقیوں میں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا اے عراقی بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک مچھر کے خون کا فتویٰ پوچھنے آیا ہے اور تیری قوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بھوکا پیاسا ذبح کر ڈالا خدا کی قسم میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ حسن حسین دنیا میں میرے دو ریحان (پھول) ہیں۔

مگر دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یوں بھی منقول ہے کہ عراقیوں میں سے کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ مکھی کے مارنے میں گناہ ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا اے عراقیو! تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں بھی کسی سے فتویٰ لیا تھا یا نہیں۔ حیف صد حیف۔ جس کے حق میں تمہارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرما دیں کہ حسن وحسین دنیا میں مجھے چین دینے والے میرے ریحان اور آخرت میں بہشت کے سردار ہیں انہیں تم نے بھوکا پیاسا اپنے ہاتھوں سے زمین پر لٹا کر ذبح کرنے میں کچھ دریغ نہ کیا ان کے ننھے ننھے معصوم بچوں کے خون میں ہاتھ خوب ہی رنگین کئے۔ (سعادت الکونین فی فضائل الحسنین)

Marfat.com

پیار و محبت کا نرالا انداز

''تہذیب التھذیب'' میں حضرت عبداللہ بن عثمان بن حیثم اور وہ سعد بن ارشد اور وہ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ کہیں دعوت میں تشریف لے جارہے تھے رستہ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بچوں میں کھیل رہے تھے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے علیحدہ ہو کر چاہا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر پیار کریں مگر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بچپن کی وجہ سے کبھی ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر اور کبھی دائیں کبھی بائیں بھاگتے پھرتے تھے اور آپ ان کو پکڑتے پھرتے تھے آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ حسین رضی اللہ عنہ کی گُدّی کے نیچے اور دوسرا ذقن کے نیچے رکھا اور گلوگاہ کو چند بوسے دے کر فرمایا کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ جو حسین کو محبوب رکھتا ہے اسے اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ اسباط میں سے ایک سبط ہے۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی عقیدت

تہذیب، کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی کم عمر تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے خطبہ فرمارہے تھے میں انہیں دیکھ کر منبر پر چڑھ گیا اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ میرے باپ کے منبر سے اترو اور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ، انہوں نے فرمایا اے جگر گوشہ رسول اور اے راحت جان بتول میں کہاں جاؤں میرے باپ کا تو کوئی بھی منبر نہیں یہ کہہ کر مجھے اپنے پاس بٹھالیا میں وہاں کنکریوں سے بیٹھا کھیلتا رہا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھ کر فارغ ہوئے اور منبر سے اترے تو مجھے گود میں لے کر اپنے گھر تشریف لائے اور فرمایا حسین رضی اللہ عنہ تمہیں خدا کی قسم سچ کہو تمہیں اس کی تعلیم کس نے دی تھی میں نے کہا بخدا مجھ سے کسی نے نہیں کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے فرمایا آپ نے پھر مجھ پر کیوں غصہ کیا۔

آپ ہمارے لئے عالی درجہ ہیں

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک اور دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک دن میں امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خلوت گزیں تھے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کے صاحبزادے دروازہ پر کھڑے تھے۔ جب میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ واپس چلے گئے میں بھی وہاں سے واپس ہو گیا اس کے کئی دن کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مل کر فرمایا اے حسین میں نے کئی روز سے آپ کو نہیں دیکھا میں نے کہا اے امیر المومنین میں فلاں دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا آپ اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خلوت نشیں تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ کے صاحبزادے دروازہ پر کھڑے تھے جب وہ وہاں سے گھر کو واپس چلے گئے تو میں بھی چلا آیا۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا اے حسین رضی اللہ عنہ تم عبداللہ سے درجہ میں بلند اور عالی ہو آپ کو اجازت کی ہرگز ضرورت نہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد عالی درجہ آپ ہی کو دیکھتے ہیں۔

شہادت کی خبر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قلب اطہر کو صدمہ

روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنی مدت العمر میں تین صدمے بھاری اٹھائے ہیں۔ ایک نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میری آنکھوں کے سامنے وصال فرمانا، دوسرے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا دنیا سے میرے روبرو اٹھ جانا، تیسرے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خبر شہادت اپنی زندگی میں سننا کہ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے شہید ہوں گے ہر چند کہ ان تینوں واقعات سے میرا دل و جگر پارہ پارہ ہے مگر قضاو قدر سے کسی کو کب چارہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میرا فرزند میرے بعد زمین طف میں مقتول ہوگا۔ اس زمین کی مٹی میرے پاس لائے اور فرمایا اسی زمین میں اس کا مدفن اور خواب گاہ ہوگا۔

طَف دریا کے معنی

واضح ہو کہ طف دریا کے کنارے اور جنگل کی جانب کو کہتے ہیں۔ کربلا کو طف کہنے کی یہی وجہ ہے کہ وہ آب فرات کا کنارہ اور جنگل کا سرا واقع ہے ہکذافی کتاب اللغتہ۔

فائدہ: طف بفتح وتشدید فا۔ کوفہ سے باہر ایک موضع کا نام ہے عرب کی اونچی زمین میں ریف عراق پر یہ سہوت کی جمع ہے اور طف جانب اور شاطی کو بھی کہتے ہیں۔

''مجمع البحار'' میں ہے طف ساحل بحر اور جانب بر کو کہتے ہیں اسی سے وہ طف ہے جہاں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، اسے طف اس جہت سے کہتے ہیں کہ وہ ایک طرف پر ہے متصل فرات کے۔ (محمد عبدالاحد قادری)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کا خواب

طبرانی کبیر، میں اور بیہقی دلائل النبوۃ میں حضرت ام الفضل بنت الحارث زوجہ حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیض مرتبت میں حاضر ہو کر میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج میں نے ایک پریشان خواب دیکھا ہے فرمایا وہ کیا ہے میں نے کہا اس کا سننا سخت دشوار اور ناگوار ہے فرمایا کہو وہ کیا ہے میں نے عرض کی میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ آپ کے مبارک جسم کا

Marfat.com

ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں ڈال دیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ مبارک کرے تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے اے ام الفضل ان شاء اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور اسے تیری گود میں دیں گے۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی میں نے انہیں اپنی گود میں لیا۔ اتفاقاً چند روز کے بعد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں لئے ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوئی اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں سے آپ کی گود میں دے دیا پھر میں اور طرف دیکھنے لگی اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک پر آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ بے محل رونا کیسا ہے۔ فرمایا مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس فرزند کے خون کی پیاسی ہے اور میری وفات کے بعد اسے اپنے ہاتھوں سے شہید کرے گی میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کی امت اس صاحبزادے کو قتل کرے گی فرمایا ہاں اور اس زمین کی سرخ مٹی مجھے اٹھا کر دی۔ (طبرانی کبیر، بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم میں آنسو بہانا

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سے پہلے ابھی میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کھڑے بیان کرتے تھے کہ حسین دریائے فرات کے کنارے پر قتل کیے جائیں گے اگر آپ فرمائیں تو وہاں کی مٹی سنگھاؤں میں نے کہا ہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھ بڑھایا اور ایک مٹھی خاک کی لا کر مجھے دی۔ پس اس وقت سے بے اختیار زار و قطار رو رہا ہوں۔

(طبقات ابن سعد، احمد، طبرانی کبیر، مسند ابو یعلی، ابن عساکر)

Marfat.com

وہاں کی مٹی دکھادی

ابن عساکر، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہادت حسین کی خبر دی۔ اور کہا آپ کے صاحبزادے کو اہل عراق زمین عراق میں قتل کریں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا تم مجھے وہ زمین دکھا سکتے ہو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وہاں کی مٹی آپ کے ہاتھ میں دے دی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا شہادت کی خبر دینا

طبرانی کی ایک روایت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہی مضمون منقول ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ میرے گھر میں تھے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ حسین کو بے حد پیار کرتے ہیں فرمایا ہاں دنیا میں اس کے سوا مجھے اور کوئی محبوب نہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا عنقریب آپ کی امت آپ کے بعد انہیں زمین میں قتل کرے گی جسے کربلا کہتے ہیں اور تین دن کا بھوکا پیاسا عراق کے چٹیل میدان میں اپنے ہاتھ سے ذبح کرے گی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس زمین کی خاک لاکر مجھے دکھلائی۔

قاتلان امام مبغوض خدا ہیں

ابن عساکر، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل کی مٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھا کر فرمایا کہ قاتل حسین پر خدا تعالیٰ کا سخت غصہ ہے اس سے زائد خدا کے نزدیک اور کوئی مبغوض نہیں ہے۔

طبرانی کبیر، میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب سرور کائنات

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ کیا میں ایک حیرت انگیز بات اور تعجب خیز کلمہ تم کو نہ سناؤں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ضرور فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایک ایسا فرشتہ ابھی میرے پاس آیا تھا جو اس سے پہلے کبھی آج تک میں اس کی صورت سے آشنا بھی نہ تھا آ کر کہنے لگا آپ کے فرزند حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کے بعد مقتول ہوں گے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ چاہیں تو اس زمین کی مٹی جہاں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے دکھادوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں وہ فرشتہ مٹی لایا اور مجھے سرخ خاک دکھلائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بایں لفظ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند قتل کیا جائے گا اور یہ خاک ان کے مقتل کی زمین کی ہے۔

مجھے قاتل کا نام بھی بتا دیا گیا

دیلمی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا فرمایا کہ مجھے حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کی خبر پہنچی اور اس زمین کی خاک مجھے لا کر دی گئی اور ان کے قاتل کا نام بھی بتلایا گیا۔

میرے حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کرنا

امام بغوی اور ابن السکن، ابن مندہ، ابن عساکر، حضرت انس بن حارث بن منبہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عراق کی زمین سے ایک زمین جسے کربلا کہتے ہیں میرا حسین شہید کیا جائے گا۔ تم میں سے جو کوئی حاضر ہو اس کی مدد اعانت فرض جانے اور اس کی اطاعت کا غاشیہ دوش جان پر ڈالے۔

Marfat.com

قاتلانِ حسین شفاعت سے محروم

حاکم، امالہ میں بسند ضعیف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل نجران میں سے ایک شخص غار کھود رہا تھا اس میں سے ایک سونے کی تختی جس میں خاص حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دستخطی بیت لکھے ہوئے تھے:

اترجوا امة قتلت حسينا
شفاعة جده يوم الحساب

ترجمہ: ''جس گروہ نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ کیا وہ اس کے نانا کی شفاعت کی قیامت کے دن امید رکھتا ہے یعنی ان کی شفاعت کبھی نہ ہوگی''۔

یہ حدیث لفظاً ضعیف ہے مگر معنیٰ صحیح ہے کیونکہ اور حدیثیں صراحتہً اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلین کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نہ ہوگی غرض کہ اس تختی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ پڑھ کر رونے لگے اور فرمانے لگے جو لوگ میری ایذا کے درپے ہیں وہ میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔

ہجرت کے ساٹھ سال بعد حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے

طبرانی کبیر میں اور خطیب، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری ہجرت کے ساٹھ سال کے بعد حسین رضی اللہ عنہ شہادت پائیں گے۔

ایک کتا میرے خون میں منہ مار رہا ہے

ابن عساکر، حضرت سیدنا امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں خواب میں ایک ابلق کتے کو دیکھتا ہوں جو میری اہل بیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے۔ (اس خواب کی تعبیر چالیس سال کے بعد ظاہر ہوئی اور یزیدی فوج نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔)

اللہ عزوجل ''یزید'' کو برکت نہ دے

طبرانی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یزید کو برکت اور سعادت مندی نصیب نہ کرے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل کی خبر دی گئی اور ان کے مقتل کی مٹی میرے پاس لائی گئی ان کے قاتل کا نام اس کی علامتیں سب مجھے بتائی گئی مجھے اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس قوم میں حسین رضی اللہ عنہ مقتول ہوں گے اور وہ قوم قتل امام سے ظالموں کو منع نہ کرے گی تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں اُن کے سینوں میں تفریق پیدا کر دے گا اور ان کے بدترین دشمنوں کو ان پر تام تسلط اور عام غلبہ دے گا۔

سگ ابلق سے مراد ''شمر'' ہے

واضح ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگ ابلق سے شمر ملعون مراد ہے کیونکہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل نیز آپ کے قتل پر اسی نے اصرار کیا تھا چنانچہ آئندہ اس کا بیان واضح طور پر ہوگا اور بدترین شخص کے تسلط سے مروان مراد ہے کہ یزید پلید کے بعد بادشاہ ہو کر اپنا تسلط ظاہر کیا، یا اس سے مختار ثقفی مقصود ہے جس نے ان پر غلبہ کیا حالانکہ وہ مدعی نبوت تھا جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

ایک شخص میری اہل بیت کا قاتل

ابن عساکر، ایک اور حدیث نقل کرتے ہیں جس میں صراحت کے ساتھ یزید ملعون کا

Marfat.com

نام لیا گیا ہے اور کھلم کھلا اس پر لعن طعن ذکر کی گئی ہے۔ ابو یعلی، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس دین کی بنیاد ہمیشہ ایک اندازہ کے ساتھ رہے گی یہاں تک کہ بنی امیہ میں سے ایک شخص جس کا ''یزید'' نام ہوگا وہ اس میں رخنہ اندازی کرے گا اور میری اہل بیت کو مٹانے کا قصد کرے گا۔

اسی طرح دوسری حدیث میں بھی جو ابو یعلی اور حافظ ابو عبداللہ نعیم سے منقول ہے ''یزید'' کا لفظ صراحتہً آیا ہے۔

سب سے پہلے دین میں تغیر ''یزید'' کرے گا

ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی اور رویانی اور حافظ ابو بکر محمد بن اسحاق اور بیہقی اور ابن عساکر حضرت ابوذر وغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہلے پہل جو شخص میرے طریق وشرع میں تبدیلی اور تغیر کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک شخص ہوگا جس کا ''یزید'' نام ہوگا۔

فرشتے کا شہادت سے آگاہ کرنا

اسی طرح رسالہ ''ما ثبت بالسنۃ'' اور ''مفتاح النجا'' اور ''صواعق محرقہ'' میں مذکور ہے کہ ایک دن فرشتہ باراں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے آیا۔ آپ نے اس فرشتے کو اپنے پاس بلایا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تم دروازہ کی دربانی کرو ہماری اجازت کے بغیر یہاں کوئی نہ آئے اچانک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ایک ہی جست میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جا بیٹھے آپ پدروار ان کے لب اور منہ کو بوسہ دینے لگے فرشتہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس فرزند کو آپ محبوب رکھتے ہیں فرمایا بیشک۔ فرشتے نے کہا آپ کی امت عنقریب انہیں کربلا کے میدان میں جو عراق کا ایک حصہ ہے بھوکا پیاسا قتل کر دے گی۔ اگر حکم ہو تو جس جگہ وہ قتل کئے

Marfat.com

جائیں گے وہاں کی مٹی ملاحظہ کراؤں۔ فرمایا ہاں۔ فرشتہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ زمین دکھائی اور اس کی سرخ خاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ خاک حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ کی اور اس وقت سے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محزون اور مغموم رہتے تھے یہی روایت کئی طرق سے اور لوگوں نے نقل کی ہے جن میں فرشتہ کا نام حضرت جبرئیل علیہ السلام بتایا گیا ہے۔ (واللہ اعلم)

خاک خون ہو جائے گا

امام احمد، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خاک کی مٹھی کو دے کر فرمایا یہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل کی مٹی ہے اسے حفاظت سے رکھنا اس کا خون ہونا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی علامت ہے میں نے اس خاک کو ایک بوتل میں بند کر کے حفاظت سے رکھا اور ہمیشہ اس بات کا خوف رہا کہ جس دن یہ مٹی خون ہو گئی وہ دن حادثہ میں بزرگ اور ہول میں قیامت کے برابر ہوگا۔ یہ بھی آیا ہے کہ جس روز حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے میں نے اس خاک کو خون پایا۔

کنکریاں خون بن گئیں

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے نے چھوٹی چھوٹی کئی کنکریاں کربلا کی زمین سے لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی تھیں وہ کنکریاں خون بن گئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سرزمین کربلا میں

''الصواعق المحرقہ'' وغیرہ میں منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب جنگ صفین میں تشریف لے گئے تو ایک ایسی جگہ جو دریائے فرات کے مقابل واقع تھی پہنچے جسے وہاں کے

Marfat.com

لوگ نینوا کہتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس جگہ کا نام کیا ہے کہا اسے ''کربلا'' کہتے ہیں یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سرشک بارانِ مثال سے زمین کو تر کر کے فرمایا میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کیا دیکھتا ہوں کہ آپ زار زار رو رہے ہیں میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا: اے علی! ابھی میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند حسین رضی اللہ عنہ فرات کے کنارے جسے کربلا کہتے ہیں شہید ہو گا اور وہاں کی ایک مٹھی خاک لا کر مجھے سونگھائی پس اس وقت سے میں نہایت بے قرار با آہ و زار رو رہا ہوں۔

یہ مقتل اہل بیت کا مقام ہے

ابن الاخضر، اصبع بن نبانہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مقتل گاہ میں پہنچے میں بھی آپ کے ہمرکاب تھا۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا یہ جگہ ہمارے اہل بیت کے اونٹ بیٹھنے کی ہے یہ مقام اہلبیت کے اسباب کا محل ورود ہے اسی جگہ جوانان آل محمد قتل کئے جائیں گے اسی جگہ میرے ننھے ننھے بچے بھوک پیاسے جان بلب کو ظالم بے رحم قتل کریں گے یہیں آل عبا کی نسل منقطع ہو گی۔ یہ وہی موضع ہے جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پارہ ہائے جگر کی لاشیں پڑیں گی یہ وہی جگہ ہے جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں نواسیاں اور ان کے پیارے عزیزوں کی پردہ دری ہو گی اسی میں اہلبیت کے معصوم اور بے گناہ بچے اور عورتیں بے انصاف لوگوں کے ہاتھ میں اسیر اور قیدی ہوں گے یہ وہ جگہ ہے جس پر آسمان اور زمین روئیں گے۔

اے حسین رضی اللہ عنہ صبر کرنا

''تہذیب التہذیب'' میں حضرت عبداللہ یحییٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان کے باپ

Marfat.com

یحییٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ صفین میں تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا ان کے وضو کے اسباب اپنے پاس رکھتا تھا دریائے فرات کے مقابل میں ایک گاؤں جس کا نینوا نام ہے آپ نے قیام فرمایا اور کہا اے ابوعبداللہ (حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) اس فرات کے کنارے پر صبر کرنا۔ حضرت یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے کہا آپ کون سے ابوعبداللہ کے متعلق فرما رہے ہیں۔ فرمایا میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا آپ کے رخسار مبارک پر سیل سرشک جاری تھے میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر رونے کا کیا سبب ہے فرمایا تمہارے آنے سے کچھ پہلے میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آ کر کہہ گئے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فرات کے کنارے شہید ہوں گے۔

سرزمین عراق میں شہید ہوں گے

''تہذیب التہذیب'' میں ایک روایت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یوں بھی منقول ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاؤں پھیلائے خوب راحت میں تھے کہ اچانک چونک اٹھے اور زور زور سے سانس لینے لگے پھر سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر بیدار ہوئے اور سانس لینے لگے مگر اس مرتبہ پہلے سے سانس میں کسی قدر کمی واقع تھی غرض کہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا چوتھی مرتبہ اٹھ بیٹھے میں کیا دیکھتی ہوں کہ آپ کے دست مبارک میں ایک قسم کی سرخ مٹی ہے جسے آپ بار بار الٹ پلٹ کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہاتھ میں کیا چیز ہے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ زمین عراق میں شہید ہوں گے اور ان کے مقتل کی یہ مٹی ہے اسی طرح اور بہت سے نقول اور حدیثیں اسباب میں منقول ہیں مگر ہم اختصاراً انہیں ترک کرتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خواب

''شواہد النبوۃ'' میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں اسی رات میں نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں اور تھوڑی ہی دیر میں دروازہ کی جانب سے تشریف لے آئے ہیں مگر ایک عجیب ہئیت سے سر کے بال بکھرے ہوئے غبار آلودہ ہاتھ میں کچھ لئے ہوئے آئے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ کیا حال ہے جسے میں آپ پر مشاہدہ کر رہی ہوں فرمایا آج کی رات لوگ مجھے عراض کے اس حصہ میں جس کا نام کربلا ہے لے گئے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور میرے ان فرزندوں کی قتل کی جگہ جنہوں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی پیاری جانیں فدا کیں دکھائی میں ان کا خون اٹھا کر لایا ہوں دیکھ لو میرے ہاتھ میں وہی خون موجود ہے اسے لو اور حفاظت سے نگاہ میں رکھو۔ باقی اس حدیث کا تتمہ اپنے موضع پر انشاء اللہ بیان ہوگا۔

مروان، حاکم مدینہ کو بیعت یزید کا خط

جاننا چاہیے کہ جب ۴۳ ہجری میں امام المسلمین حضرت سیدنا امام حسن بن علی اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ میں صلح واقع ہوئی (اور اس سال کو سال اتفاق بھی کہتے ہیں) وہ یہ کہ امت محمدیہ نے ایک خلیفہ پر قرار و اتفاق کیا تھا تو اسی سنہ میں حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مدینہ پر مروان کو حاکم بنایا اور ۴۳ ھ میں سیستان کے شہروں میں سے ملک رے اور حبش کی ولایت میں سے ملک درسوڈان فتح کیا اور سنہ ۵۰ میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اہل شام کے کانوں میں اپنے بیٹے یزید کی بیعت کا حلقہ ڈالا اور یہ اول ہی امر تھا جس کا وقوع اسلام میں ہوا اس کے بعد حضرت معاویہ بن ابی

Marfat.com

سفیان رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ جملہ اہل مدینہ کو یزید کی بیعت پر آمادہ کرے یہاں خط آتے ہی مروان نے تمام رؤسا مدینہ کو خصوصاً اور عام لوگوں کو عموماً جمع کر کے خطبہ پڑھا اور کہا امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس امر میں مصلحت دیکھی ہے کہ جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے تھے اسی طریق وہ اپنے بیٹے یزید کو تم پر خلیفہ کرے تم لوگوں کو بھی مناسب ہے کہ امیر کی خوشی اور دلجوئی کے لئے برغبت ورضا یزید کی بیعت قبول کرو اور عواطف خسروی کے ثمرے مزے سے لوٹو۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سن کر تاب نہ رہی غصہ میں بے قرار ہو کر کھڑے ہو گئے اور کہا اے مروان یہ طریقہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت و نیابت کا ہرگز نہیں ہاں یہ طریقہ کسریٰ و قیصر کا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کون سے اپنے بیٹے کو دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کس لڑکے کو اپنا جانشین بنایا انہوں نے نہ تو اپنی اولاد میں اس نیابت کو رکھا اور نہ اپنے اہل بیت میں سے کسی کہ خلیفہ بنایا۔ مروان نے خطبہ ختم کیا اور یہ گفتگو بعینہٖ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو

سنہ (۵۱) ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خود حج کے ارادہ اور اپنے فرزند یزید کی بیعت کے قصد سے مکہ معظّمہ میں آئے اور ارکان حج سے فارغ ہوتے ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور کہا اے ابن عمر کیا تم کو یاد نہیں تم نے مجھ سے کہا تھا کہ جس رات میں کوئی تجھ پر حاکم نہ ہو اس رات میں تجھے نیند مبارک نہ ہو۔ یعنی تم کہا کرتے تھے کہ ہر وقت حاکم اور خلیفہ کی اطاعت میں مصروف رہو اگر ایک رات بھی شہر میں حاکم نہ ہو اس رات میں تجھے خواب راحت حرام ہے قطع نظر اس کے مجھے اس بات کا بھی خوف ہے کہ تو ان لوگوں میں فساد ڈال کر عاصی ٹھہرے اور مسلمانوں کی نافرمانی کرے۔ (اس کے بعد مندرجہ ذیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خطبہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ عزوجل کی حمد و ثنا کی پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جواب کی طرف عنان توجہ پھیری اور فرمایا اے معاویہ جو لوگ تجھ سے پہلے خلیفہ گزرے ہیں ان کے فرزندان کی حیات میں موجود تھے چنانچہ بحمد للہ اس مجلس میں بھی موجود ہیں تیرا لڑکا یزید ان سے بہتر اور افضل نہیں ہے کیا انہوں نے اپنے فرزندوں میں اس چیز کی لیاقت نہ دیکھی جسے تو اپنے فرزند میں دیکھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان خدا کے دوستوں نے اپنے فرزندوں کے لئے خلافت تجویز نہیں کی حالانکہ ان کے صاحبزادے تیرے لڑکے سے کہیں بڑھ کر تھے مگر وہ اپنے فاضل اور بزرگ فرزندوں کو خلافت کے لائق نہ دیکھتے تھے انہوں نے اس خلافت کے تاج کو تمام مسلمانوں کے درمیان رکھا پھر انہوں نے جسے مناسب جانا اختیار کر لیا یزید سے زیادہ وہ لوگ خلافت کے مستحق ہو سکتے ہیں جن کے دل میں خوف الٰہی جاگزیں ہے اور جن کا ظاہر و باطن تقویٰ اور طہارت سے آراستہ و پیراستہ ہے جن کو سب مسلمان فضل و علم کی رو سے اپنی ذاتوں پر ترجیح دیتے ہیں اور مجھے اس بات سے ڈراتا ہے کہ میں مسلمانوں کی نافرمانی کرتا اور انہیں مشقت میں ڈالتا ہوں میں اس بات کو ہرگز نہ چاہوں گا میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان بلکہ ان کا ایک خادم ہوں جس امر پر وہ جمع ہوں گے اور جس کو اختیار کریں گے اس میں مجھے کیا عذر ہے اسے سب سے پہلے قبول کروں گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا خدا تجھے جزائے خیر اور برکت دے۔ (اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو ہوئی)

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جو گفتگو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے حضور میں پیش کی تھی وہی ان کے سامنے دہرائی حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی

Marfat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا کلام قطع کر کے فرمایا بخدا اے حضرت معاویہ! ہم نے تجھ کو تیرے فرزند کے امر خلافت میں خدا کے ہاں وکیل کیا اور اس خلافت کے قضیہ کو خدا کو سونپا واللہ تو اس امر میں کبھی جلدی نہ کر۔ یعنی یزید کی خلافت کا کبھی خیال نہ کر۔ اس بات کو مسلمانوں ہی میں چھوڑنا اور ان کی رائے کے موافق کرنا مناسب ہے۔ یہ کہہ کر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ مجلس میں سے جلدی سے چلے گئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبدالرحمن یہیں توقف کرو مبادا اہل شام تمہاری طرف سبقت نہ کر جائیں حتیٰ کہ میں جا کر ان سے بیان کروں کہ انہوں نے مجھ سے بیعت کر لی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی گفتگو

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اے معاویہ اگر تو یزید کو خلیفہ بنانا چاہتا ہے تو آپ نیابت سے کنارہ کش ہو جائیں اور یزید کو اس مجمع میں لا ہم اس سے بیعت کریں ہاں تیری اور تیرے فرزند کی بیعت دو نقیضوں کا اجتماع یا دو ضدوں کا آن واحد میں ایک چیز پر صادق آنا ہے بھلا اگر ہم تیری بھی بیعت کریں اور تیرے فرزند کی بیعت کا ربقہ بھی اپنے گردنوں میں ڈالیں تو دونوں میں سے ہم کس شخص کی اطاعت کریں بخدا تم دونوں کی بیعت تو قیامت اور ابد تک درست نہ ہو گی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر کھڑے ہو گئے۔

اہل شام کا بیعت کرنا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمام اہل شام سے اس امر میں مشورہ کیا انہوں نے بسر و چشم اسے قبول کیا اور خوشی خوشی یزید کی بیعت کی رسی اپنی گردنوں میں ڈال لی جب اہل شام بیعت یزید پر متفق ہو گئے تو پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اور شہروں اور اطراف و جوانب میں خطوط لکھے اور وہاں کے لوگوں سے بیعت کی استدعا کی۔ ادھر مروان کو لکھا اس نے خطبہ

Marfat.com

پڑھا اور لوگوں کو جمع کر کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر بیعت یزید کی استدعا کی حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے صاف جواب دیا کہ ہم یزید سے ہرگز بیعت نہ کریں گے جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے۔

اہل حرمین کا بیعت کرنا

اس کے بعد سن ۵۱ ہجری میں حج کے لئے آئے جملہ اہل حجاز سے عموماً اور اہل حرمین محترمین سے خصوصاً اپنے فرزند یزید کے لئے بیعت لی سب لوگوں نے بجز حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اہل مدینہ میں سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اہل مکہ میں سے مجبوراً یزید سے بیعت کر لی۔

حضرت عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کا یزید کی بیعت سے انکار

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہر چند ان پنجتن کو بہت کچھ انعام و اکرام کا لالچ دیا اور سختی و نرمی کے ساتھ پیش آیا مگر انہوں نے قبول نہ کیا گو عام لوگوں کی بیعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کچھ آنسو پونچھ دیئے تھے مگر ان کے دل کی پریشانی بالکل دور نہ ہوئی تھی کیونکہ وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ لوگ بزرگان صحابہ اور اولاد صحابہ ہیں جس طرح ممکن ہو ان سے بیعت لینی چاہئے۔ مبادا میرے مرنے کے بعد لوگ ان کو خلافت تفویض کر دیں لہٰذا حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر وغیرہ کو خلوت میں طلب کر کے بہت سے مال کا لالچ دیا کہ تم بیعت کر لو میں تمہاری عافیت ہمیشہ مرعی رکھوں گا انہوں نے قبول نہ کیا۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا اے معاویہ بے حد زر و سیم ہماری آنکھوں میں کنکر اور پتھر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاء راشدین مہدیین کا طریقہ اختیار کر کے دیکھو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جہان سے رحلت

Marfat.com

فرمائی تو آپ نے اپنے اقربا میں سے کسی کو خلیفہ اور والی نہ بنایا نہ کسی کو خلافت کی وصیت فرمائی بلکہ عام مسلمانوں پر چھوڑ کر تشریف لے گئے مسلمانوں نے اپنے اتفاق رائے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا زمانہ قریب پہنچا تو انہوں نے بھی اپنے کسی فرزند کو اس کا مستحق نہ جانا بلکہ مسلمانوں کے اتفاق رائے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو افضل زماں ہونے کی وجہ سے خلافت کے لئے تجویز کیا اسی طرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو آپ نے چھ شخصوں کو افضل جان کر ان میں خلافت چھوڑی اپنے اقرباؤں اور فرزندوں میں سے کسی قریب اور عزیز کو خلیفہ بنایا تمام آدمیوں نے صرف اپنی رائے سے ان چھ شخصوں میں سے ایک کو اختیار کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اس مقام پر خاموش ہو گئے۔

ضروری وضاحت

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے اس گفتگو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام نہ لیا وجہ یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سخت انکار تھا اس بنا پر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے یہاں ان کا نام نہ لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گو صراحتہً نام نہ لیا مگر ضمناً بیان کر دیا اور کہا آدمیوں نے چھ شخصوں میں سے ایک کو اختیار کر لیا اور وہ مختار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کچھ جواب تو نہ دیا مگر اتنا کہا اچھا کل میں خطبہ دوں گا اتنا ہونا چاہئے کہ میرے خطبہ دینے تک کوئی شخص میرا کلام قطع نہ کرے۔

دوران خطبہ یزید کی بیعت سے انکار

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اس مجمع میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی تشریف رکھتے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنا کے بعد یزید پلید کے فضائل او

Marfat.com

رشجاعت اور شہامت اور جلادت بیان کئے اور اہل شام کی بیعت کا اظہار کیا فوراً حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ اس جلسہ سے کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ ہم نے یزید کی بیعت نہیں کی مگر بعض لوگوں نے ان کی تصدیق نہ کی اور یہ خبر اڑا دی کہ ان صاحبوں نے بھی بیعت کر لی۔

مال و دولت کا لالچ پھر بھی انکار

ترجمہ طبری میں مذکور ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زیاد کو اطراف ممالک اور اکناف بلاد میں یزید پلید کی بیعت کے لئے تمام مسلمانوں کے شہروں میں بھیجا سب نے اس کی طوعاً و کرہاً بیعت قبول کی مگر پانچ بزرگان مذکور نے یزید کی بیعت کا ربقہ اپنی پاک گردنوں میں ڈالنا مناسب نہ سمجھا۔ مگر جب موسم حج میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے بہت مال رکھ کر کہا آپ یزید سے بیعت کر لیں گو ظاہری طور پر ہی سہی کیونکہ آپ کی بیعت سے کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہے گی۔ آپ نے فرمایا اگر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم یزید سے بیعت کر لیں گے تو میں بھی کر لوں گا مگر ان بزرگواروں کے بغیر ابد تک اس بیعت پر راضی نہ ہوں گا۔ پس یہ بات یزید کی کوفت اور رنج کا باعث بنی اور اس دن سے وہ ملعون حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم سے بے حد دشمنی، عداوت رکھنے لگا۔

یزید کی ایک اور وجہ نزاع حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ

تاریخ طبری میں ایک اور وجہ نزاع مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی منکوحہ کو کسی وجہ سے طلاق دے دی تھی۔ یزید نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنے

Marfat.com

نکاح کے لئے اس عورت کے پاس بھیجا اتفاقاً راستہ میں حضرت قثم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی حضرت قثم رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے حضرت ابوموسیٰ کہاں جارہے ہو جواب دیا یزید نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مطلقہ کے پاس مجھے بھیجا ہے تاکہ یزید کی مواصلت پر اسے راضی کروں۔ حضرت قثم نے کہا اگر ہو سکے تو میری جانب سے بھی اسے پیغام پہنچا دینا اتفاقاً حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی کسی شخص کو بھیج کر اس عورت سے خواستگاری کر چکے تھے جب حضرت ابوموسیٰ اس عورت کے پاس گئے اور یزید و حضرت قثم کا پیغام دیا اس عورت نے کہا اس سے پہلے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بھی پیغام میرے پاس آچکا ہے اب میں تم سے پوچھتی ہوں کہ ان تینوں میں سے میرے حق میں کون بہتر ہے اس بارے میں ٹھیک طور پر مجھے صلاح دو۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا اے بی بی اگر تجھے دنیا مطلوب ہے تو یزید اختیار کر اور اگر جمال صورت منظور ہے تو حضرت قثم کو پسند کر اور اگر آخرت میں کوئی درجہ اور نسب درکار ہے تو امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم کی خواہش کر۔ اس عورت نے حضرت قثم اور یزید پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اختیار کر لیا پس یہ امر یزید کی اور بھی کلفت خاطر اور رنجیدگی کا باعث ہوا اور قسم کھائی کہ اگر میں امام حسین پر قادر ہوں گا تو جان سے جیتا نہ چھوڑوں گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو مشورہ

"تہذیب التہذیب" میں اس کا دوسرا سبب مذکور ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خروج کی تحریص و ترغیب دلائی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو جو کبار صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کوفیوں کی اس استدعا کی خبر پہنچی تو آپ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے ابوعبداللہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ کے عقیدت مند اور قبیلہ کے لوگ

Marfat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خروج پر آپ کو ترغیب دلا رہے ہیں آپ بھول کر بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر خروج نہ کریں اور کوفیوں پر کسی قسم کا اعتماد نہ فرمائیں کیونکہ میں نے آپ کے والد ماجد سے کوفہ میں بالمشافہ سنا ہے کہ فرماتے تھے گو میں ایک عرصہ تک کوفیوں پر حاکم رہا لیکن انہوں نے مجھے ہمیشہ دشمن رکھا اور میں نے کبھی ان میں وفا کا نشان بھی نہ دیکھا ہر چند کہ میں ان کے ساتھ سلوک سے رہا مگر بجز نیزہ کے طعن اور شمشیر کے زخم کے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا خدا کی قسم ان میں ثبات نہیں درست عزم نہیں۔ کامل ارادہ نہیں دشمن کے نیزہ کھانے اور تلواروں کے زخم کی طاقت نہیں۔

مروان کا خط

رسالہ مذکورہ میں یہ بھی روایت آئی ہے کہ انہوں نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جناب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جامع مسجد میں طلب کر کے کہا ہم کو آپ کی اور آپ کے بھائی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم ہوئی یعنی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت کو دیدہ دانستہ ترک کیا اور تم خروج کا ارادہ رکھتے ہو۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دنیا سے علیحدہ رہنے اور اس کی چاہت سے باز رہنے کی خدا سے توفیق چاہتا ہوں مجھے امید ہے کہ دنیا کی کشمکش سے باز رہنے کی خدا توفیق دے یا ظالموں سے جہاد کرنے کا درست عزم عنایت فرمائے۔

غرض کہ جب مروان کو اس مشورہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے فوراً حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط بایں مضمون لکھ بھیجا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے میں کسی طرح بے خوف نہیں ہوں ان کا ارادہ تیرے خروج اور مخالفت پر مضبوط اور قوی ہے۔

Marfat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام خط

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جس شخص کو حق سبحانہ وتعالیٰ پیمان کی دوستی اور عہد کی مضبوطی عطا فرمائے اسے عہد کا وفا کرنا لائق اور سزاوار ہے میں نے سنا ہے کہ آپ کی قوم میری مخالفت اور خروج پر آپ کو دعوت دیتی ہے آپ یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ اہل عراق نے آپ کے والد مکرم آپ کے بھائی کے ساتھ کس قسم کی کارروائیاں کی ہیں۔ پس خدا سے ڈر کر اپنے عہد کی نگہداشت کرنا ضروری بات ہے۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خط

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس خط کا جواب اس طرح لکھا کہ آپ کا خط میرے پاس آیا حال مندرجہ معلوم ہوا۔ جس نے میرے دعویٰ خلافت اور خروج کے ارادہ کی خبر تم تک پہنچائی ہے وہ محض نادرست اور افترا پرداز ہے میں ایسے شخص کے حق میں صرف اتنا کہنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے کبھی راہ راستہ کی توفیق نہ دے میرا ارادہ تم سے جنگ کرنے کا تو کیا اس امر کا خیال و وہم بھی نہیں ہے آپ سے بھی امید ہے کہ میری مخالفت کا بیج اپنے سینہ بے کینہ میں کبھی نہ بوئیں میری نظروں میں آپ کی اور آپ کی خلافت کی وقعت والد اور بھائی سے کچھ کم نہیں اس وقت تم جیسے امیر اور خلیفہ مسلمانوں کے نام پر اگر میں مباہات اور فخر کا علم اٹھاؤں تو زیبا ہے۔

جب یہ جواب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچا پڑھ کر بہت ہی مسرور ہوئے اور کہا میں نے ابو عبداللہ حسین رضی اللہ عنہ کو بخوائے الولد سر لابیہ نہایت دانشمند پاکباز راست عہد نیک اطوار پایا یہ خبر شاید ان کے کسی بے دین دشمن نے اڑائی ہے۔

Marfat.com

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خطبہ

"تاریخ الخلفاء" اور "رسالہ ماثبت بالسنۃ" میں ہے کہ عطیہ بن قیس کہتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں پہنچے تو ایک دن اس مضمون کا خطبہ تمام حاضرین جلسہ کو سنایا کہ اے خدا میں نے اپنا ولی عہد اپنے فرزند یزید کو کیا کیونکہ میں نے اسے بزرگوں میں ایک پایا کیا از بزرگ اور فاضلوں میں سے ایک بڑا افاضل پایا یا اے خدا جس فضیلت اور بزرگی کا میں اسے خیال کرتا ہوں اس کو اسے پہنچا مولیٰ کریم!! اگر میں نے اسے محض محبت پدری اور شفقت کی وجہ سے والی خلافت بنایا ہو تو میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ اسے مرتبہ خلافت تک پہنچنے سے پہلے درمیان سے اٹھا لے یہ کہہ کر یزید کو بلایا اور اپنا خلیفہ بنا لیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق وصیت

"تہذیب التہذیب" اور "ترجمہ طبری" میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارہ میں مزید وصیت کی کہ جہاں تک ہو سکے حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم کے مرتبہ کی نگہداشت ضرور کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے سب لوگ انہیں بے حد دوست رکھتے ہیں تیری سلطنت والمارت کی درستی اور کمال کا باعث ان کے ساتھ اچھا سلوک اور مدارات ہی کرنا ہے خلافت کے اعلیٰ عرفہ کا زینہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اطاعت ہے۔

صحابہ کرام اور اہل حرمین کے بارے میں یزید کو وصیت

طبری میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید سے کہا اے میرے فرزند جہاں تک مجھ سے ہو سکا تیری خلافت پر میں نے کوشش کی اور بڑے بڑے مبارزان جہان اور شجاعان عرب کو شکست دے کر تیری بیعت پر آمادہ کیا لیکن پانچ آدمیوں نے اس بیعت سے انکار کیا ہے سو میں ان کی بابت تجھے وصیت کرتا ہوں تو میری وصیت کے موافق ان

Marfat.com

کے ساتھ سلوک کرنا (۱) حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ایک مرد عاقبت طلب ہے اسے گوشہ نشینی اور عزلت گزینی مطبوع و مطلوب ہے جو تجھ سے بن سکے اسے دے دینا۔ (۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک بڑے عابد اور زاہد شخص ہیں وہ ہمیشہ عبادت کو دوست رکھتے ہیں اور اس میں اسے ملک وغیرہ کی بالکل تمنا نہیں ان کی بھی دلجوئی مد نظر رکھنا ہاں (۳) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حیلہ سے غافل مت رہنا اگر وہ بیعت کرے بہتر ورنہ اسے قتل کر ڈالنا اور (۴) ابو عبداللہ سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما اگر بیعت پر راضی ہوں فبہا ورنہ ان کی عزت کو نگاہ میں رکھنا اور اپنے آپ کو ان سے بچانا اہل مکہ و مدینہ کو نیک رکھنا اور ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آنا کیونکہ یہ لوگ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسایہ ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے رجب کی بائیسویں تاریخ ۶۰ ہجری موضع دمشق میں آخرت کا سفر اختیار کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر قیس نے نماز پڑھی بعض کہتے ہیں یزید ہی نے نماز پڑھائی اور دروازہ صغیر متصل دارالامارۃ دمشق میں علیحدہ مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

حضرت مفتی محمد اکرام الدین نبیرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب، سعادت الکونین فی فضائل الحسنین، سے حسب ذیل نقل کیا جارہا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ''تاریخ الخلفاء'' میں آیا ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ایک حلیم مزاج آدمی تھے۔

کتب تواریخ کے متتبع اور صحائف سیر کے تجسس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے مزاج میں ایک قسم کی دنیا کی چاہت اور محبت تھی وہ غایت درجہ کے دنیا دوست تھے اسی دنیا کی طلب و چاہت نے انہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جدال و قتال پر ابھارا اور امام برحق کی بغاوت وطیفان کا سکہ صفحہ ناصیہ پر قیام قیامت تک لگایا۔

اہم مسئلہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرائی سے یاد کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں اور اس کی کئی وجہیں ہیں:

(۱) یہ کہ آپ کا ایمان لانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقینی بات ہے اور دوسری باتیں جو کتب تواریخ میں مذکور ہیں اکثر ظنی ہیں اور یقینی بات کا ظنی بات سے مقابلہ نہیں ہوسکتا ''لان الیقین لا یزول بالشك''۔

(۲) یہ کہ اگرچہ حطام دنیوی کی وجہ سے کبائر کا صدور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہوا بھی تو اہل سنت و جماعت کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ مرتکب کبیرہ جیسے زنا لواطت اور عقوق والدین ترک صلوٰۃ یعنی فساد وغیرہ مستحق لعنت کبھی نہیں ہوسکتا۔ پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امام برحق کی بغاوت اور خلیفہ مطلق کی سرتابی سے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

نافرمانی سے جو درحقیقت گناہ کبیرہ سے ہرگز مستحق نہیں ہو سکتے۔

(۳) یہ کہ ترجمہ مختصر طبری میں مذکور ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کے مقر تھے کہ بیشک میں بغاوت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وجہ سے غلطیاں ہوئیں اور اس کے بھی معترف تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، آل ابی سفیان سے افضل و اعلیٰ ہیں اور اس کے بھی مقر تھے کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کو راست اور برحق تھی میں نے ان سے اس باب میں ناحق نزاع کیا۔ پس جب ہم اس وجہ کا اور اپنے اعتقادات کا صحیح میزان میں موازنہ کرتے ہیں تو صریح ظاہر ہوتا ہے کہ معترف گناہ کے صفحہ احوال پر رقم کفر کھینچ نہیں سکتی۔ کیونکہ بندہ گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہلایا جاتا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ط الخ۔ (سورۃ توبہ، ۱۰۲)

ترجمہ: ''اور ملایا ایک کام اچھا، اور دوسرا برا''۔

(۴) یہ کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل میں جن کا مفصلاً سابق میں بیان ہو چکا ہے نہایت بسط کے ساتھ واضح ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا اس فرزند کے سبب سے مسلمانوں کے دو فرقوں میں صلح ہوگی اور یہ ظاہر ہے کہ ثانی فرقہ کے امیر اور سردار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں او رحدیث مذکورہ کے بموجب دوسرا فرقہ مسلمان تھا۔ پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دوسرے مسلمانوں کے گروہ کے سردار تھے اگر خدانخواستہ وہ کافر ہوتے تو حدیث میں ایسا نہ فرمایا جاتا یعنی حدیث میں لفظ مسلمان کی تصریح نہ واقع ہوتی۔

(۵) یہ کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اعوان و انصار کے حق میں خود فرماتے ہیں کہ ''اخواننا بغوا علینا'' فی الجملہ جو شخص مشائخ اہل سنت و جماعت کے قدم بقدم چلے گا اور حزب الاعظم کے رستہ میں منتظم و منسلک ہوگا اسے

Marfat.com

اس بات کا لحاظ ضرور ہو گا کہ حضرت معاویہ اور مغیرہ اور عمرو بن العاص پر طعن و لعن کی زبان نہ کھولے کیونکہ ان کے کفر و ارتداد پر کوئی بھی صریح دلیل اور واضح برہان قائم نہیں ہے۔

اہل سنت کا عقیدہ

چنانچہ قدوۃ علماء زبدۂ فضلا حضرت شاہ عبدالعزیز مدظلہ تحفہ "اثنا عشریہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب اہل سنت کسی مرتکب کبیرہ پر لعنت کے مجوز نہیں تو باغی اور طاغی پر جو در حقیقت مرتکب کبیرہ ہے لعنت کیوں جائز رکھنے لگے اور اس باب میں اہلسنت کا متمسک کتاب اللہ اور عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مبارک قول ہے کتاب اللہ ناطق ہے کہ "استغفر اللذنبك وللمومنين والمومنات" قرآن مجید کی پاک اور مفید تعلیم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہر مومن کے حق میں استغفار اور طلب عفو مطلوب ہے اور کسی چیز کے کرنے کا حکم در حقیقت اس کے خلاف کو منع کرتا ہے۔

پس قاعدہ اصولیہ الامیہ کے موافق بھی کسی کے باب میں استغفار کا امر کرنا اس پر لعنت کرنے سے باز رکھتا ہے اور چونکہ ہر مرتکب کبیرہ باتفاق شیعہ و سنی مومن ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وان طائفتان من المومنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما ج

(سورۃ الحجرات ۹)

ترجمہ: "اور مسلمانوں کا دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ"۔

لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لعنت کرنا منع اور ناجائز ثابت ہوا اور اہل لعن بالوصف اہل کبائر کے حق میں آیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الا لعنة الله على الظلمين، فنجعل لعنة الله على الكذبين۔

Marfat.com

لیکن در حقیقت لعنت ایک صفت ہے صاحب صفت نہیں اور اگر بالفرض لعنت صاحب صفت بھی ہو تو بھی وجود ایمان مانع لعنت ہے گو کوئی امر مجوز لعن بھی پایا جائے۔

شیعہ امامیہ کے اصول میں بھی صراحت کے ساتھ یہ قاعدہ مذکور ہے کہ جب اباحت و حرمت دونوں ایک جگہ جمع ہوں تو وہاں حرمت ہی کو غلبہ ہوتا ہے۔ نیز وجود مقتضی بلا وصف تحقق یا اقتضائے حکم وہیں کرتا ہے۔ پس لعنت فقط وجود صفت پر کبھی مترتب نہ ہو گی تاوقتیکہ رفع ایمان جو مانع لعن ہے حاصل نہ ہو اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیے کہ جیسے کافر جس کی موت کفر پر متیقن ہے اب اگر اس میں کسی قسم کے نیک صفات اور عمدہ خصائل پائے جائیں تب بھی اس کے لیے استغفار جائز نہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ (سورۃ حشر، ۱۰)

ترجمہ: ''اور وہ جو ان کے بعد ہے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے''۔

میں بھی طلب مغفرت اور ترک عداوت کو صرف ایمان پر بغیر تقلید عمل صالح کے مترتب کیا ہے۔ پس عداوت و بغض کو چھوڑنا اور احتراز عن اللعنۃ جو طلب مغفرت کو لازم ہے کرنا ہر ذی عقل صاحب ایمان کو ضروری بات ہے۔

رہی عترۃ و کتب امامیہ میں تواتراً منقول ہے کہ حضرت امیر نے اہل شام کی لعنت سے منع کیا ہے۔ پس حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے منع کرنے پر کار بند اور عامل نہ ہونا اہل سنت کا کام نہیں ہے چونکہ یہاں کلام بہت طول طویل ہے لہٰذا اسی اختصار پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ (سعادت الکونین فی فضائل الحسنین)

Marfat.com

واقعہ کربلا

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مدینہ پاک سے عراق میں آنے کا سبب اور حضرت مسلم بن عقل رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ تفصیلاً مندرجہ ہے۔

جاننا چاہیے کہ یہاں سے ماجرائے ہوش ربا اور واقعہ جگر گداز قیامت نما یعنی احوال شہداء آل عبا کا ذکر ہوتا ہے جس کو سن کر ہر ایک فرد بشر کا رونگھٹا رونگھٹا کھڑا ہوتا ہے اور زبان حال سے زار زار روتا ہے۔

یزید تخت سلطنت پر

روایت ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو یزید پلید بادشاہ ہوا اور تخت سلطنت پر بیٹھ کر حکمران ہوا اور اس وقت تمام اہل شام نے اس سے بیعت کی۔ یزید نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی ہر اقلیم وولایت میں اپنی بیعت کے لئے تمام امراء اور اعیان ک خطوط لکھے۔

یزید کا حاکم مدینہ کو خط

چنانچہ ایک خط ''ولید بن عتبہ بن سفیان'' کو جو مدینہ منورہ کا حاکم تھا بایں مضمون لکھا کہ روئے زمین کے خلیفہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اس عالم فانی کو چھوڑا اور اس میں بجائے اس کے حاکم مقرر ہوا تمام مہمات امور سلطنت میرے قبضہ اقتدار اور حیطۂ تصرف میں ہیں تم کو چاہئے کہ اہل مدینہ سے عموماً اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ وغیرہم سے خصوصاً میری بیعت لو اگر یہ

Marfat.com

لوگ میری بیعت پر راضی نہ ہوں اور جائے اقرار کے انکار پیش کریں تو فوراً طلب کر کے سر کاٹ کر میرے دربار میں بھیج دو۔ اس زمانہ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اکثر اوقات اپنے بزرگوار نانا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مبارک پر عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیعت سے انکار

ولید، حاکم مدینہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یزید کے خط کا مضمون اول سے آخر تک پڑھ سنایا فرزند رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یزید کی بیعت سے کھلم کھلا انکار کیا کیونکہ وہ فاسق وفاجر اور ستم گار شخص تھا۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بدستور قدیم اپنے جد بزرگوار کے روضہ مبارک پر تشریف لے گئے۔ شب کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر زانوئے مبارک پر رکھے ہوئے بدیدۂ پرنم فرماتے ہیں کہ اے میرے دل کے ٹکڑے اور آنکھوں کی ٹھنڈک دشمن تیری ایذا رسائی پر آمادہ ہیں عنقریب تو میدان کربلا میں بے یار و مددگار اپنا گلا کٹائے گا اور ظالموں کے ظلم بھرے ہاتھوں سے شہید ہو جائے گا میرے فرزند یہ لوگ یوم قیامت میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو یہ خواب دیکھتے ہی شوق شہادت دامن گیر ہوا اور رضائے خالق پر دل کو مضبوط کر کے رضا بقضا کا نعرہ مارا۔

یزید کے خط کا مضمون

ترجمہ طبری میں مذکور ہے کہ یزید کے خط کا مضمون یہ تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جو بندگانِ خدا میں سے ایک خاص بندہ تھا اس نے وفات پائی اب میں اپنی بیعت سب لوگوں

Marfat.com

سے چاہتا ہوں۔ پس لوگوں کو چاہئے کہ بیعت میں جلدی کریں اور تاخیر کو جائز نہ رکھیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہر چند کہ ان چار شخصوں سے بیعت لینی چاہی مگر انہوں نے انکار کیا اب جس طرح ہو اول ان سے بیعت لینی چاہئے۔

جب ولید بن عتبہ کے پاس یزید کا خط پہنچا تو اس نے مروان کو بلا کر اس بارے میں مشورہ کیا مروان نے کہا اے ولید تو امیر المومنین یزید بن معاویہ کی اطاعت ہاتھ سے نہ دے اور ان چاروں حضرات کو طلب کر کے اس کا حکم سنا اگر وہ بیعت کر لیں فبہا اور اگر تاخیر کریں تو چاروں کے سر اتار کر اس کے پاس بھیج دے۔

ولید نے جواب دیا "سبحان اللہ" اے مروان حضرت فاطمہ اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے فرزندوں کے حق میں اس قسم کی بات نہ کہو ان اولوالعزم اور اہل فضل کی تصویروں کو مٹانا نہ چاہئے آخر کار ولید نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا چونکہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو پہلے ہی سے اس امر کا علم ہو چکا تھا آپ نے خیال کیا کہ نہ معلوم ولید نے مجھے کس کام کے لئے بلایا ہے اپنے ہمراہ پچاس جوان مسلح لے گئے اور سب کو دروازے پر کھڑا کر کے کہا تم ٹھہرو اور میری آواز غور سے سنتے رہو جب میں تمہیں آواز دوں فوراً چلے آنا یہ کہہ کر ولید کے پاس گئے وہ نیک مرد آپ کو دیکھتے ہی تعظیماً کھڑا ہو گیا اور یزید کا خط پڑھ کر سنایا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ خط چار آدمیوں کے نام ہے ان سب کو بلاؤ تاکہ ہم سب اکٹھے ہو کر بیعت کریں۔ ولید نے کہا بہتر۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ وہاں سے کھڑے ہو گئے۔ مروان نے کہا اے ولید امام حسین رضی اللہ عنہ کو اسی مجلس میں قتل کر ڈال اور جانے کی فرصت نہ دے امام نے سن کر فرمایا اے مروان، تو مجھے قتل نہیں کر سکتا اگر تیری ہمت اور جوانمردی تجھے میرے قتل پر ابھارتی ہے تو بسم اللہ حاضر ہوں شاید تو نے بنی ہاشم کی تلوار کی چمک نہیں دیکھی اور اسی رات حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ تشریف لے آئے۔

Marfat.com

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ روانگی

امام قرطبی اور ابی حاتم وغیرہ روایت کرتے ہیں کہ جب ولید نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تو انہوں نے صاف کہلا بھیجا کہ اب شام ہوگئی ہے ہم علی الصباح علی رؤس الاشہاد بیعت کریں گے تا کہ سب لوگ اس سے واقف ہوں اور وہاں سے دولت خانہ تشریف لا کر اعزاء و اقارب کو جمع کر کے مشورہ کیا آپ کے جملہ عزیوں اور محبوں نے عرض کی کہ آپ کے بھائی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دانستہ خلافت دی تھی اب چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں ہم آپ کے دست مبارک پر بیعت کرتے ہیں امام حسین رضی اللہ عنہ نے بڑی خوشی کے ساتھ سب سے بیعت لی اور خفیہ راتوں رات اٹھائیسویں (۲۸) رجب المرجب کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ شریف روانہ ہوئے۔

تاریخ روانگی

ابوعمر کہتے ہیں جب ماہ رجب ۶۰ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور خلافت کی مہمات یزید مقرر ہوئی تو ولید حاکم مدینہ کو حکم آیا کہ اہل مدینہ سے بیعت لو تو اس نے رات کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا آپ حضرات یزید کی بیعت کرلیں۔تو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم چھپ کر بیعت کرنا پسند نہیں کرتے کل صبح کو تمام لوگوں کے سامنے بیعت کریں گے یہ کہہ کر اپنے گھر چلے آئے اور اسی رات ہی مکۃ المکرمہ روانہ ہو گئے۔ اور وہ ۲۸ رجب المرجب اور یکشنبہ کی رات تھی۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ماہ شعبان، ماہ رمضان اور ماہ شوال تک مکہ شریف رہے اور یوم الترویہ یعنی آٹھ ذی الحج کو کوفہ کے ارادہ سے سفر شروع کیا۔ (علامہ ابن عبدالبر)

Marfat.com

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ نے چار ماہ شعبان المعظم کو مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کی طرف کوچ کیا پہلے والد اور والدہ کے روضہ مبارک پر جا کر کلمات رخت اور سخنان ودیعت زبان پر لائے پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رروضہ منورہ میں تشریف لائے اور کلمات رخصت فرمانے لگے۔ اس کے بعد سب مدینہ والوں سے رخصت ہوئے آپ کی مفارقت میں عموماً اہل مدینہ کو رنج تھا بالخصوص حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو تو بہت ہی بڑا رنج و غم تھا ادھر آپ کوچ کی تیاری کر رہے تھے اور ادھر تیاری کے وقت سب حاضرین کی زبان پر یہ شعر جاری تھا۔

کردۂ سفر حفظ خدا یار تو باد
فضل حق از ہمہ آفات نگہدار تو باد

الغرض سب کو نالاں اور گریاں چھوڑ کر معظّمہ میں تشریف لائے۔ جب یہ خبر کوفیوں کو پہنچی تو ان کے سرداران قبائل نے ڈیڑھ سو خط پے در پے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کی تہنیت اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے طلب میں شامل تھے بھیجے اور باہم اتفاق کر کے لکھا کہ ہم آپ پر جان و مال قربان کرنے کے لئے حاضر اور حضور کی زیارت کے ایک مدت سے مشتاق ہیں اور سب سے پیچھے جو اہل کوفہ نے معتبرین قاصدین کے ہاتھ آپ کو خط روانہ کیا اس کا یہ مضمون تھا:

اہل کوفہ کے خط کا مضمون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

للحسین بن علی من شیعة و شیعة ابیه علی امیر المومنین سلام علیك۔ اما بعد فان الناس ینتظرونك ولا رای لهم فی غیرہ العجل یابن رسول اللہ العجل۔

Marfat.com

ہم باہم متفق ہو کر سچے دل سے عرض کرتے ہیں کہ یہاں بہت سے لوگ حضور کی تشریف آوری اور ملاقات کے منتظر ہیں اور اس رائے کے سوا ہمارے خیالوں اور وہموں میں اور کوئی بات نہیں آپ بہت جلد تشریف لائیں۔

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی روانگی

جب اس قسم کے خطوط اور اکثر ایلچی یہاں جمع ہوئے تو آپ نے انہیں مختصر طور پر جواب لکھا اور اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی طرف روانہ فرمایا تا کہ ان لوگوں کی وفاداری اور دوستی ملاحظہ فرمائیں چلتے وقت ان سے یہ بھی فرمایا کہ وہاں کے لوگوں کی مفصل کیفیت جاتے ہی لکھ بھیجنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مشورہ

طبری میں مذکور ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے جملہ خطوط حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دکھائے انہوں نے فرمایا میری رائے میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ تو یہیں تشریف رکھیں اور اول اپنی طرف سے ایک وکیل وہاں بھیج دیں تا کہ وہ ان کو اچھی طرح دیکھے کہ کس چیز پر ہیں اور کیا ارادہ رکھتے ہیں کیونکہ اہل کوفہ بڑے بے وفا ہیں۔ آپ کو معلوم نہیں، یہ وہی لوگ تو ہیں جنہوں نے آپ کے والد کے ساتھ ظلم و جفا کی۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تابعدار میں سے بارہ ہزار آدمی میرے ہمدم اور ہمقدم ہیں اور میری اطاعت و بیعت کا ربقہ اپنی شوق کی گردنوں میں ڈالنے پر آمادہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے صاحبزادے اس جمعیت پر کبھی بھروسہ نہ کریں امتحان مشروط ہے۔ اگر آپ ضرور ہی جانا چاہتے ہیں تو کسی کو پہلے بھیج کر دیکھیں اگر آپ کا قاصد ان لوگوں کا حسن سلوک تحریر کرے اور وہ اس کے مطیع فرمان ہوں پھر آپ شوق سے جائیں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ہے رائے بہتر اور صواب معلوم

Marfat.com

ہوتی ہے۔ یہ مشورہ ترجمہ طبری کے علاوہ اور کسی کتاب میں نہیں دیکھا گیا ہے۔

اہل کوفہ کی حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت اور خط

آپ نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو بھیجنے پر مجبور کیا اور فرمایا وہاں جا کر ایک گوشہ میں بیٹھنا اور بشرط اس کے کوفی تمہاری اطاعت کریں مجھے طلب کرنا۔ تا کہ میں بھی پہنچوں۔ پس جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کوفہ میں پہنچے اور ایک محفوظ گوشہ میں بیٹھے اور تمام کوفہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے پہلے ان صاحب کو اپنی بیعت کے لئے بھیجا ہے اور پیچھے وہ بھی تشریف لا رہے ہیں تو اس وقت ایک کثیر جماعت اور جم غفیر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئی اور بارہ ہزار لوگوں سے زیادہ نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور بظاہر سب نے ان کے ساتھ محبت کا دم اور دلاسہ کا نعرہ مارا جب تیس ہزار لوگوں کے قریب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں جمع ہو گئے تو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنا اور کوفے کے بڑے بڑے سرداروں جیسے سلیمان بن شرط اور مسیب بن ناعیہ اور رفاعہ بن شداد اور حبیب بن مطہر اور ہانی بن عروہ وغیرہ کا خط بایں مضمون امام ہمام کی خدمت میں روانہ کیا کہ۔

تمام اہل کوفہ میرے یہاں آنے سے بہت خوش اور آپ کے دیدار کے منتظر ہیں اور ایک ایک شخص آپ کا آرزومند ہے۔

جب یہ خط حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا آپ نے بے حد خوشی کے ساتھ کوچ کا پکا ارادہ کیا اور حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ تم مطمئن رہو میں بہت جلد آ رہا ہوں۔ پس دوسرے روز قاصدوں کو رخصت کیا اور جس قدر آپ کے رفیق اور عقیدت مند بصرہ میں موجود تھے ان سب کے پاس اپنا غلام بھیجا اور بصرہ کے سرداروں کو جیسے احنف بن قیس اور مالک بن شریح اور سعید بن عمر کو تاکیدی خط لکھا کہ جو تمہارے عقیدت مندوں میں سے

Marfat.com

ہیں اور جو ہماری دوستی کا دم بھرتے ہیں وہ سب کوفہ میں جمع ہو جائیں۔ اُدھر امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوچ کیا یہاں تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بلا خوف وخطر کوچ کیا ادھر قضاؤ قدر نے کچھ اور ہی رنگ جمایا یعنی حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں بچوں خورد سال کو بے رحم کوفیوں نے شہید کر ڈالا۔

یزید کو عبداللہ کا خط اور یزید کی پریشانی

''تہذیب التہذیب'' اور ''ترجمہ طبری'' میں ہے کہ یزید کے دوستوں میں سے ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن مسلم تھا۔ حضرت نعمان بن بشیر ''حاکم کوفہ'' کے پاس جا کر کہا کہ اے نعمان دس روز ہوئے کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے ہیں اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت لے رہے ہیں اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی آ رہے ہیں اور تیرے لئے لازم ہے کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر یزید کے پاس بھیج دے چونکہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے کامل نصیبہ آور وافر بہرہ پائے ہوئے تھے یہ سنتے ہی کلیجہ میں چوٹ سی لگ گئی اور کہا اے عبداللہ اگر لوگ ان کو چھپائیں گے میں ظاہر نہ کروں گا اگر وہ میرے ساتھ جنگ کریں گے میں ہرگز نہ کروں گا۔ یہ سن کر عبداللہ بن مسلم نہایت دلبرداشتہ ہو کر باہر نکل آیا اور بطور خود یزید کو ایک خط بایں مضمون لکھا کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ میں آئے ہوئے ہیں اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی آنے والے ہیں لوگوں کی بہت جمعیت ان کے ہمراہ ہے میں نے حضرت نعمان والی کوفہ سے یوں کہا اور اس نے یہ جواب دیا تو بہت جلد کوفہ کے لئے کوئی اور امیر بھیج۔ یزید اس خبر کے سننے سے بے حد پریشان ہوا۔

لوگوں کا بیعت کرنا

تاریخ ابی ابن حاتم وغیرہ میں آیا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت مسلم

Marfat.com

بن عقیل رضی اللہ عنہ کو تو کوفہ روانہ فرمایا اور آپ تہیہ اسباب میں مشغول ہوئے۔ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ منازل طے کر کے کوفہ پہنچے اور مختار بن عبیدہ کے مکان میں اترے پھر ہانی بن عروہ کے گھر تشریف لے گئے یہاں بقول بعض اٹھارہ ہزار لوگ اور بقول بعض تیس ہزار اور بقول بعض چالیس ہزار لوگوں نے ان سے بیعت کی اور جب یزید پلید کو اس کی خبر لکھی گئی تو سخت حیران ہوا۔

گورنر کوفہ معزول اور ابن زیاد مقرر

ترجمہ طبری میں ہے کہ جب یزید نے وہ خط پڑھا تو اپنے باپ کے مولا کو جس نے یزید کی پرورش کی تھی بلا کر کہا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میری مخالفت کے لئے مکہ سے آ رہے ہیں اگر کوفہ میں آ گئے تو یہ سمجھنا کہ عراق ہاتھ سے جاتا رہا ایسا کوئی شخص تجویز کرو جو ان کے اعوان و انصار کو قتل کر ڈالے اور یہ فتنہ کی آگ اور فساد کا شعلہ دب جائے اس نے کہا یہ کام بجز عبید اللہ بن زیاد کے اور کسی سے نہ ہوگا۔ پس یزید پلید نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو فوراً معزول کر کے حاکم بصرہ عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ اور عراق کی امارت پر مقرر کر کے بھیجا اور بتاکید لکھا کہ بصرہ میں کسی کو اپنا خلیفہ کر کے کوفہ میں بہت جلد پہنچ کر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو اور جنہوں نے اس سے بیعت کی ہے سب کو قتل کا شربت پلایا پھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اگر ملاقات ہو تو ان سے بیعت لے اگر وہ بیعت سے انکار کریں تو فوراً ان کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دے۔

''فصول المھمہ'' میں ہے کہ ان دنوں یزید، عبید اللہ بن زیاد سے ناخوش تھا اور اس کو بصرہ سے عنقریب معزول کرنا ہی چاہتا تھا مگر اس مہم کے انجام کے لئے اسے لکھا کہ میں نے بصرہ کا حاکم تجھے برقرار رکھا اور مزید برآں کوفہ کا تمام اختیار تجھے دے دیا۔

Marfat.com

اہل بصرہ کو ابن زیاد کا دھمکی دینا

ترجمہ طبری وغیرہ میں بھی لکھا ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد اس سے بہت خوش ہوا اور اپنے بھائی عثمان کو بصرہ میں اپنا نائب بنا کر کوفہ کا ارادہ کیا اسی رات کو مسلم بن جارود، عبید اللہ بن زیاد کے پاس آ کر کہنے لگا کہ یہاں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا ہے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوستوں اور مہتران بصرہ نے اسے پوشیدہ رکھا ہوا ہے اگر تو وہاں جائے تو شاید وہ لوگ تیرے ڈر سے اسے ظاہر کر دیں۔ عبید اللہ بن زیاد نے اسی رات کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے غلام سلیمان نامی شخص کو بلایا اور مار پیٹ کی وجہ سے اس سے اقرار کرایا اور آمد و رفت کی خبر سے پرسان حال ہوا اس نے مجبور ہو کر کہا بیشک میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاصد ہوں اور ان کا خط اہل بصرہ کے پاس لایا تھا اس موذی نے دوسرے دن تمام اہل بصرہ کو جمع کر کے کہا مجھے اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ تم میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا اور ان کا خط لایا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کو پکڑا اور اس سے اقرار کرایا تم میری سفا کی اور بیبا کی اچھی طرح جانتے ہو۔ دیکھو اب میں کوفہ جا کر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور ان کے تابعین کو کس طرح تہ تیغ کرتا ہوں اب تم ہوشیار رہو اور آگاہ ہو جاؤ یہ کہہ کر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاصد سلیمان کو اسی مجمع میں بلا کر آرہ سے دو پارہ کر ڈالا اور کہا جن لوگوں کے پاس حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خط آیا ہے انہیں بھی اسی طرح قتل کر دوں گا۔

الغرض عبید اللہ بن زیاد بصرہ سے کوفہ پہنچا اور لوگوں کو بہت ڈرایا دھمکایا یہاں تک کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی جماعت کو بالکل پریشان اور تتر بتر کر دیا۔

ابن زیاد کا مکاری سے کوفہ آنا

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ عبید اللہ ابن زیاد بے حد سپاہ لے کر کوفہ روانہ ہوا جب

Marfat.com

مقام قادسیہ میں پہنچا تو لشکر سے علیحدہ ہو کر حاجیوں کی صورت بنا کر ایک بڑا سا عمامہ سر پر رکھ کر اونٹ پر سوار ہو کر مغرب و عشاء کے درمیان اس رستہ سے جہاں سے حاجی آتے ہیں آیا۔

نیز تاریخ طبری اور دیگر کتب میں جن سے یہ بیان کیا گیا ہے مذکور ہے کہ ابن زیاد صرف دس سواروں کے ساتھ آیا چونکہ اہل کوفہ برابر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کے منتظر تھے اور مردود اس راہ سے آیا جہاں سے قافلہ حجاز آتا ہے اس وجہ سے اسے دیکھ کر سب کو یقین ہو گیا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں دیکھتے ہی سلام اور مرحبا کے نعرے مارنے لگے اور قدمت خیر قدوم کا دم بھرنے لگے اور خوشی خوشی ''یا ابن رسول اللہ قدمت خیر قدوم کہتے اور دف بجاتے ہوئے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیال میں اس مردود کے آگے آگے قدم اٹھائے چلے جاتے تھے اور ہر ایک اپنے گھر میں اتارنے کی استدعا کرتا تھا مگر یہ ملعون خاموشی سے چلا جا رہا تھا اور کسی کا جواب نہ دیتا تھا ہاں یہ بات بخوبی سمجھ گیا کہ انہوں نے حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم مجھے سمجھا ہے اور اگلے دلوں میں امام کی بڑی محبت جمی ہوئی ہے۔ غرضیکہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کوفہ کے دارالامارت میں گیا۔

دارالامارت میں داخل اہل کوفہ کو ڈرانا دھمکانا

ترجمہ طبری میں مذکور ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد، دارالامارۃ میں پہنچا تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے دارالامارت کا دروازہ بند کر لیا اور ہجوم خلائق کی وجہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا اور گھبرا کر بآواز بلند کہا اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ یہاں سے کسی اور جگہ تشریف لے جائیں آپ کے لئے یہاں ہرگز مناسب نہیں پھر عبید اللہ بن زیاد کے لوگوں نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کو بہت سی گالیاں دیں اور سختی کے الفاظ سے یاد کیا اور چاہا کہ

Marfat.com

زبردستی دروازہ توڑ کر اندر چلے جائیں حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں کبھی دروازہ نہ کھولوں گا میں اس امر کو ہرگز جائز نہ رکھوں گا کہ سیدنا حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہم میرے کوٹھے پر قتل کئے جائیں اس وقت عبید اللہ بن زیاد ملعون سے ضبط نہ ہو سکا سر سے عمامہ اتار کر پھینک دیا اور غصہ سے کہا اے نعمان تجھ پر خدا کی لعنت ہو جلدی دروازہ کھولو پھر تو جو لوگ اس کے ہمراہ تھے اور اسے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ خیال کئے ہوئے تھے ان کے رنگ فق ہو گئے چھکے چھوٹ گئے بالکل پسپا ہو گئے اور حضرت نعمان نے دروازہ کھول دیا۔ پس عبید اللہ دارالامارۃ میں داخل ہوا اور صبح ہوتے ہی اس نے تمام لوگوں کو مسجد میں جمع کر کے اول اپنی سرداری کا فرمان ریاست کا حکمنامہ پڑھ کر سنایا پھر تمام حاضرین کو یزید کی مخالفت اور حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی موافقت پر بے حد تخدیر اور لاانتہا تخویف دلائی اور باوجود قلت سپاہ ایک ہی دن میں تمام لوگوں کو پریشان کر دیا۔

فائدہ: بعض روایات میں ہے کہ جب ابن زیاد قصر امارت میں داخل ہوا تو رات وہیں بسر کی اور سوچتا رہا کہ صبح کو کون سی چال چلوں جس سے کوفیوں پر فتح ہو اور کوئی حیلہ کروں جس سے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالوں۔ غرضیکہ صبح ہوتے ہی سب لوگوں کو جمع کیا فصال وجال وقال وحال اور ایک بڑی جماعت اہل کوفہ کو عبرت کے لئے قتل کر دیا۔ واللہ اعلم (محمد عبدالاحد قادری)

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور حضرت ہانی رضی اللہ عنہا کی شہادت

روایت ہے کہ جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے کوفے کی مسجد میں نماز مغرب کی نیت باندھی تو اس وقت تک آپ کے ہمراہ پانچ سو آدمی تھے مگر سلام پھیرنا تھا اور اپنے آپ کو تن تنہا دشمن کے ہاتھ میں دیکھنا اس وقت نہ کوئی مونس وغمگسار کوفیوں کی بے وفائی سے جگر خستہ اور دلفگار جس طرف جاتے راہ نہ پاتے اور جدھر دیکھتے قضا کو سامنے پاتے آخر الامر آپ نے

Marfat.com

حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کے گھر پناہ لی۔ یہاں عبید اللہ بن زیاد کو خبر پہنچی اس بد بخت نے حضرت ہانی رضی اللہ عنہما کو بلایا اور حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی خبر پوچھی ہانی نے کہا بیشک آج کی رات حضرت مسلم رضی اللہ عنہ میرے گھر میں پناہ گزیں ہیں۔

ترجمہ طبری میں یوں ہے کہ عبید اللہ ملعون نے حضرت ہانی بن عروہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر پوچھا کہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ تیرے گھر میں چھپے ہوئے ہیں۔ حضرت ہانی رضی اللہ عنہما نے انکار کیا عبید اللہ نے کہا تو قسم کھا۔ حضرت ہانی رضی اللہ عنہما نے قسم کھائی عبید اللہ نے ہانی کو حوالات میں بند کر دیا اور کئی لوگوں کو ہانی کے گھر بھیجا انہوں نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا اور گرفتار کر کے عبید اللہ کے پاس لائے عبید اللہ نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور حضرت ہانی رضی اللہ عنہما دونوں کو حوالات میں رکھا اور مخلوق کثیر پچاس ہزار لوگوں سے زیادہ جمع ہو گئے۔ پس عبید اللہ نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور حضرت ہانی رضی اللہ عنہما کی گردن مار کر کوٹھے سے نیچے پھینک دیں۔

تاریخ ابی حاتم وغیرہ میں حضرت ہانی رضی اللہ عنہما کا حضرت مسلم رضی اللہ عنہ سے پہلے قتل کیا جانا مذکور ہے اور اس کا تتمہ یوں ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد بے رحم نے حضرت ہانی بن عروہ کو لوگوں کی عبرت کے لئے قتل کر ڈالا اور جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ تیس ہزار آدمیوں سمیت عبید اللہ بن زیاد کے قتال وجدال کے لئے چل پڑے مگر جب ابن زیاد نے لوگوں کا ہجوم اور لشکر کی کثرت دیکھی تو خلاب اندیشہ میں دھنس گیا اور کہا کوئی ایسی مصلحت آمیز تدبیر کرنی چاہیے کہ باوجود قلت سپاہ محفوظ و مامون رہیں۔ پس بجز قلعہ میں بند ہونے کے اور کوئی بھی تدبیر نہ سوجھی اور ادھر جب حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ابن زیاد کے قلعہ تک پہنچے تو آپ کے سب ہمراہی بھاگ نکلے صرف تین سو لوگوں کے قریب ساتھ رہے۔ آپ یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوئے اور دائیں بائیں حیرت کی نگاہوں سے دیکھنے

Marfat.com

لگے۔ کہ آپ کے شیعان بھاگے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ دس بارہ آدمیوں سے زیادہ آپ کے پاس کوئی نہ رہا تب تو آپ پریشان ہو کر چلا اٹھے اور فرمایا اے لوگوں تم نے متواتر ڈیڑھ سو خط بھیج کر ہم کو بلایا اور اب دشمنوں کے ہاتھ میں چھوڑ کر چلتے بنے ابھی دو ہی قدم پیچھے ہٹے ہوں گے کہ وہ بارہ آدمی بھی چلے گئے یہاں ابن زیاد قلعہ کی کھڑکی سے بیٹھا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا اتنے میں رات کی تاریکی نے آسمان کے کناروں اور اربعہ جہات کے اطراف کو گھیر لیا۔

حضرت مسلم ایک بوڑھی عورت کے مہمان اور اس کے بیٹے کی بغاوت

اس وقت حضرت مسلم رضی اللہ عنہ تنہا عبید اللہ بن زیاد کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے کہ ایک بوڑھی عورت طوعہ نامی کا دروازہ آپ کو نظر آیا اس کے پاس تشریف لے گئے اور پانی مانگا اس نے پانی پلایا اور آپ کا حسب ونسب دریافت کیا۔ فرمایا میں ایک شخص گرفتار غمزدہ غریب الوطن اجڑے ہوئے خاندان نبوت کا ایک بجھتا ہوا چراغ ہوں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا چچازاد بھائی اگر تو اس رات مجھے اپنے گھر جگہ دے گی اللہ تعالیٰ اس کے عوض تجھے بہشت عطا فرمائے گا اس عورت فرخندہ خصال نے آپ کی بہت تعظیم کی۔ اور اپنے گھر میں لے جا کر کھانا پانی کھلا کر حفاظت سے ایک علیحدہ مکان میں رکھا شام کو اس کا بیٹا تیرہ دل گھر میں آیا۔ اور اپنی ماں کو ایک عظیم الشان مہمان کی خدمت میں مصروف پا کر پوچھا تیری ایسی خوشی کا کیا باعث اور سرور کی کیا وجہ ہے اس نے جواب دیا اے بیٹا اگر خوشی سے کلاء افتخار کا گوشہ آسمان پر پہنچاؤں اور مسرت سے پھولی نہ سماؤں تو سزاوار اور لائق ہے آج حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے میرے خانہ بے فروغ کو رشک بستان افروز بنا دیا ہے۔ دیکھ بیٹا میں نے اپنی سعادت آخرت جان کر انہیں چھپا رکھا ہے۔

Marfat.com

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا مقابلہ

ابن زیاد بدنہاد کی فوج ان کی متلاشی ہے کہیں کسی سے ان کا حال مت کہنا۔ وہ سنگدل سن کر رات کو تو سو رہا اور صبح ہوتے ہی ابن زیاد کے پاس جا کر حضرت مسلم کا احوال ظاہر کر دیا۔ اس ملعون نے فوراً محمد بن اشعث کو آٹھ لوگوں سمیت حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے گرفتار کرنے کو بھیجا۔ محمد بن اشعث نے آتے ہی طوعہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ مصلے سے اٹھے اور سلاح جنگ نازک بدن پر آراستہ کر کے میان سے تلوار لی اور رگ ہاشمی ایسی جوش میں آئی کہ شیر غراں اور فیل ژہان کی طرح گھر سے باہر نکل کر اس گروہ وخیمت پروہ اور اس جماعت روباہ خصلت پر حملہ کیا اور ایک ہی حملہ میں اکثر لوگوں کہ جہنم واصل کر دیا جس طرف تلوار پکڑ کر حملہ کرتے تھے برابر دس پانچ شقیوں کو اپنی تیغ بیدریغ کا علف کرتے تھے اور آپ پر کسی کو حملہ کرنے کی مجال نہ تھی البتہ وہ بے دین دور ہی سے تیر چلاتے اور در و بام پر سے پتھر مارتے تھے آخر کار محمد بن اشعث اور اس کے ہمراہیوں نے آپ سے صلح کر لی اور امن دے کر باہم اتفاق کر کے کہنے لگے بہر خدا آپ تلوار کو میان میں رکھیں اور ہمارے ساتھ دار لامارۃ تک قدم رنجہ فرمائیں غرضیکہ اس مکر وحیلہ سے آپ کو گھر سے باہر لائے اور ابن زیاد کے پاس لے گئے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ تہلیل وتکبیر میں مشغول ہوئے اور

اللھم احکم بیننا وبی قومنا دعونا و کذبونا حسہ دفعت الی مادفعنا ثم خربونا۔

ترجمہ: ''اے اللہ ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ حکم کر پہلے تو ہمیں خود ہی بلایا پھر خود ہی تکذیب کے درپے ہوئے ہم ہر چند کہ طرح طرح سے واضح کرتے رہے مگر یہ لوگ انکار کرتے رہے''۔

Marfat.com

پڑھتے ہوئے اندر تشریف لے گئے۔ پس حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی ایک دیوار کے کنارہ پر گردن ماری اور آپ کی لاش لوگوں کے روبرو ڈال دی اور اسی وقت حضرت ہانی کو بھی شہید کیا۔ پھر حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت ہانی بن عرہ کا سر ہانی بن وجیہ اور زبیر بن ارواح تمیمی کے ساتھ یزید کے پاس بھیجا اس ملعون نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور حضرت ہانی رضی اللہ عنہما کا سر باغیوں کے سر کی مانند کوچہ بازار میں پھرایا جس سے نابکار کوفیوں کے دل میں یوں بھی آیا ہے کہ اثناء ہیبت و وقار بیٹھ گیا۔

کون سنائے گا داستان شہادت

دیگر کتب میں تذکرہ وغیرہ بعض روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ اثناء قتال ہی میں کسی ملعون نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی نورانی پیشانی پر ایک پتھر ایسا تاک کر مارا کہ تمام کپڑے خون میں تر بتر ہو گئے اس وقت آپ روبقبلہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے حسین بن علی رضی اللہ عنہ تمہیں کچھ مسلم خستہ جگر اور اپنے قاصد دل سوختہ کی بھی خبر ہے آپ کو کیا معلوم ہے کہ مجھ پر کیا گزری۔ افسوس میرا تو یہاں یہ حال ہے کہ مگر سب سے بڑا آپؓ کا خیال ہے۔ کاش میرے پاس اس وقت کوئی ایسا قاصد ہوتا جو آپ کو یہاں آنے سے روکتا حیف جناب کو میرا حال زار کون سنائے گا اور میری خبر شہادت آپ تک کون پہچائے گا۔ غرض کہ پھر تو گروہ اشقیا اور جماعت ناحق آشنا نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کو زخموں سے چور چور کر ڈالا حتیٰ کہ آپ کو حملہ کی طاقت نہ رہی پھر آپ دیوار سے تکیہ لگا کر روبقبلہ ہو بیٹھے کہ اتنے میں ایک شقی بدذات نے آپ کے نورانی چہرے پر ایسا ہاتھ مارا کہ لب مبارک کٹ کر گر پڑا مگر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے سنبھل کر اس حالت میں اپنی تیغ جہاں سوز سے اسے واصل جہنم کیا پھر تو عقیل کے چاند پر ظلم کی گھنگھور گھٹا امنڈ آئی اور ستم کی آندھی چاروں طرف سے آ گئی ہر جانب سے نیزہ و شمشیر کا مینہ برسنے لگا۔ جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نیم جان ہو گئے اور دم واپسی باقی رہا تب

Marfat.com

اشقیا نے آپ کو اٹھا کر ابن زیاد بدنہاد کے پاس پہنچایا اس بد بخت نے (۳) ذی الحجہ کو آپ کا سر معہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سر کو یزید پلید کے پاس شہر دمشق میں بھیج دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اب اس غریب الوطن مسافر راہ عدم کے تن بے سر کی تجہیز و تکفین کون کرے اور آپ کی خبر شہادت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تک کون پہنچائے اور شہر کوفہ میں آپ کے غم میں کون آنسو بہائے۔

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے بچوں کی تلاش

روایت ہے کہ جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ شہادت پا چکے تو ابن زیاد بدنہاد نے ہر گلی کوہ میں ڈھنڈورا پٹوایا کہ میں نے سنا ہے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے دو صغیر سن بچے اسی شہر میں روپوش ہیں جو شخص ان دونوں کے سر کاٹ کر دارالامارۃ میں پیش کرے گا مورد انعام اور محل احسان ٹھہرے گا بخلاف اس کے جس کے گھر میں وہ مخفی ہوں گے اس کا گھر لوٹ لیا جائے گا وہ عزیز جان سے مارا جائے گا اس منادی کو سن کر بہت سے اوباش کوچہ گردن اٹھائی گیرے در و بام تکنے لگے اور چیونٹیوں کی طرح زمین میں نقب لگانے لگے یہ دونوں صاحبزادے قاضی شریح کے گھر میں جو اہل بیت سے دلیل محبت کرنے والا تھا کے گھر محفوظ تھے۔ قاضی نے اس منادی کو سن کر دونوں صاحبزادوں کو اپنے پاس بلایا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا محمد اور ابراہیم قاضی کو روتے دیکھ چلا اٹھے اور نہایت غمگین ہو کر رونے کا سبب پوچھنے لگے اس نے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کا سر دمشق میں روانہ کرنے کی ساری کیفیت بیان کی اتنا کہنا تھا اور ان یتیموں مجبور الوطنوں بے کسوں کا بغلگیر ہو کر زار زار رونا پھر قاضی نے منادی کا حال اور ان کی تلاش میں گرہ بد مآل کا تفحص کرنا سنایا اور کہا اے یتیم بچوں غریب الوطن کے فرزند و مصلحت امر اس میں ہے کہ آج تمہیں مدینہ کے قافلہ کے

Marfat.com

ساتھ روانہ کردوں گا۔

صاحبزادگان کی مدینہ روانگی

چنانچہ جب شام ہوئی تو قاضی نے اپنے لڑکے کو ان دونوں صاحبزادوں کے ہمراہ کر کے کہا کہ بیٹا دروازہ عراقین سے ایک قافلہ مدینہ طیبہ کو جا رہا ہے وہاں جا کر کسی صالح مرد اور نیک بخت شخص کے ان دونوں صاحبزادوں کو سپرد کر دینا اور ہوشیاری کے ساتھ قافلہ میں روانہ کر دینا۔ قاضی کا بڑا لڑکا اسد نام دونوں کو ہمراہ لے کر مقام پر آیا مگر تقدیر کی خوبی سے قافلہ کوچ کر چکا تھا اس کا گرد وغبار سامنے اڑتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ اسد نے کہا صاحبزادوں دیکھو وہ سامنے قافلہ جا رہا ہے جلدی دوڑو اور اس میں جا ملو یہ تو بتلا کر ادھر آیا ادھر قضا وقدر نے اور ہی ڈھنگ دکھایا یعنی چونکہ رات کا وقت تھا اور غم کی گھنگور گھٹا اور رنج کی کال بدلی چاروں طرف جھوم جھوم کر آ رہی تھی دونوں یتیم بچے راہ بھول گئے اتفاقاً ابن زیاد بداعتقاد کے پیادے دونوں شہزادوں کو پکڑ کر کوتوال شہر کے پاس لائے اس نے اسی وقت حوالات میں بھیج دیا اور بے رحم نے بے حد بیباکی اور نہایت سفاکی کی وجہ سے یتیموں کی مظلومی اور بے کسی پر اصلاً رحم نہ کیا۔

محب اہل بیت داروغہ

قید خانہ کا داروغہ ایک مسلمان پرہیزگار مشکور نامی محب اہلبیت اطہار تھا اس نے ان دونوں آفت رسیدہ مظلوموں کو گلے سے لگایا اور دلاسہ تسلی دے کر اپنے پاس بٹھایا جب رات ہوئی تو اپنے ہمراہ دونوں شہزادوں کو لے کر مقام قادسیہ میں آیا اور اپنی انگوٹھی بطور نشانی دے کر کہا کہ قادسیہ میں پہنچ کر میرے بھائی کو تلاش کرنا وہ تمہیں مدینہ طیبہ بلاخوف و خطر پہنچا دے گا یہ دونوں بیچارے مصیبت کے مارے قضا سر پر سوار خود پیادے مشکور سے رخصت ہو کر چل نکلے مگر قضا وقدر کے دائرہ سے کسی کا پاؤں کبھی باہر نکلا ہے۔ دونوں راہ

Marfat.com

پیمائے ملک عدم رات بھر چلے مگر صبح کو جہاں سے چلے تھے پھر وہیں اپنے آپ کو دیکھا تو خوف کے مارے ایک کھوکھلے درخت کی کھوہ میں جا چھپے اور حضرت زکریا علیہ السلام کی طرح رضا وتسلیم کے عرصہ میں قدم جمائے رہے۔

چشمہ کے کنارے پر

اس درخت کے قریب ایک پانی کا چشمہ بھی بہتا تھا۔ جب روز روشن ہوا تو ایک لونڈی آفتابہ لے کر چشمہ پر آئی شاید ان دونوں نونہالان باغ کا اس چشمہ میں عکس پڑتا ہوگا دیکھ کر حیران رہ گئی اور اِدھر اُدھر جستجو کے بعد اس درخت کے پاس آ کر کیا دیکھتی ہے کہ دو صاحبزادے جن کی نورانی پیشانی سے سعادت کا آفتاب درخشاں اور ناصیہ سیم سیما سے نیک بختی کے آثار تاباں ہیں درخت کی کھوہ میں چھپے بیٹھے ہیں ان سے پوچھا اے صاحبزادوں تم کون ہو اور کس اجڑے ہوئے باغ کے پھول ہو ان دونوں یتیموں نے ہمدرد کی آواز سن کر اپنا سارا حال بیان کیا۔

محبہ اہل بیت

لونڈی حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کا نام سن کر مضطربانہ اپنی بی بی کے پاس آئی اور سارا قصہ بیان کیا بی بی تو اہلبیت کے نام پر جان و مال پہلے ہی سے قربان کر چکی تھی۔ بولی جلد جا اور ان دونوں یتیموں کو فوراً لے آ۔ لونڈی آئی اور بہت سا دلاسا اور دلجوئی کر کے ہمراہ لے گئی۔ اس بی بی فرخندہ خصال نے اس خوشی میں لونڈی کو تو آزاد کیا اور آپ خوشی خوشی ان کی خدمت گزاری میں مصروف ہوئی اور مہربان ماں کی طرح کہتی تھی اے بیکساں مظلوم اے فرزندان معصوم تم گھبراؤ نہیں میں تمہارے لئے جان دینے سے بھی دریغ نہ کروں گی۔

غرضکہ اپنے ہاتھ سے کھانا کھلا کر ایک علیحدہ مکان میں آرام سے سلا دیا رات کو اس عورت کا شوہر جو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کا متلاشی تھا گھر میں آیا اور بغیر کھانا کھائے سرِ شام ہی سے سو رہا۔

Marfat.com

صاحبزادوں کا خواب اور شہادت

جب آدھی رات گزری تو ان دونوں صاحبزادوں میں سے بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو جگا کر کہا اے برادر اب سونے کا وقت نہیں رہا۔ میں نے ابھی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضور روضہ جنان میں جناب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ گلگشت کر رہے ہیں اور بہشت کی خوبصورت وادیوں اور جدولوں پر ٹہل رہے ہیں ہمارے والد اور ہم بھی وہاں موجود ہیں مگر جس وقت جناب کی نظر ہم دونوں پر پڑی تو آپ نے فرمایا اے مسلم تم چلے آئے اور ان دونوں بچوں کو تنہا ظالموں میں چھوڑ آئے۔ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ بھی میرے پیچھے پیچھے حاضر ہونے والے ہیں۔ سوائے بھائی یہ خواب یقین دلاتا ہے کہ ہم دونوں بھی والد مکرم کی طرح شہادت پائیں گے اور جنت کو سدھار جائیں گے یہ کہہ کر دونوں باہم بغلگیر ہو کر ایسے چلا کر روئے کہ ان کی دردناک آواز سے اس حارث کمبخت کی آنکھ کھل گئی۔ عورت سے پوچھا آج گھر میں کون ہے وہ نیک بخت اس کمبخت کے جاگنے سے ڈر گئی اور کچھ جواب نہ دیا تب اس تیرہ دل نے خود اٹھ کر چراغ جلایا اور جہاں یہ دونوں یتیم بچے رو رہے تھے آیا دیکھا کہ دونوں صاحبزادے دست و بغل ہو کر رو رہے ہیں پوچھا تم کون ہو؟ چونکہ وہ بے چارے آفت کے مارے اس گھر کو پناہ کی جگہ سمجھے ہوئے تھے بیساختہ بول اٹھے کہ ہم فرزندانِ مظلوم حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہیں باپ کی جدائی میں بکثرت مغموم ہیں اس بے رحم نے صاحبزادوں کے عنبرین گیسو جن کی خوشبو سے خطا و ختن معطر تھی پکڑے اور قسم قسم کی ایذارسانی کے ساتھ گھر سے باہر لایا اور فرات کے کنارہ پر دونوں مظلوموں کو ذبح کر ڈالا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی شہادت ذی الحجہ ۶۰ ہجری میں واقع ہوئی اور یہ ہی تاریخ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کی ہے۔ (سعادت الکونین فی فضائل الحسنین)

Marfat.com

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عراق کی طرف ہجرت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منع کرنا

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پر جب اہل کوفہ بیعت کر چکے اور حضرت مسلم رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی طلبی کا خط لکھا تو ساقی کوثر اور سردار جنت یعنی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سفر سے مانع ہوئے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ سے فرمایا اے نور دیدۂ بتول اور اے لخت جگر رسول آپ عراق کی جانب تشریف نہ لے جائیں اہل کوفہ سے ملاقات کا ارادہ نہ کریں یہاں سے خروج نہ کریں دیکھئے اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دین و دنیا کا مختار بنایا تھا مگر آپ نے دنیا پر تھوکا اسے قبول نہ کیا آپ بھی چونکہ جگر پارۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اس پیرزال دنیا پر لات ماریئے اور ہرگز التفات نہ کیجئے۔ نیز اہل کوفہ کی کج ادائی اور بے وفائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ سے اسے اس وقت تک شہرہ آفاق ہے کوئی مخفی بات نہیں۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہ مانا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کو گلے سے لگایا اور رو کر رخصت کیا اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوواقعد لیثی رضی اللہ عنہ نے بھی اس بات میں آپ سے گفتگو کی اور اس سفر سے منع کیا مگر امام نے کسی کی نہ مانی اور سفر کی تیاری کر دی۔

ابوعمرو بن حارث مخزومی کا مشورہ

ابوعمرو بن حارث نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ میں ایک ضروری

Marfat.com

کام کی غرض سے آیا ہوں اور خیر خواہی کے طور پر ایک گزارش کرتا ہوں اگر آپ مجھے اپنا ناصح و خیر خواہ سمجھیں تو جو حق مجھ پر واجب ہے اسے ادا کروں اور اگر آپ کو میری خیر خواہی پر اعتماد نہیں تو پھر جو امر پیش کرنا چاہتا ہوں اس سے باز رہوں۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہو۔ اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ عراق جانے کا ادارہ رکھتے ہیں مجھے ڈر لگتا ہے آپ ایسے شہر میں نہ جائیں جہاں یزید لعین کے عمال اور امراء میں ان کے پاس بیت الاحوال میں آج کل درہم و دینار کے پجاری ہیں مجھے سب سے زیادہ اس بات کا خوف ہے کہ جن لوگوں نے آپ سے مدد کا وعدہ کیا وہ کہیں آپ کے ساتھ مقابلہ نہ کریں اور جن کو آپ دوست سمجھتے ہیں وہ آپ کے دشمن نہ بن جائیں۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے آپ نے اچھی نصیحت کی ہے۔ (لیکن آپ نے تو مصمم ارادہ کر لیا تھا اور ناصح کو دعائے خیر دی ہے) اس قسم کے اور واقعات بھی کتب تاریخ میں منقول ہیں مگر بخوف طوالت ترک کر رہے ہیں۔ (محمد عبدالاحد قادری)

ہر ایک کا منع کرنا

طبری میں مذکور ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جب مکہ سے باہر نکلے تو جو شخص آپ کو دیکھتا تھا منع کرتا تھا اور کہتا تھا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کوفہ جانا مناسب نہیں آپ کوفیوں پر ہرگز اعتماد نہ کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ حرم مکہ سے کہ خانہ خدا ہے نہ نکلیں اور نہایت الحاح سے یہ بھی عرض کیا کہ اے جگر پارۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اہل کوفہ کی ظاہری بیعت پر دھیان نہ دیں دیکھئے وہ لوگ آپ کے والد اور برادر کے ساتھ کس طرح پیش آئے اور اگر آپ جاتے ہی ہیں تو اپنی بیوی بچوں کو یہیں چھوڑ جائیں کیونکہ انجام کار نہیں معلوم کیا ہونا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر کوفی آپ کے

Marfat.com

دوست ہوتے تو وہ ضرور یزید کے عامل کو کوفہ سے نکال دیتے مجھے ان کی کج ادائی اور بے وفائی خوف دلا رہی ہے کہ خدانخواستہ وہ غدار آپ کو گرفتار کر کے یزید کے پاس بھیج دیں یا وہیں قتل کر ڈالیں اور آپ کے بال بچے آپ کا یہ حال دیکھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس قسم کی بہت سی نصیحتیں پیش کیں مگر امام نے ایک نہ سنی اور جب کوفہ میں جانے کا مصمم ارادہ اور جازم عزم کر چکے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے چلتے وقت صاف طور پر یہ بھی کہہ دیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخدا میرا غالب گمان ہے کہ جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے زن و فرزند احباب و اقارب کے سامنے شہید ہوئے تھے تم بھی کہیں اس سفر میں شہید نہ ہو جاؤ مگر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہ مانا۔

تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان دنوں مکہ کے امیر تھے اور اپنی امارت پر لوگوں سے آشکارا اور کھلم کھلا بیعت لیتے تھے بنا بریں دل سے خواستگار تھے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کہیں اور چلے جائیں تو یہ حکومت بلاشرکت غیرے میرے ہی قبضہ میں آجائے۔

گو بعض مورخین نے اس روایت کو شد و مد سے بیان کیا ہے مگر علماء کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے۔

حرمت کعبہ کا خیال

یہ بات تواتر سے ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دلی دوست اور مخلص محب تھے چنانچہ انہوں نے بھی اس سفر کی تصمیم سے منع کیا تھا جس کے جواب میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بارہا یہ حدیث سنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ میں ایک مینڈھا ہوگا جس کی وجہ سے کعبہ کی حرمت حلال ہو جائے گی (حدیث کے معنی یہ

Marfat.com

ہیں کہ خانہ خدا میں مینڈھے کی طرح ایک شخص کا خون ہوگا۔ پس مکہ میں قتل وخونریزی حرام ہے اس شخص کی وجہ سے حلال ہو جائے گا) مبادا وہ مینڈھا میں ہی ہوں اور میرے ہی باعث کعبہ کی بے حرمتی ہو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

ایک صحیح روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں آئے اور کچھ دیر گفتگو کرتے رہے پھر عرض کی اے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنے ارادہ اور دلی خواہش کے بارے میں اطلاع کریں کہ میں نے سنا ہے کہ آپ عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میرا یہی ارادہ ہے کہ عراق کی سیر کروں۔ کیونکہ میرے محب اور قوم کے اشراف لوگوں کی ایک بڑی جماعت نے مجھے خطوط لکھے ہیں اور اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ وہاں جاؤں اور وہ لوگ اپنے جان و مال سے میرے دشمنوں پر میری مدد کریں میں بھی ان کے پاس جانے کا وعدہ کر چکا ہوں اور اب اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں دعا کرتا ہوں۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اگر آپ کے رفیق جیسے میرے رفیق ہوتے تو ان سے کبھی عدول نہ کرتا۔ مگر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر ڈرے بھی کہ کہیں یہی لوگ مجھے متہم نہ کریں تب یہ عرض کیا آپ اگر یہ مناسب جانے تو حجاز مقدس میں رہیں اور ہمارے امیر بنیں ہم آپ کے ساتھ آپ کی خیر خواہی اور نصرت پر ہم بیعت کرتے ہیں مگر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔

اہل مکہ کا عراق جانے پر رونا

تمام ساکنین مکہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جانے سے بے حد روتے اور سر پر خاک ڈالتے تھے۔

Marfat.com

ترجمہ صواعق میں منقول ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے عراق جانے کی خبر آپ کے بھائی حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کو ہوئی جو مدینہ میں مقیم تھے وہ اس قدر روئے کہ جو طشت وضو کے لئے رکھا رہا کرتا تھا آنسوؤں سے بھر گیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں

ترجمہ طبری میں ہے کہ جب امام ہمام نے کوچ کا عزم بالجزم کر لیا تو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا کوچ کا ارادہ ظاہر کیا اور فرمایا کہ میں اپنے آپ کو مسلمانوں کے شہر میں ڈالنا چاہتا ہوں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سنتے ہی رو پڑیں اور فرمانے لگیں اے فرزند رسول تمہاری شہادت کا زمانہ نزدیک آ پہنچا ہے کیونکہ مجھے ایک دن کا ذکر یاد ہے کہ تم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنارہ عاطفت میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آپ کو لئے ہوئے نہایت مسرت کے ساتھ تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جبرئیل تشریف لائے اور فرمانے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے جسے آپ گود لئے ہوئے تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کی امت اس کو اُس بکرے کی طرح جسے قصاب ذبح کرتے ہیں قتل کرے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر بہت ہی مغموم ہوئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دشت کربلا کی خاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے کر کہا کہ اس خاک کا سرخ ہونا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت ہے چنانچہ وہ خاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دی اور فرمایا اسے ایک بوتل میں نہایت حفاظت سے رکھوائے حسین! میں نے اس خاک کو حفاظت سے رکھ چھوڑا ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تم قریب الشہادت ہو کیونکہ وہ خاک سرخ اور خون ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو سن کر دل پر درد سے ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا:

رضینا برضاء اللہ

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گریہ

''الصواعق المحرقه'' میں بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ممانعت جو ترجمہ طبری میں بعینہ بیان ہوئی ہے مذکور ہے اور یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے گریہ کر کے کہا کہ ''افوض الله'' اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی ررو ئے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک منہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا جایئے خدا کو سونپا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نہ جانے کا دوبارہ مشورہ

''تہذیب التہذیب'' کی ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ سے مکہ میں آئے ہی تھے جو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے کوفہ جانے کی خبر دریافت کی گو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے دو منزل پر تھے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے وہیں پہنچ کر امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور آگے جانے سے منع کیا لیکن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے نہ مانا اور کوفہ کی جانب تشریف فرما ہوئے۔

''تہذیب التہذیب'' میں بھی ان بزرگان مذکورین کی ممانعت منقول ہے جیسا کہ مفصلاً بیان ہو چکا ہے پھر اس کے بعد صاحب تہذیب کہتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے افسوس کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہمارا کہنا نہ مانا اور بزورِ خروج کیا وہ خود کوفیوں کی فریب دہی اور حیلہ سازی کے دام میں گرفتار ہوئے حالانکہ ان کے حسن سلوک کو اپنے والد اور برادر کے ساتھ دیکھ چکے تھے آپ اس کو مکہ سے حرکت ہی مناسب نہ تھی اور مسلمانوں کی جماعت میں ہی رہنا ضروری تھا۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا دوبارہ منع کرنا

''تہذیب التہذیب'' کی ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کوچ کے وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے حسین کہاں جارہے ہو میں آپ کے اس سفر سے سخت ناراض ہوں آپ ایسے لوگوں میں جارہے ہیں جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کرڈالا۔آپ کے بھائی کو زخمی کیا آپ خدا کی قسم یہاں رہو یہاں سے ہرگز ہرگز کہیں کا ارادہ نہ کرو۔

مسورہ بن مخرمہ کا عراق نہ آنے کا خط

صاحب تہذیب یوں فرماتے ہیں کہ مسورہ بن مخرمہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بایں مضمون خط لکھا کہ آپ بھول کر بھی کوفہ اور عراق میں تشریف نہ لے جائیں اور اہل کوفہ کی فریب دہی میں ہرگز نہ آئیں علی ہذالقیاس۔ بہت سے قدیمی خیرخواوں اور ولی دوستوں نے اس قسم کے بکثرت خطوط لکھے۔

مکہ کی حرمت کا خیال

''تہذیب التہذیب''میں یہ بھی آیا ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو عراق جانے سے منع کیا تو آپ نے فرمایا اے حضرت ابن عباس تم بوڑھے ہو گئے ہو اور عقل سے بعید رائے دیتے ہو میرا دوسری جگہ قتل ہونا مکہ میں قتل ہونے سے کہیں بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ مکہ کی حرمت میرے سبب سے حلال ہوجائے۔

مکہ سے جانب عراق کوچ

القصہ مکہ میں کوئی بھی فرد ایسا نہ تھا جس نے آپ کو منع نہ کیا مگر تقدیر الٰہی دوسری ہی راہ بتارہی تھی اور امام کی ہر وقت کوچ پر ابھارتی تھی یہاں تک کہ ذی الحجہ کی آٹھ ۸ تاریخ سنہ

Marfat.com

شنبہ کے دن بیاسی ۸۲ لوگوں کے ساتھ جو آپ کے اہل وعیال اور خادم دوست تھے کچھ کیا اور حضرت فاطمہ صغریٰ کو بیماری کی وجہ سے ساتھ نہ لیا۔ تمام احباب اور اصحاب کبار، زار و زار رو رہے تھے اور زبان حال سے کہتے تھے۔

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

بعض صحیح کتب میں آپ کی روانگی آٹھ (۸) ذی الحجہ سہ شنبہ کے دن مرقوم ہے اور یہی صحیح تاریخ معلوم ہوتی ہے۔ بعض کتب تاریخ میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی تین ذوالحجہ مذکور دیکھی ہے۔ مگر پہلی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ طبری میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل بیت اور چالیس سوار اور نوے پیادوں کے ساتھ کوچ کیا راہ میں ایک دہقان کا گروہ سالیانہ خراج یمن سے لئے ہوئے چلا آرہا تھا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملا آپ نے ان لوگوں سے خراج لے لیا اور فرمایا امامت کا استحقاق مجھے پہنچتا ہے اور میں یزید سے زیادہ اس کا سزاوار ہوں۔ پس اس میں سے حق بیت المال تو لے لیا اور مسلمانوں کا حق واپس کر دیا۔

حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

''الصواعق المحرقہ'' میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ منزل بمنزل رستہ طے کرتے ہوئے چلے جارہے تھے کہ راہ میں حر بن یزید الریاحی سے حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کی خبر شہادت اور کوفیوں کی بے وفائی سنی اور اہل عراق کی بے وفائی یاد کر کے واپسی کا ارادہ کیا لیکن حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے بھائیوں نے نہایت مبالغہ اور بغاوت اصرار سے کہا کہ ہم کو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے بعد یہ مستعار زندگی بھلی نہیں معلوم ہوتی اب تو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے خون کا کوفیوں سے بدلہ لینا یا خود شہید ہو جانا منظور ہے اس وقت آپ کے

Marfat.com

آنسو ٹپکنے لگے اور فرمانے لگے تمہارے بعد میں زندہ رہ کر کیا کروں گا چلو رضا بقضا کا وظیفہ پڑھو اور عراق کی راہ لو۔

فرزدق شاعر آپ کی خدمت میں

ابھی آدھی منزل طے کی تھی کہ فرزدق شاعر اور ہمان بن غالب کوفہ سے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خیمہ میں آئے مگر ان دونوں صاحبوں کو عبید اللہ بن زیاد کے کوفہ میں آنے کی خبر نہ تھی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوفہ میں میری کیا خبر ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ کوفیوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر میں نہیں جان سکتا کہ قضائے ایزدی کی کیا منشا ہے آپ نے فرمایا سچ ہے مشیت لم یزلی سے سب مجبور ہیں۔

''فصول المھمہ'' میں یہ روایت یوں بیان ہوئی ہے کہ راہ میں جب فرزدق شاعر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملا تو سلام کر کے دست مبارک کو بوسہ دیا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ ابو فراس تم کہاں سے آرہے ہو۔ کہا اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوفہ سے چلا آرہا ہوں۔ فرمایا کوفیوں کو کس طرح چھوڑا۔ عرض کی اے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دل تو ان کے آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ آگے اللہ کے بھید اللہ ہی جانے۔ ''یفعل اللہ ما یشاء'' ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ کوفیوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی شمشیریں آپ پر ہیں پس دونوں روایتوں کا ماحصل یہ ہے کہ وہ لوگ باطن میں آپ کے ساتھ ہیں اور ظاہر میں بنی امیہ کے ہمراہ۔

''تہذیب التہذیب'' میں یہ روایت یوں ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے باہر نکلے تو جبہ پوش کی ایک جماعت جس میں فرزدق شاعر بھی تھا آپ سے ملی۔ آپ نے فرزدق سے کوفہ کے احوال دریافت کئے اس نے کہا میں زبان کے سخت مرض میں مبتلا ہوں بات کرنے کی تاب نہیں میں اشارہ سے کہتا ہوں کہ کوفہ مت جایئے۔ بعض

Marfat.com

روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادوں کی خبر شہادت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو مکہ ہی میں کوچ سے پہلے لگ گئی تھی۔

حر سے ملاقات

جب کوچ کیا اور کوفہ دو منزل رہ گیا تو حر بن یزید الریاحی معہ ایک ہزار مسلح سوار کے ابن زیاد کی طرف سے آملا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے میرے سردار ابن زیاد نے حکم دیا ہے کہ جب تک میں آپ کو اس کے پاس نہ لے جاؤں آپ سے جدا نہ ہوں گا آپ کی گرفتاری میرے حق میں موجب شقاوت ہے مگر میں خدا کی قسم کھا کے عرض کرتا ہوں کہ آپ پر گرفتاری کا لفظ بھی اطلاق کرنا برا جانتا ہوں اگر میں نے سچے دل سے اپنی قوم کی بیعت نہ کی ہوتی اور آپ کے لانے کا بیڑا نہ اٹھایا ہوتا تو کبھی آپ سے معترض نہ ہوتا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنی خواہش دلی سے اس طرف نہیں آیا۔ تاوقتیکہ اہل کوفہ کے اکثر خطوط اور قاصد میرے پاس نہ آئے اور تم بھی اہل کوفہ سے ہو اگر اب بھی تم لوگ اپنے عہد و پیمان پر قائم رہو اور ان اقرار و قول کو پورا کرو جو تم نے اپنے خطوط میں قائم کئے تھے تو میں تمہارے ساتھ کوفہ چلوں ورنہ یہیں سے پلٹ جاؤں۔

حر نے کہا خدا کی قسم مجھے اس بات کی خبر نہیں کہ کس نے آپ کے پاس خطوط بھیجے کس نے قاصد روانہ کئے اب نہ میں کوفہ جا سکتا ہوں نہ آپ کو چھوڑ سکتا ہوں اس کے علاوہ اور بہت سی طویل گفتگو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حر کے درمیان ہوئی۔

کربلا پہنچنے کی تاریخ

الغرض حر نے آپ کو روکا اور آپ بحکم قضا و قدر حر کے ساتھ ہو لئے اور با تاریخ دو محرم ۶۱ ہجری میں معہ اپنے اصحاب اور اہل و عیال کے میدان کربلا میں اترے جب آپ وہاں فروکش ہوئے تو دشت کی اداسی اور جنگل و بیابان کی وحشت دیکھ کر لوگوں نے اس

Marfat.com

موضع کا نام پوچھا لوگوں نے کہا اس کا نام کربلا ہے۔آپ نے فرمایا کرب و بلا کی جگہ یہی ہے ہمارے مال و اسباب کے اترنے کی جگہ اور ہمارے لوگوں کے قتل کی جگہ ہمارے اونٹ بیٹھنے کی جگہ یہی ہے۔پس آپ کے ہمراہی وہیں اتر پڑے اور اونٹوں سے بوجھ کھول کر ڈال دیئے۔حر بن یزید نے بھی وہیں آپ کے مقابل میدان کربلا میں اپنا لشکر اتارا۔

''فصول المھمہ'' میں ہے کہ جب کوفہ ایک دو منزل رہ گیا تو آپ سے حر نے مع فوج ملاقات کی اور کہا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابن زیاد نے مجھے آپ سے قتال کرنے یا اپنے پاس زندہ گرفتار لانے کا حکم دیا ہے مگر میں آپ کا قدیمی غلام ہوں مجھے منظور نہیں کہ ان دونوں باتوں میں سے ایک بات میں بھی مبتلا ہوں کیونکہ ہمیشہ کے عذاب و تکلیف سے خوف ہے اور آپ کو چھوڑنا بھی ممکن نہیں کیونکہ یہ امر بھی میری شامت حال کا موجب ہے مصلحت امر اس میں ہے کہ یہاں سے راتوں رات کوچ کر کے کہیں اور تشریف لے جائیں اور میں دوسرے رستہ سے چلا جاتا ہوں اور ابن زیاد کو لکھ دیتا ہوں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مجھے کہیں نہیں ملے۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے یاروں نے تمام رات قطع مسافت کی صبح کو پھر حر بن یزید آپ سے ملا اور عرض کی کہ آج رات کو ابن زیاد کا ایک اور خط بایں مضمون آیا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل و قید میں کسی قسم کا قصور نہ کرنا ورنہ اپنے آپ کو یزید کا مخالف تصور کرنا۔اب میں کیا کروں آپ کو چھوڑے بن نہیں آتی وجہ یہ ہے کہ اس کے جاسوس اور مخبر لوگ میرے ساتھ موجود ہیں اگر میں آپ کو چھوڑتا ہوں تو وہ اس کو خبر کر دیں گے اور میری شامت آجائے گی۔

پس حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو وہاں سے کوچ کرا کر کربلا میں پہنچایا۔

سات روز کی مسافت کے باوجود میدان کربلا میں

تاریخ طبری میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سات شبانہ روز برابر قطع مسافت

Marfat.com

کرتے رہے مگر پھر وہی زمین کربلا تھی جب آپ نے لوگوں سے کہا کہ اس موضع کا کیا نام ہے کہا اسے کربلا کہتے ہیں آپ ہر روز کوچ کیا کرتے ہیں پھر اسی زمین میں موجود رہتے ہیں آخر کار یہاں تک نوبت پہنچی کہ اونٹوں کو مارتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلتے تھے خادم جہاں میخ گاڑتے یا ہرے درخت سے ٹہنی توڑتے تھے وہاں سے تازے خون کا فوارہ جوش مارتا تھا آخر کار حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے رضاء الٰہی پر راضی ہو کر فرمایا ہمارے وعدہ کی جگہ اور ہمارا مقتل گاہ یہی ہے اب یہیں اترو اور کہیں نہ جاؤ۔

یزید کا ابن زیاد کو خط

تاریخ طبری میں ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کی خبر یزید کو پہنچی اور ابھی آپ کوفہ نہ آئے تھے کہ اس کا خط ابن زیاد کو بایں مضمون پہنچا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے باہر آئے ہیں۔ ان کی گرفتاری کے لئے راہ میں لشکر مقرر کرنے چاہئیں۔ ابن زیاد نے مکہ کے راہوں میں لشکر روانہ کئے اور عمرو بن سعد کو بلایا وہ حسب الطلب اعزہ محرم کو چار ہزار سواروں کے ساتھ آپ پہنچا ادھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے قادسیہ سے تین کوس پر سے نزول فرمایا کہ عمرو بن سعد نے حر بن یزید کو منزل اور کنوؤں کی درستی اور انتظام کے لئے روانہ کیا چونکہ حر بن یزید، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوستوں اور خادموں میں سے تھا۔ اس نے آ کر دیکھا کہ آپ معہ عیال و اطفال اور بتہ باد کے تشریف رکھتے ہیں۔ دیکھتے ہی کہا اے فرزند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہاں سے جلدی کوچ کرو۔ دیکھو عمرو بن سعد کا لشکر پیچھے پیچھے آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا میں ان اہل و عیال کو لے کر کدھر کوچ کروں۔ حر نے کہا آپ جلدا ٹھیے اور کسی گوشہ میں تشریف رکھئے۔ آپ نے وہاں سے کوچ کیا اور قضاء و قدر نے ہاتھ پکڑ کر میدان کربلا میں ڈالا۔

Marfat.com

ابن زیاد کا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام خط

تاریخ طبری کی اس روایت میں کاتب الحروف نے بہت اختصار کیا ہے جس کا بیان آئندہ کی روایت میں آتا ہے۔ بہرصورت جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں آ گئے تو عبیداللہ بن زیاد نے آپ کو ایک خط لکھا اور یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ آپ نے خط پڑھ کر پھینک دیا اور قاصد سے زبانی فرمایا کہ ہمارے پاس اس کا کچھ جواب نہیں قاصد نے جا کر ابن زیاد سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جواب کی مفصل کیفیت بیان کی اس مردود کا اس لفظ کو سننا تھا اور نارۂ غضب اور جوش میں آنا تھا اسی وقت لشکر جمع کیا اور عمرو بن سعد کو جو رَے کا حاکم تھا آپ کے قتال کے لئے طلب کیا۔ عمرو بن سعد نے لکھ بھیجا کہ میں اس کام سے معافی چاہتا ہوں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں مجھ سے نہ جیا جائے گا۔ عبیداللہ بن زیاد نے جواب لکھا کہ یا تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لئے تیاری کر یا رَے کی حکومت سے دست بردار ہو کر سند حکومت واپس کر اور گوشہ نشینی اختیار کر۔ چونکہ ابن سعد کا دامن حطام دنیاوی نے زور سے پکڑ لیا تھا۔ لہٰذا اس سے رَے کی حکومت نہ چھوڑی گئی۔ آخر الامر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں آ ہی پڑا۔ پس عبیداللہ بن زیاد ہمیشہ لشکر جمع کرتا اور عمرو بن سعد کے پاس بھیجتا تھا یہاں تک کہ عمرو بن سعد کے پاس بائیس ہزار سوار اور پیادے جمع ہو گئے اور اکثر ان میں سے وہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے طلب میں خطوط لکھے تھے اور جنہوں نے آپ سے بیعت کی تھی۔ پس اس لشکر نے نہر فرات کے قریب قیام کیا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا تاکہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال کو ایک ایک قطرہ پانی سے ترسا دیں اور اہل بیت اطہار اور ذریت احمد مختار رضی اللہ عنہ مطلق پانی نہ پائے اسی طرح ''فصول المهمه'' میں بھی آیا ہے اس میں اس قدر اور بھی زائد ہے کہ سب سے

Marfat.com

پہلے جو شخص عمرو بن سعد سے ملاوہ شمر بن ذی الجوشن تھا۔

تنبیہ

''مفتاح النجا'' اور طبری کی روایت میں باہم ذرا سا اختلاف بھی ہے۔ مفتاح کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا پہنچنے کے بد ابن زیاد نے عمرو بن سعد کو رے سے بلایا تھا اور طبری کی روایت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پہنچنے سے پہلے ہی ابن سعد یہاں پہنچا تھا۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بے قراری

روایت ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں پہنچے تو حضرت ام کلثوم آپ کی ہمشیرہ نے بھائی کی پریشانی اور بے سروسامانی نیز ہوا کے گردوغبار کو دیکھ کر فرمایا اے بھائی اس دشت کی اداسی سے تو میرا جی اڑا جاتا ہے بے قراری اور اضطراری سے کلیجہ پھڑکا جاتا ہے اور جب آپ کے گیسوئے عنبرین غبار آلود دیکھتی ہوں اور بھی زیادہ پریشان ہوتی ہوں۔ خدا کے واسطے یہاں سے جلد کوچ فرمایئے اور ہم کو کسی اور طرف پہنچایئے۔ آپ نے حضرت ام کلثوم کو کلمات صبر ورضا تلقین فرمائے۔

پانی بند کرنے کے لئے یزید کا خط

تاریخ طبری میں ہے کہ یزید پلید نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھ بھیجا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل وعیال پر پانی بالکل بند کر دیئے۔ ایک قطرہ آب ان تک پہنچنے نہ پائے۔ اس بناء پر ابن زیاد نے پانی قطعاً بند کر دیا۔ ہر چند کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سے چاہا تھا۔ کہ پانی کو گھیر لیں مگر یہاں آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی فج ابن زیاد کے لکھنے کے بموجب امام تشنہ کام پر پانی بند کر دیا تو ننھے ننھے بچے پیاس کے مارے

Marfat.com

بے تاب ہوئے جاتے اور مثل ماہی بے آب بیقرار پڑے تڑپتے تھے پانی کسی طرح میسر نہ ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں سے ایک شخص یزید بن حفیر الہمدانی نام جو امام تشنہ کام کا دلی دوست اور اعلیٰ درجہ کا زاہد تھا آگے آیا اور عرض کی اگر آپ فرمادیں تو عمرو بن سعد کے پاس جاؤں اور پانی کی بابت کچھ کہوں آپ نے فرمایا تو مختار ہے اگر مناسب سمجھے۔

یزید ہمدانی کی ابن سعد سے گفتگو

یزید ہمدانی امام حسین رضی اللہ عنہ کے رفیق عمرو بن سعد کے پاس گئے اور سلام نہ کیا۔ عمرو بن سعد بولا اے یزید سلام کو جو رسمِ اسلام اور سنت خیر الانام ہے تم نے کیوں ترک کیا، کیا میں مسلمان نہیں ہوں اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں مانتا ہوں۔ یزید نے کہا حیف تیرے اسلام پر اور افسوس تیرے دعویٰ اطاعت اللہ و رسول پر مسلمانی کا یہی اقتضا ہے کہ اول تو فرزند رسول پر تو نے خروج کیا اور اس کے قتل کے درپے ہوا دوسرے دریائے فرات جس سے تمام چرند پرند سیراب ہوتے ہیں حتیٰ کہ کتے، سور، گدھے آمد رفت کرتے اور سیر ہو کر پانی پیتے ہیں اور تم اہل بیت اطہار اور ذریت احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ایک قطرہ پانی سے ترساتے ہو اور پھر اپنے آپ کو مسلمان ٹھہراتے ہو اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطیع جانتے ہو۔ عمرو بن سعد نے کہا یہ سچ ہے اے ہمدانی بھائی ان کی بزرگی ان کی علو ہمتی اور اس کے علاوہ اور اوصاف جو ان میں ہیں انہیں میں خود پہچانتا ہوں۔ مگر

دعانی عبید الله من دون قومه
انی خط خرجت فیها الحسینی
فو الله ما ادری و انی لواقف
علی خطر لا ارتضیه و بین

Marfat.com

اخذ الوی و الری و رغبتی
ام ارجع مظلوم بذمه حسینی
و فی قتله النار والتی لیس دونها
حجاب و ملك الری قرة عینی

اے ہمدانی بھائی میرا نفس اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ ملک رے کی حکومت اپنے غیروں کو دوں اور خود معطل اور بیکار گھر میں بیٹھا رہوں یہ سن کر یزید ہمدانی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا اے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ عمرو کی حکومت رے نے اس کو آپ کے قتل پر ابھارا ہے اور وہ ولایت رے کے سبب سے آپ کے قتل ہی پر راضی ہے۔

یزیدی فوج سے خطاب

ابن الاخضر، یحییٰ بن ابی بکر سے اور وہ اپنے بعض مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ جو وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل میں لشکر یزید کے آدمی آئے تو آپ نے پہلے حمد خدا اور نعت رسول بیان کی پھر فرمایا اے لوگوں میرے نسب کو بیان کرو پھر نہایت تامل سے دیکھو اور غور کرو کہ میں کون ہوں تم کو میرا خون بہانا میرے اور میرے اہل و عیال کی ہتک حرمت کرنا درست ہے یا نہیں، کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ اور ان کے چچا کے بیٹے کا بیٹا نہیں ہوں، کیا میں بہترین شخص اور جو سب سے پہلے (یعنی بچوں میں) اللہ اور رسول پر ایمان لایا اس کا بیٹا نہیں ہوں، کیا حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ میرے چچا نہیں ہیں۔کیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری سے خارج ہوں آیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ:

الحسن والحسین سید الشباب اھل الجنة

Marfat.com

ترجمہ: حسن وحسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔تم نے نہیں سنا کیا اس حدیث میں میرے خون بہانے اور بے حرمتی کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔

مطلب یہ کہ یہ حدیث تمہارے لئے میرے خون کی حفاظت اور حرمت کا باعث ہو سکتی ہے اس موثر اور پیاری تقریر نے لوگوں پر کچھ ایسا اثر ڈالا کہ سب کے سب عالم سکوت میں نیچے گردنیں ڈالے ہوئے کھڑے رہے اور کسی کو تاب جواب نہ رہی مگر بعض ازلی کم بختوں نے ڈھٹائی اختیار کر کے کہا کہ صاحب ہمیں خبر نہیں کہ تم کیا کہتے ہو اور نہ ہم نے یہ حدیث سنی فرمایا ابھی تک کوفہ میں ایک شخص موجود ہے اگر تم اس سے پوچھو گے تو وہ میری تصدیق کرے گا اور تمہیں ضرور خبر دے گا۔

حدیث مذکور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے اور میرے بھائی کے حق میں اس نے سنی ہے اور حضرت زید بن ثابت، حضرت براء بن عازب، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم اور ابھی کوفہ میں موجود ہیں اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور اپنے کانوں سے یہ حدیث سنی ہے ان سے دریافت کرو کہ انہوں نے یہ حدیث میرے اور بھائی جان کے حق میں سنی ہے یا نہیں، چلو جانے دو اگر اس حدیث میں تمہیں شک ہے تو یہ بھی نہ سہی کیا میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ ہونے میں بھی تمہیں شک ہے خدا کی قسم جب سے میں نے سنا ہے کہ جھوٹے پر اللہ کا غضب نازل ہوا کرتا ہے اس وقت سے کبھی میں نے جھوٹ کا خیال بھی نہیں میں "رب المشرقین" اور "رب المغربین" کی قسم کھاتا ہوں کہ مغرب ومشرق کے درمیان تمہارے پیغمبر کا نواسہ بجز میرے اور کوئی بھی نہیں ہے کیا میں نے تم میں سے کسی کا خون کیا ہے جو اس کے مطالبہ میں میرے قتل کے درپے ہو یا میں نے کسی کا مال مارا کہ اس کا عوض مجھ سے چاہتے ہو، کیا میں نے کسی کو زخمی کیا ہے جس کا قصاص مانگتے ہو یہ کہنا تھا کہ پھر جواب کی نوبت کہاں۔

ضروری وضاحت: مفتی اکرام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ کا یہ قول ازروئے عجز کے نہ تھا کیونکہ آپ میدان جنگ اور عرصہ بہادری میں کالم شہسوار اور پورے پہلوان اور تجربہ کار تھے نیز اپنی شہادت کی خبر اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی سنی ہوئی تھی پھر عجز کا ہے کا مگر اس امر کا اظہار اور اس ارشاد کی تکرار صرف اس وجہ سے تھی کہ دشمنوں پر حجت قائم ہو جائے تا کہ ان غداروں بے وفاؤں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عذر کی کوئی جگہ نہ رہے چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ﴿١٥﴾ (سورہ بنی اسرائیل، ۱۵)

ترجمہ: ''اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں''۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے تین مطالبات

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ جب دشمن بے دین نے فرزند ساقی کوثر کے اطفال خورد سال اور رفقائے فرخندہ خصال پر پانی بند کر دیا اور پیاس کی شدت سے کسی کو بات کرنے کی تاب نہ رہی تو اس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد کو اس مضمون کا خط لکھا کہ تو تین کاموں میں سے ایک کام کر:

(۱) یا تو مجھے حجاز مقدس میں جانے کی اجازت دے۔

(۲) یا مجھے یزید کے پاس بھیج دے اگر ان دونوں باتوں کو جائز نہیں رکھتا ہے۔

(۳) تو ہمیں ترکستان جانے کی اجازت دے تا کہ میں وہاں جا کر کفار ترک سے جہاد کروں۔

پس عمرو بن سعد نے یہ پیغام عبید اللہ بن زیاد بدنہاد کو لکھ بھیجا، عبید اللہ، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے پاس بھیجنے پر راضی ہوا مگر مایہ فساد شمر ذی الجوشن نے کہا اے عبید اللہ جب تک وہ تیرے حکم پر راضی نہ ہو اور تیری مرضی کا تابع نہ ہو اسے یزید کے پاس نہ بھیج۔

ابن زیاد کا خط

اس کے بعد عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن سعد کو لکھ بھیجا کہ اگر امام تشنہ کام بیعت قبول

Marfat.com

کریں بہتر ورنہ جلد قتل کر ڈال۔ چنانچہ عمرو بن سعد نے جواب مذکور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ جب تک آپ ابن زیاد کی اطاعت کا بجا نہ لائیں گے یزید کے پاس نہ جاسکیں گے۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ابن زیاد کے پاس جانے سے انکار

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ابن زیاد کے پاس کبھی نہ جاؤں گا۔عمرو بن سعد نے ابن زیاد کے اس حکم کو تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا مگر خود سوچتا رہا کہ کیا کروں اور جنگ امام سے پہلوتہی اور تغافلی کرتا رہا اس وقت شمر ملعون نے عمرو بن سعد کی ملازمت میں اہل کوفہ میں سے تیس آدمی موجود تھے انہوں نے کہا اے عمرو بن سعد جب نواسہ رسول خدا تین امروں میں سے ایک امر کی اجازت چاہتا ہے تو تجھے اس کے قبول کرنے میں چون و چرا کیوں ہے یہ کہہ کر وہ سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں آملے اور بڑی بڑی جانباز، زبان دکھا کر آپ پر سے اپنی جانیں فدا کرڈالیں۔

ابن سعد کا مشورہ

ترجمہ طبری میں ہے کہ جب عمرو بن سعد کوفے سے چل کر ہادیہ میں آیا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا میں موجود ہونے کی خبر پائی تو اس نے بھی اپنا لشکر وہیں امام کے مقابلہ میں اتارا جب سعد کا لشکر نمودار ہوا تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ چالیس سوار اور سو پیادوں کے ساتھ میدان جنگ میں تشریف لائے اور دشمن کے مقابل میں صف باندھی۔عمرو بن سعد لشکر سے نکل کر آیا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو سلام کر کے عرض کی ہر چند کہ امر خلافت کے آپ ہی مستحق ہیں مگر اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ یہ کام تم سے دوستی پائے تمہارے والد نے جو کامیابی اس میں حاصل کی ہے وہ آپ سے ممکن نہیں مگر تاہم

Marfat.com

انہوں نے جنگ وجدال سے کیا فائدہ پایا جوتم پاؤ گے ہر چند کہ وہ آپ سے لشکر زیادہ رکھتے تھے تب ہی اس کو انجام نہ دے سکے اور جب تک زندہ رہے تلخ کلامی اور کدورت عیشی سے رہے آخر مخالفین کے ہاتھ سے مارے گئے اور آپ کے بھائی نے نہایت عقلمندی کی وجہ سے اچھی طرح جان لیا کہ یہ کام مجھ سے درستی اور نیک انجامی نہ قبول کرے گا چنانچہ امر خلافت کو چھوڑ کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے اپنی عمر مزے سے گزار گئے تم بھی اس جھگڑا کو چھوڑ اور یزید کی بیعت اختیار کرو۔

ابن زیاد کا شرائط ماننے سے انکار

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں براہ راست یزید کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ ابن زیاد کو دو تین دفعہ اسی طرح لکھا مگر ابن زیاد ملعون نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ عمرو بن سعد نے دو تین دفعہ اسی طرح لکھا مگر ابن زیاد بدنہاد نے صاف طور پر لکھ دیا کہ جب تک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس نہ آئیں اور میرے ہاتھ پر ہاتھ نہ رکھیں اس قسم کی حیلہ سازیاں مفید نہ ہوں گی اس سوال وجواب میں تھوڑا عرصہ گزرا کہ عبیداللہ بن زیاد نے جھنجھلا کر کسی آدمی کو عمرو بن سعد کے پاس بھیجا اور کہا اے عمرو میں نے تجھے لڑائی کے لئے بھیجا ہے کچھ صلح کے لئے نہیں بھیجا اگر تو بہت جلد لڑائی کا سرانجام دے بہتر ورنہ میں تیرے قائم مقام لڑائی کے لئے دوسرے شخص کو مقرر کروں۔ عمرو بن سعد اسی وقت صف آرائی میں مشغول ہوا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بآواز بلند کہا اے حسین میں نے بے حد کوشش کی کہ آپ مکہ چلے جائیں مگر وہ سود مند نہ ہوئی میں نے بہت کوشش کی کہ آپ کے خون میں گرفتار نہ ہوں مگر ابن زیاد کی طرف سے منظوری نہ ہوئی اور یہ کام سرانجام نہ پایا اب میں بالکل بے بس ہوں اور قتال کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ جانتا ہوں آپ نے فرمایا اچھا آج کا دن مجھے مہلت دے کل جیسا ہوگا دیکھا جائے گا۔

Marfat.com

ابن زیاد کا حکم

عمرو بن سعد نے اس روز کی امان دی مگر ابن زیاد کو یہ خبر پہنچتے ہی سخت غصہ آیا اور شمر کو بلا کر مشورہ کیا کہ عمرو بن سعد ہمارے ساتھ منافقت کرتا ہے درحقیقت وہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے اس کا دل ان سے مل گیا ہے تو وہاں جا۔ اگر وہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے جدال وقتال پر آمادہ ہو بہتر ورنہ اس کا عہدہ تو لے لے اور اس لشکر کی سپہ سالاری اپنی تفویض میں کر کے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو یا تو زندہ میرے پاس بھیج یا بہت جلد اس کا کام تمام کر کے سر میرے دربار میں روانہ کر۔

شمر مردود بادصرصر کو مرکب بنا کر جناح استعجال کے ساتھ وہاں سے اڑا اور عصر کی نماز کے وقت آ پہنچا یہاں آتے ہی عمرو بن سعد سے کہا تو نے لشکر کشی میں دیر کیوں کی میں انہیں ایک ساعت کی بھی امان نہ دوں گا۔ عمرو بن سعد سپاہ خیمہ اطہر کے قریب گیا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کہا میں تو اپنے عہد پر قائم تھا مگر ابن زیاد نے دوسرا حاکم بھیجا ہے وہ آپ کو ایک لمحہ کی بھی امان نہیں دینا چاہتا۔ آپ نے فرمایا بہتر ہے اب تو رات نزدیک ہے صرف ایک رات ہم کو امان دو۔ شمر نے بھی صبح تک امان دینے کو پسند کیا یہاں رات بھر امام نے ہتھیاروں کی درستی اسباب کی صلاحیت کر کے بدن مبارک کو آراستہ کیا۔

پانی بند

ابن زیاد کا قاصد آدھی رات کے وقت آیا اور کہا امام کے خیموں میں ایک قطرہ پانی کا نہ پہنچنے دو۔ اور بہت جلد لڑائی کرو، تاکہ لوگ پیاس کی حالت میں جانیں دیں اور بعد قتل امام حسین رضی اللہ عنہ کا نازک جسم گھوڑوں کے سم سے پامال کرو۔ عمرو بن سعد نے اسی وقت عمرو بن حجاج کو پانچ سو سوار کے ساتھ لب فرات پر بھیجا اس نے آتے ہی پانی بند کر دیا پھر تو شدت پیاس کی وجہ سے خلف ساقی کوثر مالک بحر و بر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سوکھ کر کانٹا ہوگئی کہ

Marfat.com

اشارات سے گفتگو کرتے تھے اور آپ کا خیمہ میں ایستادہ دشمن قتل پر آمادہ نہ کوئی مونس، نہ کوئی غمخوار، بے بسی کی حالت میں نہ کوئی یار و مددگار۔

تمام رات عبادت میں مصروف

چنانچہ روایت ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ صبح کی نماز پڑھ کر تلاوت قرآن مجید میں مصروف تھے اور چشم پرنور سے آنسوؤں کا دریا بہہ رہا تھا اسی حال میں کسی شخص نے آپ کا حال دریافت کیا فرمایا میں نبوت کے باغ کا ایک پژمردہ پھول غریب الوطن مبتلائے رنج و محن "حسین رضی اللہ عنہ" ہوں کوفیوں نے ڈیڑھ سو خط سے زیادہ لکھ کر بااصرار تمام مجھے بلایا اور بلاوجہ خود ہی میرے خون کے پیاسے ہوئے سوچتا ہوں کہ کیا کروں اور ان ظالموں سے رحموں کے پنجہ ظلم سے کس طرح نجات پاؤں۔

جنگ کی تیاری

جب روز روشن ہوا اور مخالف کے لشکر سے طبل جنگ اور کرنا کی آواز سنی تو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بزرگ عمامہ سر مبارک پر رکھا اور امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا پٹکا زیب کمر فرمایا حیدر کرار کی ذوالفقار ہاتھ میں لے کر خیمہ اطہر میں رخصت ہونے کے لئے آئے اس وقت علی ابن الحسین یعنی سید الساجدین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا بستر بیماری پر پڑے پڑے اپنے والد بزرگوار کو اس ہئیت کے ساتھ دیکھ کر زاروزار رونا خیمہ اطہر میں شور قیامت برپا ہونا۔ حضرت ام کلثوم اور حضرت زینب کا جو بھائی کی عاشق زار تھیں کہنا (اے بھائی کشتی آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تم ہی ناخدا ہو ہمیں چھوڑ کر کہاں جارہے ہو اور دریائے غم میں غرقاب کرتے ہو) گریہ وزاری کرنا پھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہر ایک کو کلمات صبر و تسکین تلقین فرما کر گھوڑے پر سوار ہونا اور سواری کے وقت سب کو دیکھ دیکھ کر رونا اور سب سے پہلے لشکر کے مقابلہ میں تن تنہا آنا کس زبان سے ادا ہو سکتا اور کون سے دل سے بیان کیا

Marfat.com

جاسکتا ہے۔

جس روز شمر ذی الجوشن، ابن زیاد کی طرف سے کربلا پہنچا اس رات حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مطلق نہ سوئے اور تمام شب اپنے جسم مبارک پر ہتھیار آراستہ کرتے رہے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ جو ایک مدت سے بستر بیماری پر پڑے تھے خواب راحت میں تھے جونہی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے شعر پڑھا وہیں حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سن کر رو دیئے اور ان کے ساتھ سارے گھر والے رونے لگے حتیٰ کہ بیبیوں کی آواز خیموں سے باہر نکلی جس وقت خیمہ اطہر سے رونے کی آواز آئی تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے رونے سے سخت ممانعت فرما کر کہا خاموش رہو ایسا نہ ہو کہ دشمن خوش ہوں۔

شوق شہادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

ترجمہ طبری میں ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں نزول کیا تو اہل بیت اطہار گرفتار پنجہ ظالمان خونخوار ہو کے پیاسے شہادت کی شب میں سرشار ہی سے سجادہ عبادت پر نگونسار ہو گئے تھے اور شوق شہادت میں سب کے سب جینے سے بیزار خاص کر عازم ملک اہل دعا امام حسین رضی اللہ عنہ یاد الٰہی میں بہت ہی مشغول تھے اسی عالم میں آپ کو نیند آ گئی دیکھتے کیا ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معہ ایک جماعت ملائکہ میدان کربلا میں تشریف لائے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بغل میں لے کر فرمایا اے میرے فرزند میں جانتا ہوں دشمن بے دین تیرے خون کے پیاسے ہیں یہ لوگ میری شفاعت سے قیامت کے دن بے نصیب ہوں گے میرے فرزند استقلال موروثی کے سررشتہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑنا عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کے درجہ پر فیضیاب فرمائے گا فرزند دلبند جنت تیرے لئے آراستہ کی گئی ہے میں اور تیرے والدین آنے کے انتظار میں نشستہ و ایستادہ ہیں میرے لخت جگر اور آنکھوں کی ٹھنڈک تجھ کو یہ مرتبہ اسی وقت ملے گا جب شربت شوق

Marfat.com

شہادت کا ذائقہ پائے گا یہ فرما کر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سینہ فیض گنجینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

اللھم اعط الحسین صبر و اجرا۔

ترجمہ: ''اے اللہ حسین کو صبر اور اس پر اجر عطا فرما''۔

اتنے ہی میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ اٹھے اور سارے اہل بیت کو اپنے پاس بلا کر یہ خواب بیان کیا اس وقت کی نہ پوچھو سب کے سب روتے اور آہ و فغاں کا دھواں سینہ جگر سوز سے آسمان پر شرارے کی طرح پہنچاتے تھے حضرت زینب و حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا بھائی کے غم میں رو رو کر فرماتی تھیں کہ دیکھئے آج کی صبح ہم بے کسوں غریب الوطنوں دشت وصحرا نوردوں پر کیا آفت ڈھاتی ہے ننھے ننھے بچے ماؤں کی گودیوں میں سہمے جاتے تھے اور پیاس کی شدت پانی کی تنگی سے بلکے جاتے تھے پھر عبیداللہ بن زیاد نے لشکر حسین پر پانی بند کر دیا۔

پیاس سے بیتاب

عبہری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ عمرو بن سعد آب فرات کو پس پشت کر کے اترا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا خیمہ فرات سے تین کوس دور ریگستان میں ایسادہ تھا جب اشقیا نے اہل بیت پر ایک ایک قطرہ پانی کا مضائقہ جانا، ناچار ہو کر آپ نے کنواں کھودنے کا حکم فرمایا آپ نے ہمراہیوں نے ستر ستر ہاتھ زمین کھود ڈالی مگر پانی نہ نکلا تمام اہلبیت پیاس سے بیتاب مثل ماہی بے آب تڑپ رہے تھے تشنگی کی دشت سے کام و زبان خشک ہوئے جاتے تھے کسی کو گویائی کی مجال نہ تھی اشاروں سے باتیں کرتے تھے۔ معصوم بچے پیاس کی وجہ سے تڑپ رہے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت نے تین روز تک تیمم سے نماز پڑھی انجام کار حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہ کو مع بتیس

Marfat.com

رفقاء کے رات کو لب فرات پر بھیجا تا کہ تھوڑا سا پانی لائیں جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ لب فرات پر پہنچے تو اعدائے بے دین کی تیر بارانی سے سخت مجروح ہوئے اور بائیس آدمیوں نے جام شہادت سے تشنگی دور کی۔

''تہذیب التہذیب'' میں جعفر بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک صحرا میں خیمہ ایستادہ کئے ہوئے ہیں اندر جا کر دیکھتا ہوں کہ آپ مصلا بچھا کر تلاوت قرآن میں مشغول ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی برابر جاری ہے۔ میں نے عرض کی اے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند آپ کا یہاں کیونکر آنا ہوا۔ فرمایا مجھے اہل کوفہ نے خطوط بھیج کر بلایا ہے اور اب بلا وجہ میرے خون کے پیاسے ہیں اگر وہ مجھے قتل کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک ایسے شخص کو مسلط اور مقرر کرے گا جو ان کو بے حد ذلیل کرے گا حتیٰ کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ ذلیل وخوار ہو جائیں گے۔

''صواعق محرقہ'' میں مذکور ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر مصیبت کی گھنگھور گھٹا چھائی تو آپ کو اپنے برادر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی وہ نصیحت یاد آئی جو رحلت کے وقت فرمائی تھی کہ اے بھائی، تم بیوقوف اور کم عقل کوفیوں پر بھروسہ اور اعتماد نہ کرنا اور ان بے وفاؤں کے کہنے سے ہرگز خروج نہ کرنا کیونکہ ان غداروں کے قول پر عمل کرنا سخت خفت و پریشانی کا موجب ہوگا۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر

اے محب اہل بیت قارئین ہوشیار ہو بیٹھو اور دونوں ہاتھوں سے خوب مضبوط کلیجہ تھام لو اس بیان کے تحریر سے قلم سینہ چاک اشک ریزاں اور مثل دیدہ ماتم زدگان گریاں ہے جو سطر کہ خامہ مقطوع اللسان صفحہ قرطاس پر لکھتا ہے صف ماتم سے زیادہ ہے حقیقت تو یہ ہے کہ ماجرائے شہادت شہنشاہ کربلا ایک سانحہ قیامت خیز اور احوال پر ملال جانباز ان

Marfat.com

قیامت صغریٰ ایک واقعہ عبرت انگیز ہے۔

اہل اخبار نے فرمایا کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کامل یقین ہو گیا کہ یہ اعدائے نابکار قتل ہی کے در پے ہیں تو اپنے محبوں کو حکم فرمایا کہ خیمہ کے گرداگرد ایک ایسی خندق کھودو جس کا صرف ایک دروازہ آمد و رفت کا ہو اور اسی دروزہ سے ایک ایک آدمی باہر آئے اور دشمن کا مقابلہ کرے غرضیکہ جب سپیدۂ سحر افلاک پر نمودار ہوئے امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں اللہ اکبر کا غلغلہ بلند ہوا اور فوج اشقیا نے طبل جنگ بجایا قرنا میں دم پھونکا۔

لشکر ابن سعد نے آپ کا محاصرہ کرلیا اور نائرہ قتال نے اشتعال پایا ہر چند کہ بہادران لشکر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھوک پیاس کی سخت تکلیف میں مبتلا تھے مگر شجاعت و جسارت ہمت و جرأت میں ہر ہر متنفس شہرہ آفاق اور مشہور روزگار تھا چنانچہ جب لڑائی شروع ہوئی تو آپ کے لشکر میں سے ایک بہادر شجاعت پیشہ میدان میں جاتا تھا اور لشکر اشقیا کی ہاتھ سے شجاعت کی داد دے کر شہید ہوتا تھا امام حسین رضی اللہ عنہ دشمنوں کے لشکر سے تن تنہا جا کر رفیقوں کی لاشیں اٹھالاتے جب یکے بعد دیگرے پچاس آدمی شہید ہو چکے تو امام معصوم اور سید مظلوم چیخ اٹھے اور نعرہ مار کر فرمایا کیا کوئی ایسا شخص ہے جو خدا کے لئے مددگار اور فریاد رسی کرے اور حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اشقیائے بے دین کو دور کرے۔ پس اس فریاد کو سن کر حر بن یزید الریاحی کو جس کا قصہ پہلے گزر چکا ہے تاب نہ رہی دونوں ہاتھوں سے کلیجہ تھامے ہوئے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے حضور کے گرفتار کرنے کے لئے یزید کی طرف سے میں نے ہی خروج کیا تھا اور مشیت خداوندی سے میں ہی آپ کو میدان کربلا میں لایا اب سب سے پہلے آپ کی فریاد سن کر میں ہی جان نثار اور روح کو فداء کرنے کے لئے حاضر ہوں مگر اتنا فرمایئے کہ باوجود اس کے کہ میں اپنے گزشتہ کردار پر نادم ہوں اور جانتا ہوں کہ یہ منہ اس قابل نہیں جو کل قیامت کے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھاؤں میری توبہ مقبول ہو گی یا

Marfat.com

نہیں۔ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا مجھ سے راضی ہوں گی یا نہیں۔ حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ مجھ سے خوش ہوں گے یا نہیں۔ آپ کے جد بزرگوار کی شفاعت نصیب ہوگی یا نہیں۔

آپ نے حضرت حر رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگا کر فرمایا اے حر تیری توبہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول میری والدہ تجھ سے راضی۔ میرے جد حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے شافع میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ تجھ سے خوش ہوں گے۔ پس حر بن یزید الریاحی خوش ہوا اور اپنی گوہر جان آپ کے قدموں پر نثار کرنے چلا اور ایک ہی حملہ میں لشکر میں کھلبلی مچادی بڑے بڑے بہادروں کے منہ پھیر دئے مگر اکیلا چٹان اور پہاڑ کو کب تک پھوڑے گا۔ انجام کار شہید ہوگئے۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت حر کے ساتھ اس کا بھائی، بیٹا، غلام بھی شہید ہوا پھر تو آتش قتال کے شرارے خوب ہی چمکے یہاں تک کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے تمام رفیق بھائی بیٹے بھتیجے شہید ہوگئے۔ اس وقت آپ تن تنہا ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر فرمانے لگے کہ آہ آج تنہائی اور بے کسی بیماری مونس وغمخوار ہے آج اس دشت کربلا میں نہ کوئی یار اور نہ مددگار ہے۔ اشقیائے بے دین خون کے پیاسے ہیں۔ پس شمشیر میان سے نکال لی۔

اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے دشمن کے مقابل ہوئے:

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کارزار میں

انا ابن علی الخیر من آل هاشم
کفانی بهذا امفخر احین افخر

وجدی رسول الله اکرم من مشی
و نحن سراج الله فی الناس ازهر

Marfat.com

و فاطمة امی سلالة احمد
و عمی یدعی ذالجناحین جعفر
و فینا کتاب اللہ انزل صادقا
و فینا الھدیٰ والوحی والخیر یذکر
و شیعتنا فی الناس اکرم شیعة
و مبغضا یوم القیمة بخسر

ترجمہ: ''میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیٹا بہترین آل ہاشم ہوں اگر مجھے فخر کرنا ہوتا تو یہی فخر کا کافی ہے کہ میں حسین ابن علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) ہوں۔ میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام سلف سے بزرگ ہیں اور ہم لوگوں میں اللہ کے روشن چراغ ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میری والدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہیں۔ میرے چچا حضرت جعفر ہیں جن کا لقب ذوالجناحین اور طیار ہیں۔ ہم ہی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کا نزول ہوا جو سب سے سچی اور ہدایت کرنے والی ہے ہم ہی میں ہدایت اور وحی اور بھلائی مذکور ہے۔ ہمارا قبیلہ تمام قبیلوں سے بزرگ ہے اور ہمارا مبغوض یعنی جس پر ہمارا غصہ ہوا اور جو ہمیں غصہ میں لائے وہ قیامت کے دن خسارے میں ہوگا''۔

آپ یہ رجز پڑھتے اور دشمن بے دین پر حملہ کرتے تھے لشکر سعد سے جو پہلوان نکل کر آتا تھا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایک ہی وار میں واصل جہنم ہوتا تھا یہاں تک کہ آپ نے کشتوں کے پشتے لگا دیئے اس وقت بازوئے امام حسین رضی اللہ عنہ سے بڑے بڑے بہادر بید کی طرح لرزاں اور ہراساں تھے اس بہادر میدان کارزار سے عرب کے بڑے بڑے تلوریئے دنگ اور عاجز تھے اس شیر شجاع بنی ہاشم سے عراق کے نامی گرامی دلیر لومڑی کی طرح سوراخ تاکتے اور سامنے نہ آتے تھے۔ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تادیر میدان میں مقابل کے منتظر کھڑے رہے اور لشکر اشقیاء سے کوئی بھی باہر نکل کر نہ آیا تو آپ

Marfat.com

ہی خود لشکر میں گھس گئے اور سینکڑوں نابکاروں کو دوزخ میں پہنچایا پھر تو ان مردودوں نے باہم اتفاق کر کے زہرا کے لعل پر چاروں طرف سے تیر بارانی شروع کی اور نیزوں تلواروں کے زخم سے اس جسم نازک کو چور چور کر ڈالا۔

شمر ذی الجوشن السکونی ایک بڑی فوج ہمراہ لئے قتال کرتا تھا اس کے بعد وہ نامرد حرم محترم میں لوٹ کے ارادہ سے دوڑے۔

آپ نے زور سے للکار کر فرمایا اے بے عقلوں شیطان کے گروہ، گو تم کسی دین پر متدین نہیں ہو۔ اور قیامت کا خوف نہیں رکھتے ہو اور اپنے رسم ورواج اور عادات سے بھی غافل ہو مگر تم لوگ احرار ہو اپنی نسب کی طرف رجوع کرو اگر عربی ہونے کے مدعی ہو تو بتلاؤ اہل عرب کی لڑائی کا یہی طریقہ ہے میں تم سے مقابلہ کر رہا ہوں یا عورتیں۔ عداوت مجھ سے ہے یا عورتوں سے، بیعت یزید سے میں نے انکار کیا ہے یا عورتوں، نے بہتر یہ ہے کہ اپنے کمینوں اور نادانوں کو میرے حرم کے تعرض سے منع کرو کیونکہ عورتوں نے تم سے جنگ نہیں کی ہے۔

شہادت

شمر ذی الجوشن ملعون نے اپنے ساتھیوں اور ہمراہیوں سے کہا اے بہادرو، امام حسین کے حرم میں نہ جاؤ اور کہا افسوس کی بات ہے کہ ایک شخص اور وہ بھی زخموں سے چور تم سے نہیں مارا جاتا تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو، اگر انعام کے طالب ہو تو امام حسین رضی اللہ عنہ کا کام تمام کر دو۔ یہ سنتے ہی ان بے حمیتوں نے تیر اور تلوار کی بوچھاڑ شروع کی یہاں تک کہ آپ بیتاب ہو کر اسپ زین سے فرش زمین پر گر پڑے عمرو بن سعد نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ گھوڑوں سے نیچے اتر آؤ اور جلد اس تن کو بے سر کر دو۔

پس نصر بن خرشہ گھوڑے سے کودا اور تلوار سے مذبح حسین کو کاٹنے لگا۔ سعد یہ دیکھ کر

Marfat.com

سخت غضبناک ہوا اور اس شخص کو اس کے سیدھے ہاتھ پر تھا کہنے لگا کہ گھوڑے سے اتر چنانچہ خولی بن یزید الاصحی گھوڑے سے اترا اور سید معصوم امام مظلوم کے تن خستہ سے سر کو جدا کر ڈالا۔ افسوس صد افسوس اسے دنیائے دوں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اہل بیت کی بے حرمتی

اُدھر اشقیا خیمہ اطہر میں دوڑے اور بارہ اہل حرم کو جن میں بنی ہاشم کے بچے، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہنیں بیٹیاں اور بیبیاں وغیرہ تھے پنجہ ظلم میں گرفتار کر لیا اور عمرو بن سعد کے حکم سے شہداء کی لاشیں گھوڑوں کی سموں سے پامال کرائی گئیں۔

ساتھیوں سے خطاب

ترجمہ طبری میں مذکور ہے کہ جب خیمہ اطہر سے شور و فغاں کی آواز آئی آپ نے بیبیوں کو رونے سے منع کیا فرمایا اور آسمان یک طرف نظر کر کے کہا مولیٰ کریم! تو جانتا ہے کہ اس قوم ناحق شناس نے مجھ سے خود ہی بیعت کی۔ اب عہد شکنی کر کے خود ہی میرے خون کے پیاسے ہیں اے میرے پرودگار تو میرا بدلہ ان سے لے اس کے بعد آپ نے اپنے تمام اعزہ اور رفقاء جو آپ کے ہمراہ تشریف لائے تھے جمع کر کے کہا اے لوگو، تم اپنے حق خدمت گزاری بجالائے اور تابعداری کے حقوق ادا کر چکے میں آج اشقیاء کے پنجہ ظلم میں گرفتار ہوں میں نہیں چاہتا کہ میرے سامنے تم اپنا گلا کٹاؤ اور یہ حال زار مجھے دکھاؤ میں تمہیں دشمنوں کی حرب کے لئے اور ان کے تلواروں کی چمک دکھانے کے لئے نہیں لایا مگر کیا کروں مشیت ایزدی اسی کو مقتضی تھی اب ہم تھوڑے ہیں اور وہ بہت۔ میں اپنی جان سے بالکل ناامید ہوں کسی طرح رہائی کی امید نہیں کی جا سکتی میں آج بخوشی تم کو جانے کی رخصت دیتا ہوں کہ جہاں تم جا ہو چلے جاؤ تم نے مجھ سے بیعت کی اور وفا کی میں تم سے

Marfat.com

خوش ہوں اور میرے جد امجد تم سے راضی۔

محبان حسین رضی اللہ عنہ کا جواب

آپ کے رفیقوں نے عرض کی کہ اے فرزند رسول اور اے جگر گوشہ بتول یہ آپ کے کیسے خیال ہیں دین و دنیا کی دولت اور آخرت کی نعمت تو حضرت کے قدموں کے تلے ہے بھلا ہم ان قدموں کو چھوڑ کر کہاں جائیں اور روز قیامت خدا کو کیونکر منہ دکھائیں اور آپ کے جد امجد کے سامنے کون سا عذر پیش کریں جب ان کے فرزند کو دشمنوں کے پنجہ ظلم میں دیدۂ دانستہ سونپیں۔ اب ہم کہاں جائیں یہ بے قدر جانیں آپ کے قدموں پر فدا کرنا دارین کی سعادت جمع کرنا ہے۔

پس آپ نے انہیں لوگوں کو اپنا لشکر بنا کر مور چال کا حکم فرمایا اتنے میں ایک شخص طرباخ نام جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قدیم خادم تھا اور اسی اطراف ونواح میں سکونت رکھتا تھا آپ کی گرفتاری کی خبر سن کر اونٹ پر بیٹھا ہوا آیا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کی اے حیدر کرار کی نشانی اٹھو اور اس اونٹ پر بیٹھو میں آپ کو ان ظالموں کے ہاتھ سے چھڑا کر اپنے قبیلہ میں پہنچا دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے طرباخ زن وفرزند کو چھوڑنا اعزہ اور رفقاء سے منہ موڑنا بڑی بے حمیت اور اچھی بات نہیں ہے۔ یہ سن کر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور زار زار روتا ہوا واپس چلا گیا اور اسی رات کو آپ نے وہ خواب دیکھا جو مفصل پہلے بیان ہو چکا ہے اور اسی رات کی صبح جو عشرۂ محرم اور جمعہ کا دن تھا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے تیمم کر کے صبح کی نماز پڑھی ابن سعد نے لشکر آراستہ کیا اور منتظر پیکار رہا۔

یزیدی فوج سے خطاب

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو کر دلدل علی پر سوار ہوئے اور خیمہ اطہر میں سب کو رخصت کر کے میدان دغا میں تشریف لائے اتمام حجت کے لئے گھوڑے سے

Marfat.com

اتر کر ناقہ پر سوار ہوئے حتیٰ کہ سب لوگوں نے آپ کو دیکھ لیا سب سے پہلے خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے لوگو دیکھو اور غور کرو ترسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گدھے کے سم کو کیسا عزیز رکھتے ہیں۔ یہودی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیز علیہ السلام کی کوئی چیز پا لیتے ہیں کیسی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اسی طرح ہر دین وملت کے لوگ اپنے پیشواؤں کی یادگار کو دوست رکھتے ہیں میں تمہارے پیغمبر کا نواسہ ہوں اگر میرے ساتھ اچھا سلوک نہ ہو نہ سہی مگر ایذا ابھی نہ دو اور میرے قتل اور خونریزی سے ہاتھ اٹھاؤ۔ میں مدینہ میں اپنے جد بزرگوار کی قبر انور کے نزدیک بیٹھا تھا وہاں سے مکہ بلایا اور مکہ سے سینکڑوں خطوط بھیج کر کوفہ بلایا جب میں یہاں آیا تو تم میرے مقابلہ میں آئے اور میرے ساتھ بیوفائی کی بھلا سوچو تو کوئی میزبان کسی مہمان کے ساتھ ایسا کرتا ہے جو تم میرے ساتھ کر رہے ہو۔ آپ یہ فرما رہے تھے اور دشمن بے دین خاموش کھڑے سنتے تھے جب کوئی جواب نہ ملا تو فرمایا الحمد للہ میں اتمام حجت کر چکا اب حجت خدا تم پر ہے اور تمہارے لئے مجھ پر کوئی حجت نہیں پھر آپ نے دوبارہ نام لے لے کر فرمایا کہ اے فلانے فلانے کیا تمہیں یاد نہیں کہ تم نے مجھے قاصد بھیج کر بلایا اب میرے خون کے پیاسے ہو، ان بے غیرتوں نے اتنا جواب دیا کہ ہم تمہاری بیعت سے بیزار ہیں۔ فرمایا الحمد للہ کہ تمہاری خدا پر کوئی حجت باقی نہ رہی پھر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

اور یہ کلمات زبان پر لائے۔

اللھم انت تفتی فی کل کربة و عدے عن کل شدہ و قویٰ عند کل ملتمد و جاری فی کل حالة و انت ولی فی کل نعمة و منتھی فی کل غایة اکفنی یا ارحم الراحمین۔

یہ فرما کر اونٹ کو بٹھایا اور گھوڑے پر سوار ہوئے۔

Marfat.com

ایک دشمن جل گیا

لشکر کی صف آرائی اور ترتیب کر کے لشکر کے آگے منتظر مقابل کھڑے ہوئے تا کہ انہی سے ابتدا ہو اور فرمایا ہاشمی بازو کا زور جسے امتحان کرنا ہے اور رگِ حیدری کا جوش جسے جھیلنا ہے وہ آج میدان میں آئے اور ذوالفقار علی کے لئے سینہ سپر کرے اتنے میں لشکر سعد سے ایک خرانٹ عبداللہ نامی گھوڑے کو جولان دیتا فراٹے بھرتا ہوا آیا، دیکھا کہ امام کے اہل وعیال کے خیمہ کے گرد خندق ہے اور چاروں طرف آگ روشن ہو رہی ہے آپ نے صرف حفاظت اہل وعیال کے لئے خندق کھود کر آتشزدگی کی تھی تا کہ وہاں کوئی جانے نہ پائے۔ عبداللہ بولا اے حسین تمہیں بشارت ہو کہ تم نے آخرت کی آگ سے پہلے ہی دنیا میں آگ اختیار کی۔ آپ نے کہا اے خدا اس ملعون کو ہلاک کر، تا کہ دروغ گوئی کی سزا پائے ابھی زیرلب تک یہ الفاظ نہ آئے تھے کہ گھوڑا دبائے ہوئے دوڑا اور خندق کے قریب پہنچا وہاں اس کے پاؤں لڑکھڑائے اور خندق میں جا پڑا، اللہ تعالیٰ نے اس ملعون کو ایک آن میں جلا کر راکھ کر دیا۔

سب سے پہلا تیر ابن سعد نے چلایا

اس کے بعد عمر بن سعد نے ترکش سے تیر کھینچا اور کمان پر رکھ کر کہا دیکھو گواہ رہو پہلے پہل امام پر میں ہی تیر چلاتا ہوں اس کے بعد دو شخص ابن زیاد کے غلاموں میں سے زیاد اور سالم لشکر سعد سے باہر آئے اور مبارز طلب کئے امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر سے حیدر بن مظہر اور یزید بن الحسین نام باہر نکلے اور دونوں بہادروں نے ان بدبختوں کو ایک ہی وار میں واصل جہنم کیا۔

پھر لشکر سعد سے ایک اور شخص معقل بن یزید نامی باہر آیا ادھر سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے وہی فرزند و دل بند نکلے اور بات کی بات میں اس مردود کو تہ تیغ کر ڈالا پھر

Marfat.com

ایک اور شخص نکلا اسے بھی قتل کر ڈالا اس کے بعد لشکر سعد سے مزاحم بن حرب جو عراق کے نامی گرامی اور بہادروں میں سے ایک بڑا بہادر شخص تھا آیا اور لشکر امام سے نافع بن ہلال نامی نکلے اور ایک ہی ضرب تیغ میں اس موذی کو دوزخ میں پہنچایا۔ جب دن چڑھا اور گرمی پیدا ہوئی تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے رفقاء پر پیاس غالب ہوئی عمرو بن الحاج نے جو لشکر سعد کا سردار تھا اور میمنہ پر جگہ رکھتا تھا اپنی فوج سے کہا اے لوگو حسین نے دل مرگ پر رکھا ہے اور اب ان میں سے کوئی بھی باہر نکل کر نہیں آتا ہے ہم کو اتفاق کر کے ایک ہی دفعہ حملہ کرنا چاہئے۔ عمرو بن سعد کو بھی یہ رائے بہت پسند آئی تیرانداز کی جماعت کو آگے آگے روانہ کیا تاکہ چاروں طرف سے تیر بارانی کریں جس سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے رفقاء زخمی ہوں پھر تو اشقیا نے نیزوں کا مینہ اور تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی حتیٰ کہ لشکر امام میں سے بیس اعزا نے شربت شہادت پیا اس وقت حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے خود لشکر سعد میں جانے اور ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا مگر باقی عزیزوں نے آپ سے دست بستہ عرض کی کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک ہمارے دم میں دم ہے اور ایک بھی ہم میں سے زندہ ہے اس وقت تک آپ کو حرب کے لئے نہ جانے دیں گے کیا ہم اپنی انکھوں سے آپ کے حال زار کو دیکھیں اور زندہ رہیں اس پر اثر تقریر سے آپ کے آنسو نکل پڑے اور فرمایا:

احسن اللہ لکم جزاء خیر الجزا۔

تمام رفقاء شہید

الغرض لشکر امام میں سے ایک ایک نکلتا اور شربت شہادت نوش کرتا تھا اور جو شخص جاتا تھا دوسرا کہتا تھا کہ میں بھی تیرے پیچھے آتا ہوں اسی طرح تمام رفقاء جو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی شہید ہو گئے اور بجز بھائیوں بھتیجوں فرزندوں کے دوسرا نہ رہا پھر تو

Marfat.com

سید معصوم اور امام مظلوم چلا اٹھے اور لوگوں کو وداع کر کے کہنے لگے لو اب میری باری آئی ہے میں بھی اپنے یاروں جیسا ظالموں کے ہاتھوں سے مارا جاؤں گا اور اشقیا اپنے دل کا حوصلہ نکالیں گے اس وقت باقیماندہ اہل بیت اطہار نے عرض کی جب تک ہم میں سے ایک بھی زندہ ہے آپ کے لڑائی میں جانے کو گوارا نہ کریں گے ہمارے بعد آپ مختار ہیں۔

حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت

پس سب سے اول آپ کے بڑے فرزند حضرت علی اکبر قدموں پر گر کے التجا کرنے لگے کہ بابا جان علی اکبر کے وہ دن سامنے نہ آئے کہ آپ تو شربت شہادت نوش فرما کر روضہ رضوان تشریف فرما ہوں اور میں یتیم تنہا پنجہ ظالموں میں گرفتار رہوں بہتر یہ ہے کہ مجھے اجازت دیجئے اور اپنے اوپر سے فدا کیجئے آپ فرط محبت فرزند سے رخساروں مبارک پر آنسوؤں کی ندی بہاتے اور فرماتے تھے اے علی اکبر کون سے دل سے رن میں جانے کی اجازت دوں اور تیرے نازک بدن کو زخموں سے چور چور دیکھوں مگر زیادہ اصرار سے حضرت امام مغموم نے دل کو تھاما اور فرزند کے بدن پر اپنے ہاتھ سے ہتھیار لگا کر میدان کی اجازت دی تب تو حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ لشکر اعدا سے لڑنے پر آمادہ ہوئے اور ایک ہی وار میں صف دشمن کو پریشان کر دیا اس شہسوار عرصہ کارزار نے پے در پے دس حملہ کئے ہر حملہ میں دو تین نامی گرامی پہلوانوں کو دوزخ میں پہنچاتا تھا۔

غرض کہ اسی طرح تا دیر لڑتے رہے مگر جب پیاس نے غلبہ کیا اور شہر بانو کے لعل کی زبان سوکھ کر کانٹا ہوگئی تو باپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے اے باپ پیاس نے مضطرب ماہی بے آب کی طرح کر رکھا ہے امام نے فرمایا اے فرزند میری جان تم پر سے فدا ہو میں کیا تدبیر کروں پھر اپنی زبان حضرت علی اکبر کے منہ میں دے دی جس سے فی الجملہ پیاس سے کچھ تسکین حاصل ہوئی۔

Marfat.com

آپ پھر میدان میں آئے اور ایک ہی حملہ میں عراق کے بڑے بڑے بہادروں شیث اور طلحہ بن طارق وغیرہ اکثر اشقیاء کو داخل جہنم فرمایا آخر کار قرہ بن سعد پیچھے کی جانب سے آیا اور اس نبی کی تصویر پر ایسے زور سے تلوار ماری کہ آپ زمین پر گرے اشقیا دوڑے اور حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ حال دیکھ کر آنسو بہائے اور آواز بلند کی اور اندرون خیمہ سے باہر آئے اور اپنی آپ کو حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ پر ڈال دیا اور ایک شور وغوغا برپا ہوا۔

حضرت عبداللہ اور جعفر بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت

ان کے بعد حضرت عبداللہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے فرزند اجازت کے لئے آئے اور عرض کی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند مجھے بھی رن میں جانے کی اجازت دیجئے تاکہ اپنے والد بزرگوار حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اور اپنے دونوں بھائیوں سے جنت میں جا کر ملوں۔ آپ نے چار ناچار انہیں بھی اجازت دی عبداللہ صف اعداء میں آئے اور شمشیر آبدار کے بہتوں کو جوہر دکھائے یہاں تک کہ مرد صبیح نامی نے ایسا تاک کر تیر مارا کہ آپ کا ہاتھ چھد گیا اور پھرتے وقت اسی ملعون نے ایک اور تیر مارا جو پشت سے نکل کر پار ہو گیا عبداللہ بھوکے پیاسے پہلے ہی ضعف سے نڈھال تھے دو چار زخموں سے چور ہو کر بے حال ہو گئے اور جام شہادت پیکر جنت الفردوس کو سدھارے پھر حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر بن عقیل رضی اللہ عنہ عرصہ کارزار میں آئے اور تادیر لڑ کر جنت کو روانہ ہوئے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کے یار و مددگار

بجز ان پانچ بھائیوں حضرت عبداللہ، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عثمان، حضرت محمد اور محمد بن حنفیہ برادر امام حسین اور حضرت عمرو بن علی رضی اللہ عنہ (یہ دونوں معرکہ کربلا میں حاضر نہ ہوئے تھے) اور آپ کے ایک بھتیجے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے صاحبزادے اور آپ کے فرزند امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جو صاحب فراش تھے اور اس وجہ سے خیمہ سے باہر نہ آتے تھے اور کوئی باقی نہ رہا۔

حضرت قاسم بن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ جن کا غفوان شباب تھا یعنی ۱۹ رسال کے تھے خیمہ سے نکلے اور شمشیر کھینچی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قاسم تم میرے بھائی کی نشانی ہو ابھی خوردسال بھی ہو تمہیں شہادت کی کس دل سے اجازت دوں۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ نے بے حد اصرار کر کے کہا اے میرے چچا میں پیغمبر خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھ سے ہاتھ اٹھائیے۔

غرض کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر شمشیر میان سے کھینچ کر صف اعداء پر دائیں بائیں حملہ کرنے لگے جو سامنے آتا تھا جان سلامت لے کر نہ جاتا تھا پھر تو فوج اعداء میں کھلبلی پڑ گئی اور تلاطم عظیم پیدا ہوا۔ اتنے میں لشکر اشقیاء میں سے ایک ظالم نے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور شمشیر سے دو نیم کر دیا۔ آپ نے اپنے عم بزرگوار کو پکارا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تن تنہا لشکر اعداء سے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کو خیمہ میں اٹھا لائے اور اپنے زانوئے مبارک پر ان کا سر رکھ کر گرد و غبار پوچھنے لگے کہ ناگاہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے قفس جسد عنصری سے طائر روح پرواز کر گئی۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے بعد پانچویں بھائی ایک ہی دفعہ باہر نکلے ان کو دشمنوں نے گھیر لیا اور سب کو شہید کر ڈالا اب سوائے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور سید الساجدین حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے جو فرش مرض پر پڑے ہوئے۔

رفقاء کا حال زار سحر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے خیمہ اطہر میں کوئی مرد باقی نہ رہا تب تو آپ ہی نے میدان میں گھوڑا ڈالا اور اعداء کو للکارا کہ لو تمام آل عبا کی ڈوبی ہوئی کشتی میں ایک میں ہی رہ گیا ہوں آؤ اور مجھے بھی غرقابہ ہلاکت میں ڈالو اعدائے بے دین دور سے تیر چلاتے اور نیزے اڑاتے تھے اچانک ایک ملعون کا تیر آپ کے گھوڑے پر لگا

Marfat.com

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے پیادہ ہو کر لشکر دشمن پر حملہ کیا اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے مگر پیاس کے غلبہ گرسنگی کی شدت حملوں کی کثرت کی وجہ سے آپ بالکل ست اور پریشان ہو گئے اور زخموں سے چور ہو گئے تھے انجام کار ظہر کے وقت ادائے نماز کے لئے روبقبلہ ہو بیٹھے اور جناب باری تعالیٰ سے راز و نیاز ہونے لگے اشقیاء بے دین میں سے کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ آپ پر ہاتھ اٹھاء جو شخص آپ کو شہید کرنے کے لئے آتا تھا وہ یہ سوچتا تھا کہ اگر میں ان کو قتل کروں گا تو ان کے خون کا وبال میری گردن پر ابدالآباد تک رہے گا اس وجہ سے جھجک کر واپس چلا جاتا۔

حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کی شہادت

اتنے میں خیمہ اطہر سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے معصوم بچے علی اصغر جو ابھی یک سالہ ہی تھے رونے کی آواز آئی اور اس کی دردناک آواز نے آپ کو بے چین کر دیا یہاں تک کہ اسی حالت میں خیمہ میں دوڑے گئے اور اس ننھے سے معصوم بچے کو گود میں اٹھائے ہوئے لائے اور فرمایا اے ناعاقبت اندیشو اس معصوم صغیر بچے کو تو ایک گھونٹ پانی دو اور ہمیشہ کے عذاب سے بچو۔ آپ یہ ارشاد فرماتے اور آنسو بہاتے تھے کہ اتنے میں لشکر اعداء میں سے ایک ملعون نے پانی کے عوض ایسا جوڑ کر تیر مارا کہ حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کے کان میں لگا اور ساقی حوض کوثر کے ہاتھ سے جام شراب پیا آپ ''انا لله و انا الیه راجعون'' پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور کہا لو شہر بانو تمہارے فرزند دل بند ہم سے پہلے ہی جام کوثر سے سیراب ہو گئے یہ کہہ کر فرمایا اے خدا مجھے ان مصیبتوں اور سختیوں پر صبر عطا فرما۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بہادری

جب امام حسین رضی اللہ عنہ پر پیاس کا غلبہ ہوا تو آپ لب فرات پر تشریف لے گئے اور چلو

Marfat.com

بھر کر پینے کا ارادہ کیا شمر لعین نے لشکر سے کہا خبردار حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہاتھ نہ اٹھاؤ اور ایک قطرہ آب اس کے منہ تک نہ پہنچے دو کیونکہ وہ پیاس کی وجہ سے ست وضعیف ہیں اگر پانی پی لیں گے تو از سرِ نو زندہ ہو جائیں گے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا پانی اٹھا کر منہ میں لے لیا اتنے میں ایک شقی نے ایسا تیر مارا کہ آپ کے منہ پر لگا آپ نے پانی منہ سے ڈال دیا اور تیر منہ سے کھینچ کر واپس آئے اور منہ سے خون ٹپکتا تھا پھر خیمہ کے پاس آ کر کھڑے ہوئے ادھر عمرو بن سعد آپ کے قتل کا ارادہ کر کے نزدیک آیا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو مجھے قتل کرنے آیا ہے عمرو شرمندہ ہو کر خود تو لوٹ گیا اور یزیدیوں سے کہا اے لوگو اب سستی کیوں کرتے ہو اور مخالف کا محاصرہ کیوں نہیں کرتے یہ سنتے ہی یزیدیوں نے زوردار آپ پر حملہ کیا مگر تب بھی اس شیر کارزار نے حملہ کر کے ایک بڑے جرار لشکر کو پسپا کر دیا۔ شمر اور سعد بن عمرو دور ہی سے دیکھتے اور لشکر کو للکارتے تھے انجام کار عمرو نے شمر سے کہا اے شمر تو نے امام حسین رضی اللہ عنہ جیسا بہادر آدمی کبھی دیکھا ہے۔ دیکھ اس کے تمام اہل بیت اس کے سامنے شہید ہو گئے اب تن تنہا بے یار و مددگار ہے۔ ان کے بدن پر چند جگہ کاری زخم بھی لگ گئے ہیں پھر بھی کس قدر جرار لشکر سے مقابلہ کر رہے ہیں یہاں امام حسین رضی اللہ عنہ ان یزیدیوں سے لڑتے رہے اور دس بارہ یزیدی اور چار سواروں کو تیغ بے دریغ سے دوزخ میں پہنچایا آپ کے نازک جسم پر چونتیس زخم کاری لگے تیس زخم شمشیر کے تھے اور تین نیزہ اور تیر کے۔ جب تمام بدن کا خون نکل گیا اور پیاس نے اور بھی غلبہ کیا تو آپ غایت ضعف سے نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے۔ شمر آپ کا یہ حال دیکھ کر بڑے بڑے بہادروں اور اپنے مخصوص دوستوں کو ساتھ لے کر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے لئے دوڑا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی تلوار پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور ان سے جنگ کرنے لگے اس وقت زرعہ نامی شخص نے امام کے ایک تلوار ماری آپ نے اس تلوار کو اپنے ہاتھ پر روکا جس سے مونڈھے تک ہاتھ کٹ کر گر پڑا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اس ملعون

Marfat.com

کو قتل کرنے کے لئے اٹھے مگر پھر گر پڑے جس سے زرعد بالکل جان گیا کہ بس اب امام حسین رضی اللہ عنہ کا کام تمام ہو گیا وہ ملعون آپ کا مبارک سر کاٹنے آیا مگر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اسی حالت میں خیمہ میں آنے کے ارادہ سے اٹھے اور جلد جلد قدم اٹھا کر خیمہ میں چلے زرعد لعین بھی پیچھے چلا آتا تھا۔ جونہی آپ خیمہ میں گئے اس مردود نے پیچھے سے آ کر ایسا حربہ مارا کہ سینہ مبارک سے پار ہو گیا۔ اور آپ اوندھے گر کر وفات پا گئے۔ خیمہ اطہر سے رونے کی آواز آئی اور شور قیامت برپا ہوا۔ افسوس صد افسوس اے دنیائے دوں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شمر ذی الجوشن یہ دیکھ کر دوڑا اور آپ کا سر تن سے جدا کر ڈالا اور قیس بن اشعث نے آپ کے تن مبارک سے پیراہن کھینچ لیا اور حبیب بن بدیل نے آپ کی شمشیر پر اپنا قبضہ کر لیا۔

خیموں سے لوٹ مار

شمر نے خیمہ میں اہلبیت اطہار کو جا لوٹا بیبیوں کے سروں کے دوپٹے اتار لئے اور بیبیوں نے رونا شروع کیا، عمرو بن سعد یہ آواز سن کر خیمہ میں آ کر دیکھتا کیا ہے کہ شمر شمشیر برہنہ کئے ہوئے ہے اور حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کو جو بستر علالت پر پڑے ہیں شہید کرنا چاہتا ہے اس نے جاتے ہی اس کی تلوار کے قبضہ کو پکڑ کر کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ قطع نظر مریض ہونے کے یہ ابھی بچہ ہے تجھ سے مقابلہ کے لئے قدم نہیں اٹھایا۔ شمر نے کہا بیشک یہ بات ٹھیک ہے مگر عبید اللہ بن زیاد کا مجھے حکم ہے کہ آل عبا کا کوئی مرد بچہ باقی نہ چھوڑو۔ عمرو بن سعد نے اس کے جواب میں کہا مسلمانوں کے اصول میں کافروں کے بچوں بیبیوں کا مارنا بھی ناجائز ہے اور یہ تو مسلمان کا فرزند ہے تو اسے ابن زیاد کے پاس لے جاوہ جو چاہے گا اس کے حق میں کرے گا۔

Marfat.com

جسم اطہر کی بے حرمتی

شمر اور عمرو بن سعد معہ لشکر کے، وہاں سے اپنے مقام میں واپس آئے اور شہداء مظلومین کی لاشیں میدان میں پڑی ہوئی دیکھ کر شمر نے کہا عبید اللہ بن زیاد نے مجھ سے کہا تھا کہ امام کی لاش گھوڑوں کے سموں سے پامال کرنا۔

چنانچہ اس موذی کی اجازت سے بیس گھوڑے دوڑائے گئے اور امام مظلوم کا نازک جسم ان کے سموں سے پامال کرایا گیا اور آپ کی مبارک ہڈیاں ان کے نعلوں سے چورا چورا کرائی گئی۔ وہ رات تمام اشقیا لعنہم اللہ اجمعین نے شاہانہ جشن مین گزاری۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی خواہش

ترجمہ طبری میں یوں آیا ہے کہ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سید الساجدین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جو ایک عرصہ سے بیمار تھے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے آئے اور عرض کرنے لگے یا امیر المومنین مجھے بھی رن میں جانے کی اجازت دیجئے تاکہ دشمن بے دین کو اپنی تیغ کے جوہر دکھاؤں اور آپ کے قدموں پر جان نثار کر کے حق فرزندیت ادا کروں اور اپنے بھائی حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے جد امجد کی خدمت بابرکت میں پہنچوں امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے پسر تیری وجہ سے میری نسل کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اگر تو بھی آج دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہوگا تو میری نسل بالکل قطع ہو جائے گی۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی نصیحت

اتنے میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور خیمہ اطہر میں لے گئیں پس حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اہل بیت کو الوداع کیا۔ حضرت امام

Marfat.com

زین العابدین کو گلے لگ کر کہا لو بیٹا خدا حافظ میں نے تمہیں خدا کو سونپا۔ بیٹا میری شہادت کے بعد دشمن سے حرب نہ کرنا، مصیبتوں پر صبر ایذاؤں پر دکھ سہنا مگر کسی حال میں استقلال موروثی کو نہ چھوڑنا یہ کہہ کر بیبیوں سے رخصت ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جامہ پہنا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذوالفقار کندھے پر رکھی حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا پٹکا زیب کمر کر کے صف کارزار میں باآواز بلند فرمایا کہ اے میرے جدامجد کی شفاعت سے محروموں تمام اہل بیت اطہار رسول خدا میں ایک میں ہی یادگار رہا ہوں آؤ اور خبث باطن کا اظہار کرو یہ سنتے ہی فوج اشقیا آپ پر ٹوٹ پڑی اور چاروں طرف سے تیر وتلوار کی بوچھاڑ شروع ہوگئی۔

اہلبیت اطہار سے شوروغوغا پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی یادگار تھی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی نہایت دلیری سے دشمنوں کے ساتھ قتال کیا اور میمنہ ومیسرہ کو درہم برہم کر ڈالا اور بہت سے لوگوں کو داخل جہنم کر کے خود شہید ہو گئے آپ کا گھوڑا خیمہ طہر میں دوڑا ہوا آیا اس کتاب میں ایک طول طویل قصہ اور نئی نئی باتیں مندرج ہیں مگر مسلمانوں کے رقت قلب کے لئے اسی قدر کافی ہوسکتی ہیں۔ اللھم صلی علی محمد و آلہ وسلم

القصہ جب امام مع اپنے رفقاء کے جنت کو تشریف فرما ہوئے تو کمبخت عمرو بن سعد نے آپ کے اہل وعیال کو اسیر کیا اور امام مظلوم کا سر مع آپ کے یاروں کے سروں کے بشیر بن مالک کی ہمراہی سے ابن زیاد بدنہاد کے پاس کوفہ میں بھیج دیا چنانچہ سید مظلوم اور آپ کے ساتھیوں کے مبارک سر عبداللہ کے سامنے رکھے گئے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل نے ابن زیاد کے دربار میں یہ اشعار پڑھے:

املاؤ کابی فضۃ وذھبا
انی قتلت السید المحجبا

Marfat.com

قفلت خیر الناس ابا و اما

و خیرھم اذینذ کرون نسب

پس ان اشعار کے سنتے ہی اس موذی کے نائرہ غضب نے اشتعال پکڑا اور کہا اگر تو ان کو ان فضائل کے ساتھ موصوف جانتا تھا تو کیوں قتل کیا تجھے ان کے صلہ میں انہی کے پاس بھیجتا ہوں چنانچہ اس وقت اس کی گردن ماری گئی۔

خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۱﴾ (سورۃ الحج،۱۱)

ترجمہ: ”دنیا اور آخرت دونوں کا گھاٹا یہی ہے صریح نقصان“۔

قاتل امام کون؟

”فصول المھمہ فی مناقب الائمہ“ میں بھی اسی طرح منقول ہے واضح ہو کہ امام کے قاتل میں لوگوں کا اختلاف ہے بعض قائل ہیں کہ آپ کا قاتل شمر بن ذی الجوشن ملعون ہے۔ بعض کہتے ہیں تحقیقی بات یہ ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل منان ابن انس نخعی ہے۔ بعض حضرات ان دونوں کو چھوڑ کر خولی بن یزید اصحی کو کہتے ہیں۔ بعض بطور تطبیق یوں فرماتے ہیں کہ شمر ملعون نے تو آپ کے چہرہ نورانی پر تلوار ماری اور سنان بن انس کمبخت نے پیچھے سے اس نازک پشت پر نیزہ کا زخم لگایا اور از خولی بن یزید موذی نے گھوڑے سے اتر کر سر مبارک تن سے علیحدہ کیا مگر اسی اثناء میں اس کا ہاتھ کانپنے لگا چنانچہ اپنی مدد کے لئے اس نے اپنے بھائی شبل بن یزید کو بلایا اسی جہنمی نے سر اتار کر خولی کو دیا۔

واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع والمآب

Marfat.com

تعداد شہداء اہل بیت کا ذکر

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا میں آپ کے اہل بیت میں سے حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت محمد، حضرت عبداللہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (جو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے صاحبزادے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے) اور حضرت قاسم (یہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے)، حضرت عبداللہ، حضرت عمر بعض کے نزدیک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی (جو امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرزند اور آپ کے بھتیجے تھے) اور حضرت علی اکبر، حضرت عبداللہ (جو امام حسین کے صاحبزادے تھے) حضرت محمد، حضرت عون (جو آپ کے بھانجے اور حضرت عبداللہ بن جعفر کے فرزند تھے) اور حضرت عبداللہ، حضرت عبدالرحمن، حضرت جعفر (جو حضرت مسلم کے بھائی اور حضرت عقیل بن ابی طالب کے فرزند تھے شہید ہوئے اور اپنی پیاری جانیں اپنے بھائی اپنے عم بزرگوار اپنے والد اپنے ماموں پر فدا کیں۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ "کتاب استیاب" میں حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک دن میں ستر آدمی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے شہید ہوئے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ اہل بیت میں سے سولہ آدمی کہ ان جیسا اس زمانہ میں تمام روئے زمین پر اور کوئی نہ تھا شہید ہوئے۔

اور اسی طرح ابو حاتم کی تاریخ میں بھی مذکور ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اوپر کی روایت سے

Marfat.com

چند اسماء اس میں زائد ہیں چنانچہ سلمان سلح (امام حسن رضی اللہ عنہ کے غلام) اور حضرت محمد بن سعید بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور مہاجرین وانصار کی اولاد میں سے بھی کچھ آدمی آپ کے ساتھ شہید ہوئے تھے جن کے اسماء تحقیق کے ساتھ مندرج کتاب نہیں ہیں نیز حضرت علی برادر رضاعی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ شہید ہوئے۔

اور بعض مورخین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت یوں بھی تحریر فرماتے ہیں کہ ان کو قید کر کے کوفہ میں لے گئے اور وہاں ایک اونچے محل میں پر سے نیچے پھینک دیا جس کے صدمہ سے ان کے پاؤں ٹوٹ گئے مگر یہ بہادر میدان اسی حالت میں کھڑے ہو گئے اور حملہ کرنے پر نہایت دلیری سے آمادہ رہے لیکن کوفیوں سے ایک کمبخت آیا اور انہیں شہید کر ڈالا اور حضرت عثمان بن علی اور حضرت اسد بن جعفر، حضرت عمر بن حسن رضی اللہ عنہم بھی اسی روز شہید ہوئے۔

تاریخ ابی حاتم میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عباس بن علی رضی اللہ عنہ کو اس وجہ سے سقا کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دریائے فرات سے پانی لا کر دیا تھا ابھی پینے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ایک ظالم نے ایسا تیر مارا کہ ہاتھ میں سے پیالہ پھٹ گیا اور آپ کے گلوئے مبارک کو اس سے کسی قدر صدمہ پہنچا جس کی وجہ سے پانی پینا میسر نہ ہوا۔ اسی طرح اعدائے بے دین اور اشقیائے لعین کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔

ترجمہ طبری میں کل اٹھاسی آدمی لکھے ہیں مگر اس روایت میں صریح ضعف معلوم ہوتا ہے کیونکہ مختصر طبری میں نہایت وثوق کے ساتھ تحریر ہے کہ مخالفین میں سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں واصل جہنم ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی اکبر اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہر حملہ میں صدہا یزیدیوں کا قتل کرنا پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے اور حضرت حر بن یزید ریاحی رضی اللہ عنہ نے پہلے حملہ میں چالیس ملعونوں کو واصل جہنم کیا اسی طرح اور صاحبوں کی بابت بھی ایسا ہی لکھا ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

اہل بیت کی اسیری اور دیگر واقعات کا مختصر ذکر

تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ معرکہ کربلا کے بعد عمرو بن سعد نے صرف ایک روز کربلا میں قیام کیا اور اپنے بدمعاشوں کو جمع کر کے تجہیز و تکفین کر کے قبروں میں دفن کیا مگر شہداء اہل بیت کی لاشیں اسی طرح چٹیل میدان میں پڑی رہیں کوچ کے وقت حضرت سیدنا امام حسین کی بیبیاں اونٹوں کے خشک پالانوں میں، بے پردگی کے ساتھ بٹھائی گئیں جن کے کپڑے پھٹے ہوئے اور سر برہنہ تھے۔ حضرت امام زین العابدین سید الساجدین رضی اللہ عنہ مغموم و محزون علیحدہ ایک اونٹ پر پڑے ہوئے چلے جا رہے تھے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اہلبیت اطہار کا جب کوچ ہوا تو لوگوں نے رونے کی دردناک آواز سنی مگر کسی کو بظاہر نہ دیکھا رونے والے روتے تھے۔ اور یہ شعر پڑھتے تھے:

اترجوا امة قتلت حسينا
شفاعة جده يوم الحساب

ترجمہ: "کیا وہ جماعت جس نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا وہ ان کے نانا کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں ور چاہتے ہیں کہ ہماری سفارش قیامت کے دن مقبول ہو"۔

ايها القاتلون جهلا حسينا
البشروا بالعذاب والتسكين
قد لعنتم على لسان دائود
و موسیٰ و حامل الانجيل

Marfat.com

ترجمہ: ''اے حسین کے قاتلو، جاہلو تم کو عذاب کی خوشخبری ہو تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر ملعون ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان معجز بیان پر مردود و مطرود ہو''۔

شہداء کے تن بے سر مدفون

القصہ جب عمرو بن سعد اپنے لشکر کے ساتھ کوفہ کو روانہ ہوا تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی لاش مع اپنے رفقاء کے تین روز تک یونہی میدان میں پڑی رہی اور آپ کے تن بے سر کو کسی نے دفن نہ کیا لب فرات کے قریب ایک گاؤں بستا تھا جس کو عاصریہ کہا کرتے تھے وہاں کے کچھ آدمی شہر میں آئے اور کہا اے لوگو، اے خدا کے بندو ان شہیدوں کی جانور بے حرمتی کر رہے ہیں خدا کا خوف کرو اور ان کو چل کر دفن کر دو۔ پس سب لوگوں نے جمع ہو کر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے تن بے سر کو ایک قبر میں باقی شہداء کو ایک جگہ دفن کیا اور جو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے اہل بیت سے تھا اس کی قبر امام کی قبر کے پاس بنائی۔

وہاں خولی بن یزید نے ابن زیاد بدنہاد کے دربار میں سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک رکھا اور اس کے عقب میں دوسرے روز عمرو بن سعد بھی بیبیوں کو بے پردہ پیراہن دریدہ اونٹوں پر بٹھائے ہوئے کوفہ میں آ پہنچا۔

بے وفا کوفیوں کا رونا

جب کوفیوں نے اہل بیت کی یہ حالت دیکھی تو دھاڑیں مار مار کر روتے اور آنسوؤں کا دریا بہاتے تھے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیتاب ہو گئیں اور فرمانے لگیں اے کوفیو تم نے ہی تو اپنے ہاتھ سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے بچوں اور رفیقوں کو قتل کیا اور اب خود ہی روتے پیٹتے ہو۔

اور یہ اشعار جناب کی زبان پر جاری ہوئے:

Marfat.com

ماذا اتقولون اذ قال النبی لکم
ماذا افعلتم و انتم آخر الامم
یعترتی و یا ھلی بعد مفتقدی
عنھم را لسانی وقتلی اخرجو بدم
وما کان ھذا اجزائی اذا نصحت لکم
ان تخلفونی یو فی ذوی رحم

ابن زیاد کے دربار میں

عبیداللہ بن زیاد نے جب عمرو بن سعد کے آنے کی خبر سنی تو خود قلعہ میں گیا اور شاہانہ فرش سے مکان کو آراستہ کر کے بڑی شان وشوکت کے ساتھ بیٹھا اور عمرو بن سعد کو اندر آنے کی اجازت دی، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھا تھا اور آپ کی بیبیاں بچے مقید اس ملعون کے تخت کے گرداگرد برہنہ سر کھڑی کی گئیں۔ ابن زیاد انہیں دیکھتا تھا اور کہتا تھا۔

الحمد للہ الذی کرب ذا کرب۔

ترجمہ: ''خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارے دشمنوں کو سختی میں مبتلا کیا''۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی ابن زیاد سے گفتگو

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے صبر نہ ہوسکا اور بے اختیار زبان فیض سے فرمایا:

''الحمد للہ الذی اکرمہ بحمدہ و طھرنا تطھیرا''

عبیداللہ ملعون نے حضرت ام کلثوم سے مخاطب ہو کر فرمایا:

'' کیف رائیتم قدرۃ اللہ''

ترجمہ: ''تم نے خدا کی قدرت کیوں کر پائی''۔

Marfat.com

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"شیجمع اللہ بیننا و بینکم و سیعلنا منکم"

ترجمہ: "قریب ہے کہ خدا ہمیں تمہیں قیامت کے دن جمع کر کے انصاف فرمائے گا"۔

اس ملعون نے کہا اے کلثوم تمہارا ابھی بل نہیں نکلا وہی کلام میں دلیری وہی باتوں میں جرأت وہی زبان میں طراری موجود ہے یہ کہہ کر چاہا کہ انہیں کچھ سزا دے مگر عمرو بن سعد نے کہا اے امیر عورتوں کی باتیں لائق اعتبار اور قابل سند نہیں ہوا کرتیں ان کے اقوال چنداں قابل التفات نہیں ہوا کرتے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم

اسی اثناء میں اس مردود کی نظر حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ پر جا پڑی کہا یہ کون۔ عمرو بن سعد نے کہا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے جو بیماری کی وجہ سے مارا نہیں گیا۔ کہا اس کو بھی جان سے مارو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ نسل فاطمہ سے کوئی بھی مرد بچہ زندہ نہ رہے یہ سن کر کوتوال کے کانسٹیبل نے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور دار الامارۃ سے باہر مارنے کے لئے لے جانے کا ارادہ کیا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو تاب نہ رہی جھٹ اپنی چھاتی سے لگا لیا اور فرمایا اگر اس کے مارنے کا ارادہ ہے تو پہلے ہم سب کو مار ڈال کیونکہ اس بچے کا اپنے سامنے مارا جانا ہمیں گوارا نہیں نیز آل عبا کی ڈوبی ہوئی کشتی کا فقط یہی ایک فرزند باقی رہا ہے یہی بچہ ہمارا محرم ہے جب اس کو مار ڈالو گے تو ہم سب عورتیں بے محرم ہو جائیں گی۔

غرض کہ ایسی ایسی نرم باتوں نے اس شقی کے سخت دل کو موم کر دیا اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی جان بچا لی چنانچہ عبید اللہ بن زیاد نے کہا کہ میں نے تم کو اس کی جان بخشی۔

Marfat.com

یزید کے دربار میں اور اس کی گستاخی

اس کے بعد حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک معہ بیبیوں بچوں کے اونٹوں پر بٹھا کر رتبہ بن قیس کے ہمراہ یزید لعین کے پاس بھیجا۔ یزید نے اہل بیت کی خبر سن کر شاہانہ دربار آراستہ کیا اور جملہ امراء رؤسا کو حاضر ہونے کا حکم اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بیبیوں بچوں کو معہ لشکر کے اندر آنے کی اجازت دی۔ چنانچہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اس ملعون کے آگے رکھا اور اہل بیت اطہار کو اس کے تخت کے دور کھڑا کیا یزید عنید کی نظر جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر پڑی تو کہنے لگا اے ابوعبداللہ خدا تجھ پر رحم کرے۔ ہم نے بہت چاہا کہ تو اس حال کو نہ پہنچے اور اہل عراق بغیر تیرے قتل کے ہمارے عالی حکم کے مطیع ہوں۔ مگر افسوس تو نے قطع رحم کر کے بغاوت اختیار کی اور جماعت سے علیحدہ ہو کر اس درجہ کو پہنچا اور جو چھڑی ہاتھ میں تھی اس سے بار بار آپ کے لب و دندان کو چھیڑتا تھا۔

حضرت ابو بدرق الاسلمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت یافتہ تھے یہ لغویات دیکھ کر غصہ ہوئے اور کہنے لگے اے یزید حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لب و دندان سے اپنی قمچی دور رکھ خدا کی قسم میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر دیکھا ہے کہ ان مبارک لبوں پر بوسہ دیتے اور منہ سے منہ ملا کر پیار کرتے تھے۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا یزید کو جواب

یزید، امام الساجدین حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے علی بن حسین رضی اللہ عنہ تیرے باپ نے قطع رحم کیا اس نے میرا حق نہ پہچانا میرے حق سے نا آشنا رہا۔ اس کا منشا یہ تھا کہ یہ سلطنت خداداد مجھ سے چھین لے مگر خدا نے اس کی یہ تلافی کی۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ط (سورۃ الحدید، ۲۲)

ترجمہ: ”نہیں پہنچتی کوئی مصبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں“۔

یزید عنید نے کہا کہ ان کو قید خانہ میں لے جا کر رکھو چنانچہ دس روز تک زندان میں رکھ کر مدینہ جانے کی اجازت دی۔

ضروری وضاحت

جاننا چاہیے ہو کہ یزید پلید کا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں (اے ابوعبداللہ خدا تجھ پر رحم کرے) کہنا ترحم کے لئے نہیں ہے بلکہ خیانت و گناہ ثابت کرنے کے لئے ہے کیونکہ اس جیسے کلمات عرب کے محاورہ میں مجرم اور خاطی کے حق میں استعمال کیا کرتے تھے اور سیاق کلام (تو نے قطع رحم کیا وغیرہ) اسی پر دلالت کرتا ہے ”کما لا یخفی علی من لہ ادنی تتبع“۔

دندان مبارک پر چھڑی مارنا ابن زیاد کی گستاخی

روایت میں ہے کہ اہل اخبار اس امر میں متفق الکلمہ ہیں کہ جب اشقیاء نابکار اور اداء ناہنجار نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اتارا اور اہل بیت کو قیدیوں کی طرح اونٹوں پر بٹھا کر کوفہ میں ابن زیاد کی طرف روانہ کیا تو عبیداللہ بن زیاد قصر دارالامارۃ میں بیٹھا اور سب لوگوں کو عموماً دربار میں آنے کی اجازت دی جب دربار کا رنگ جم گیا تو سر مبارک اس ملعون کے سامنے ایک طشت میں رکھا گیا وہ مردود دیکھتا اور مسکراتا تھا اور اس لکڑی سے جو ظلم بھرے ہاتھ میں رکھتا تھا بار بار آپ کے لب و دندان مبارک پر مارتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبیداللہ بن زیاد کے دربار میں امام

Marfat.com

حسین رضی اللہ عنہ کا سر طشت میں لا کر رکھا گیا تو وہ ملعون آپ کے لب و دندان پر چھڑی مارتا اور آپ کے جمال جہاں آرا میں کچھ نقص بیان کرتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا جیسے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تام مشابہت اور پوری مماثلت تھی وہ کسی دوسرے میں نہ تھی۔ اس وقت آپ کے بال وسمہ کے خصاب سے رنگین تھے۔

(بخاری، ترمذی)

''تہذیب التہذیب'' میں مذکور ہے ہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی کے بال بالکل سیاہ تھے مگر مقدم ریش میں چھ بال سفید بھی تھے جن پر خضاب کیا ہوا تھا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری

ابن ابی الدنیا، حضرت زید بن ارقم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کے دربار میں جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو وہ بھی وہاں موجود تھے۔ پس جب ابن زیاد آپ کے لب و دندان پر قمچی مارنے لگا۔ تو انہوں نے کہا اے بے ادب مردود خدا سے ڈر اور اپنی چھڑی اٹھا۔ بخدا میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ ان لبوں کے درمیان بوسہ دیتے تھے یہ کہہ کر زار زار رونے لگے۔ ابن زیاد نے کہا خدا تیری آنکھوں کو ہمیشہ پر آب رکھے گر تو مرد ضعیف اور بے عقل نہ ہوتا میں ابھی تجھے قتل کر ڈالتا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یہ سن کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرزند کو قتل کیا۔ آج سے تم اس کے غلام ہوئے تم نے اپنا امیر، ابن مرجانہ، یعنی ابن زیاد کو بنایا ہے وہ تمہاری آبروریزی کا ہمیشہ درپے رہے گا تم میں سے بہتر اور بزرگ لوگوں کو قتل کرے گا اور جو تم میں سے شریر ہوں گے ان سے اپنی پرستش کرائے گا۔ پس ان لوگوں پر افسوس ہے جو ذلت و عار سے راضی ہو کر اس کی امارت کا تمغہ اپنے ناصیہ

Marfat.com

حال پر رکھتے ہیں چلتے وقت حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عبید اللہ بن زیاد میں تجھے ایک بات اور سناتا ہوں جو اس سے زیادہ تجھے غصہ میں لائے گی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں زانوئے مبارک پر سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور بائیں مبارک ران پر امام حسین رضی اللہ عنہ کو بیٹھا ہوا دیکھا آپ نے ان دونوں کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا اے خدا میں اپنے بچوں کو تیرے اور تیرے نیک بندوں کی حفاظت میں بطریق امانت سونپتا ہوں۔ پس اے ابن زیاد امانت پیغمبر خدا تیرے آگے اس طرح ہونی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو صالحین مومنین کو یہ امانت سونپی تھی تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت برباد اور ضائع کی اور اس ذلت وخواری کے درجہ پر پہنچائی۔ (اسد الغابہ میں بھی یہ روایت اسی طرح منقول ہے۔)

عبید اللہ اس کے بعد مجلس سے اٹھا اور منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

"میں اس خدا کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے حق کو ظاہر اور اہل حق کو غالب کیا۔ آج خدا نے اپنے فضل وکرم سے امیر المومنین یزید بن معاویہ اور اس کے لشکر کو فتح کا تمغہ اور نصرت کا جھنڈا عنایت فرمایا اور کاذب ابن کاذب (استغفر اللہ) اور اس کی اہل بیت کو لشکر کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کرایا۔

اس وقت حضرت عبد اللہ بن عفیف ازدی کو ان کلمات لایعنی سننے کی تاب نہ رہی۔ ابن زیاد کی طرف جا کر کہا اے خدا کے دشمن تو جھوٹا اور تیرا باپ جھوٹا ہے۔ جس نے تجھے امیر بنایا۔

اے خدا کے دشمن تو نے اولاد نبی کو ذبح کیا اور ان کے معصوم ننھے ننھے بچوں کو بھوکا پیاسا خاک وخون میں ملایا اور اب منبر پر جو صدیقوں اور صالحوں کا مقام ہے کھڑا ہو کر لاف وگزاف اور جھوٹی بے اصل باتیں بناتا ہے۔

ابن زیاد نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ عبد اللہ کو پکڑ کر قتل کر دو، سپاہیوں نے عبد اللہ کو گرفتار کر لیا۔ حضرت عبد اللہ بن عفیف رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کو آواز دی۔ اس کی قوم کے ساتھ سو آدمی

Marfat.com

جمع ہوئے اور سرکاری سپاہیوں کے ہاتھ سے چھڑا کر لے گئے۔ جب رات ہوئی تو ابن زیاد ملعون نے کسی شخص کو خفیہ طور پر بھیجا اس نے حضرت عبداللہ بن عفیف رضی اللہ عنہ کو گھر سے باہر لا کر مار ڈالا اور سولی پر لٹکا دیا۔

جب روز روشن ہوا تو ابن زیاد بدنہاد نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو لوگوں کے پاس بھیجا اور حکم کیا کہ اس کو نیزہ پر چڑھا کر کوفہ کی گلیوں اور بازاروں میں پھراؤ۔ چنانچہ آپ کا مبارک سر کوفہ کے کوچوں اور بازاروں میں پھرایا گیا اور کوفہ کے قبیلوں اور گروہوں کو دکھایا گیا۔

سرانور کا کلام کرنا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر جب میرے مکان کے پاس سے گزرا اور میں اپنے بالا خانہ کی ایک کھڑکی میں بیٹھا ہوا قرآن مجید پڑھ رہا تھا جب پڑھتے پڑھتے اس آیت تک پہنچا۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ (سورۃ الکہف، ۹)

ترجمہ: ''کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑوں کی کوہ میں اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے''۔

تو اس فرق مقدس اور پاک سر نے یہ بات فرمائی ''ان حالی اعجب منه'' حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جب یہ کلام امام مظلوم کے سر مبارک سے سنا تو میرے تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے میں نے رو کر سر کو ندا کی بخدا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند آپ کا حال بیشک اصحاب کہف سے کہیں زیادہ تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے۔

Marfat.com

اسلام میں سب سے پہلا سر نیزے پر

ابن خضر، عاصی بن زر سے روایت کرتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلے جو سر نیزہ پر چڑھایا گیا وہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا تھا اور جس قدر اس دن کوفہ میں مرد و عورت کے رونے اور چلانے کا کہرام مچا میں نے اس سے زیادہ کبھی نہیں دیکھا۔

بے پردہ کر دیا گیا

''فتاویٰ قرطبی'' میں ہے کہ اہل کوفہ پرے کے پرے جمائے کھڑے دیکھ رہے تھے۔ کہ قیدیوں میں حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ گردن پر بندھے ہوئے تھے اور حضرت زینب وحضرت کلثوم اور حضرت فاطمہ وحضرت سکینہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں کو کوفیان تباہ کار اور ظالمان شقاوت آثار بے پردہ لے جاتے تھے۔

جب ابن زیاد مردود، تمام کوفہ میں سر مبارک کو پھرا چکا تو خواتین اہل بیت اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے محبوں کے سروں کو یزید بن معاویہ کی طرف شمر ذی الجوشن ملعون روانہ کیا۔

تذکرہ قرطبی، میں لکھا ہے کہ اہل بیت کی بیبیوں کو اونٹوں پر بٹھا کر اور امام مظلوم کے سر کو نیزہ پر چڑھا کر روانہ کیا اور حکم کیا کہ جس شہر اور قریہ میں جائیں سر کو نیزہ پر چڑھائیں تاکہ اس شہر وقریہ کے لوگ بخوبی اسے دیکھیں۔

بت خانہ کی دیوار پر شعر

الغرض جب کچھ راہ قطع کی تو راستہ میں ایک بت خانہ تھا یہ لشکر قیلولہ (آرام) کے لئے وہیں ٹھہر گیا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اس بت خانہ کی ہر دیوار پر یہ ہے:

اترجوا امة قتلت حسینا
شفاعة جده یوم الحساب

Marfat.com

ترجمہ: ''کیا وہ لوگ جس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا وہ ان کے نانا کی شفاعت یک امید رکھتے ہیں یوم قیامت کے دن''۔

یزیدیوں نے نہایت متعجب ہو کر بت خانہ کے راہب سے دریافت کیا کہ یہ شعر کس نے لکھا اور کب سے لکھا ہوا ہے۔ راہب بولا کہ تمہارے پیغمبر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پانچ سو سال پہلے کا یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ دیوار سے پھٹ کر ایک ہاتھ نکلا جس میں یہ شعر لکھا ہوا تھا۔

روایت ہے کہ جب وہ نابکار کسی منزل میں فروکش ہوتے تھے تو سر مبارک کو نیزہ پر چڑھاتے تھے اور اس کی نگہبانی میں بے حد کوشش کیا کرتے تھے غرض کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک نیزہ پر آگے آگے چلتا اور بیبیوں کا برہنہ سر پیچھے پیچھے اونٹوں پر بے پردگی کے ساتھ جاتا۔ یہ واقعہ قیامت خیز اور حادثہ عبرت انگیز ہے۔

چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے:

گردند چہ کوفیاں سوئے شام رواں
بر نیزہ سر حسین شاہ دو جہاں
زید فلک کہ شد قیامت پیدا
یک نیزہ برآمد آفتاب تاباں

پس اس راہب نے بت خانہ میں سے امام حسین رضی اللہ عنہ کا مبارک سر دیکھا اور اس کی حقیقت حال دریافت کی ان ظالمان تباہ کار نے سید مظلوم کی ساری کیفیت بیان کی وہ سن کر کف افسوس ملنے لگا اور کہا تم بری قوم ہو، کیا اپنے پیغمبر کی اولاد کے ساتھ کوئی ایسا کرتا ہے۔ اگر تمہاری مرضی ہو تو دس ہزار درہم مجھ سے لو اور ایک رات اس مبارک سر کو میرے پاس چھوڑ دو جو لوگ سر کی حفاظت میں مامور تھے انہوں نے دس ہزار درہم لے کر

Marfat.com

سر مبارک راہب کے حوالے کیا اس ازلی سعادت مند نے سر مبارک کو پانی سے دھو کر صاف کیا اور بہشت سی خوشبو مل کر رات بھر زان پر لئے بیٹھا رہا اور اشک شر بار صفحہ رخسار پر بکثرت بہاتا رہا۔ پھر اس کرامت کی وجہ سے اس رات سر مبارک سے لے کر آسمان تک نور ہی نور پھیل گیا تھا۔ مسلمان ہو گیا۔ اور بت خانہ سے نکل آیا جس قدر مال و متاع بت خانہ میں موجود تھا سب چھوڑ کر اہل بیت اطہار کا دل سے مطیع اور خادم ہو گیا۔

عجیب واقعہ

یہاں ایک اور عبرت خیز اور تعجب خیز حادثہ واقع ہوا کہ لشکر سعد نے جو دینار و درہم حضرت سیدنا امام حسین کے لشکر اور آپ کے خیمہ اطہر سے لوٹ میں لئے تھے اس مقام پر سب نے باہم اتفاق کر کے کہا کہ لاؤ اس مال و متاع کو تقسیم کر لیں۔ تھیلیں کے منہ کھول کر دیکھتے کیا ہیں کہ درہم و دینار ٹھیکریاں بن گئیں ہیں اور ان کی ایک طرف آیہ:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۚ (سورۃ ابراہیم، ۴۲)

ترجمہ: ’’اور ہرگز اللہ کو بے خبر نہ جاننا ظالموں کے کام سے‘‘۔

---- لکھی تھی اور دوسری طرف

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝۲۲۷ (سورۃ شعراء، ۲۲۷)

ترجمہ: ’’اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے‘‘۔

---- تحریر تھی۔

’’صواعق محرقہ‘‘ کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جو لوگ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر کے محافظ تھے۔ انہوں نے یزید کے خوف سے تقسیم غنائم کا ارادہ کیا کہ مبادا وہ ہم سے زبردستی چھین نہ لے۔

Marfat.com

یزید کے دربار میں جنگ کا واقعہ بیان

اس میدان سے صبح ہوتے ہی کوچ کیا اور منزل بمنزل دمشق میں پہنچ کر یزید پلید کے پاس پہنچے۔ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اس کے سامنے رکھا اور شمر ذی الجوشن نے لڑائی کا حال اول سے آخر تک یزید کے گوش گزار کیا اور کہا اے امیر المومنین، امام حسین رضی اللہ عنہ نے ہم پر کل اٹھتر آدمیوں سے خروج کیا۔ جن میں سے اٹھارہ آدمی تو اہل بیت میں سے تھے اور ساٹھ ان کے دوست واحباب تھے ہم ان کے پاس گئے اور کہا دو باتوں میں ایک بات اختیار کیجئے یا تو عبید اللہ بن زیاد کی اطاعت اور بیعت کرو یا جنگ کرو۔ انہوں نے دوسری شق یعنی لڑائی اختیار کی۔ چنانچہ ہم نے سورج نکلنے کے قریب ان پر حملہ کیا۔ اور ہر طرف سے ان کا محاصرہ کرلیا۔ جس وقت ہماری شمشیریں ان کے نازک جسموں پر پڑنے لگیں۔ تو جس طرح کبوتر باز سے پناہ ڈھونڈتا ہے اسی طرح وہ بھی ہم سے ہر طرف چھپتے اور پناہ لیتے تھے ہماری ان کی لڑائی صرف اتنی دیر رہی ہوگی، جتنی دیر میں قصاب اونٹ کو ذبح کر کے فارغ ہوتا ہے یا اس خواب کی مانند جو قیلولہ کے وقت آتا ہے یعنی تھوڑی ہی دیر میں ہم نے ان سب کو مار ڈالا۔ پس یہ ان کے ننگے بدن اور کپڑے خون آلود ہیں۔

یزید کا بظاہر افسوس کرنا

بعض روایت میں ہے کہ شمر کی اس گفتگو نے یزید کے دل کو ایک چٹکی سی لے کر ایسا بے چین کر ڈالا جس سے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں۔ اور کہا تمہارے حال پر افسوس ہے میں تو محض تمہاری اطاعت سے راضی تھا۔ امام حسین کا قتل مجھے ہرگز منظور نہ تھا۔ سن لو بخدا اگر میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوتا۔ تو کبھی اس طرح پیش نہ آتا بلکہ ان کے تمام خیالات سے تجاوز کرتا۔

Marfat.com

ابن زیاد پر خدا کی لعنت ہو کہ اس خانہ خراب نے ہر نیک و بد کے دل میں میری عداوت کا بیج بو دیا۔ بخدا میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی نہ تھا یہ کہہ کر سر مبارک کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے حسین اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے تجھے ایک ایسے بے باک شخص نے قتل کیا جو حق رحم سے ناآشنائے محض اور اجنبی تھا پھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حضرت امام زین العابدین سید الساجدین رضی اللہ عنہ کو دیا اور باقی جملہ زیارت کو آپ کے ہمراہ کر کے مدینہ منورہ روانہ کیا۔

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم دمشق میں پہنچے تو ایک شخص نے مجھ سے آ کر ملاقات کی اور اپنے گھر لے گیا۔ میں اس کے گھر میں کچھ راحت پا کر سو گیا مگر تھوڑی دیر میں گھوڑوں کی ٹاپوں نے مجھے بیدار کر دیا۔ لوگ مجھے یزید کے پاس لے گئے وہ اہلبیت کی شکستہ حالی اور بے سروسامانی کو دیکھ کر زار زار رونے لگا اور اسی وقت جو ہم نے مانگا دے کر رخصت کیا چلتے وقت بھی نصیحت کی کہ اے علی ابن حسین تمہاری قوم میں طرح طرح کے قضیئے اور قسم قسم کے جھگڑے ہوں گے مگر تم ایک کونے میں بیٹھے رہنا اور کسی طرف ہو کر اپنی جان ضائع نہ کرنا، چنانچہ جب حرہ کی لڑائی کا واقعہ پیش آیا تو یزید نے مسرف کو لکھ بھیجا کہ دیکھو علی ابن حسین رضی اللہ عنہ کو ہرگز رنجیدہ نہ کرنا اور ہر طرح سے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اگر مدینہ فتح ہو جائے تو انہیں ہر طرح کا امن دینا۔

سر انور سے یزید کی گستاخی

''تہذیب التہذیب'' کی دوسری روایت میں محمد بن حسن مخزومی سے آیا ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید کے سامنے لوگوں نے رکھا تو وہ نہایت درد کے ساتھ رو دیا۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت فاطمہ صغریٰ اور حضرت زین العابدین

Marfat.com

اور حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کو ابن زیاد بدنہاد نے یزید کے پاس بھیجا تو یزید نے حضرت سکینہ کو اپنے تخت کے پیچھے کھڑا کیا۔ تا کہ وہ اپنے باپ کا سر نہ دیکھے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ باطوق گراں تخت کے آگے کھڑے ہوئے تھے اور یزید حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لب ودندان پر بار بار لکڑی مارتا اور تمسخر کرتا تھا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب سر مبارک یزید کے آگے رکھا گیا تو وہ قمچی آپ کے لب و دندان مبارک پر مارتا۔ اور کہتا تھا مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ ابوعبداللہ الحسین اس عمر کو پہنچیں گے اور اس کے سر اور داڑھی خضاب میں رنگین ہوں گی۔

''تہذیب التہذیب'' کی ایک روایت میں یوں ہے کہ محضر بن ثعلبۃ العابدی، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا اور یزید سے کہا اے امیر المومنین میں عرب کے بیوقوفوں کا سر لایا ہوں۔ یزید نے جواب دیا اس قسم کے الفاظ منہ سے نکالنے کا مناسب وقت نہیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ انہوں نے قرآن مجید کی آیت

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ ز (سورۃ آل عمران،۲۶)

ترجمہ: ''تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے''۔

یزید کا اہل مجلس سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنا

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ یزید لعین اہل مجلس سے کہنے لگا تم جانتے ہو یہ آفت ان پر کہاں سے آئی۔ یہ شخص کہتا تھا کہ میرا باپ تیرے باپ سے بہتر ہے، میری ماں تیری ماں سے بہتر ہے، میرا نانا تیرے نانا سے افضل ہے اور میں یزید سے بہتر اور احق الامر ہوں۔ تو ان کا یہ کہنا کہ میرا باپ، تیرے باپ سے بہتر ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ میرے اور اس کے باپ نے اللہ کے سامنے حجت کی۔ لوگ جانتے ہیں جس کے لئے حکم ہوا۔ رہی یہ بات کہ میری ماں اس کی ماں سے بہتر ہے۔ تو خدا کی قسم میری ماں سے حضرت

Marfat.com

فاطمہ اور میرے نانا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں افضل ہیں۔ یہ شخص اپنی سمجھ سے آفت میں پڑا۔ اس نے یہ آیت نہ پڑھی:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ الخ۔

۔۔۔کو دیکھا پڑھا نہ تھا اس کے بعد سر مبارک کو مدینہ کے عامل کے پاس بھیج دیا۔

''الصواعق المحرقه'' میں منقول ہے کہ ابن زیاد کی طرف سے یزید کو بظاہر انکار تھا، باطن میں وہ اس سے بہت راضی تھا۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ جب وہ دمشق میں آیا ہے تو یزید نے اس کی تعظیم اور رفعت شان میں سخت مبالغہ کیا حتیٰ کہ حرم میں عورتوں کے سامنے اسے بلالیا۔

یزید کے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر راضی اور ناراض ہونے میں جو مختلف رِوایتیں آئی ہیں یعنی بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یزید حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے راضی تھا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اس نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا ہرگز حکم نہ کیا تھا محض بیعت کے لئے کہا تھا یہ ناجائز کارروائی ہوئی۔ وہ اختلاف یہاں سے بالکل ختم ہوگیا کیونکہ ''الصواعق المحرقہ'' کی رِوایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مردود حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں راضی تھا۔ واللہ اعلم۔

علماء فرماتے ہیں کہ اکثر روایات صحیحہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ یزید پلید، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے بہت خوش ہوا اور تمسخر کی راہ سے لب و دندان پر چھڑی مارتا اور مذاق اڑاتا۔

اور ابن الزبعری کا قصیدہ جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے

لیست اشیاغ البدر شهدوا

۔۔۔ پڑھتا اور فخر کرتا تھا اور ان بیتوں میں بیتیں اور زیادہ کی تھیں جو اس کے کفر پر صراحۃً

Marfat.com

دلالت کرتی ہیں اور وہ ابیات مشہور ہیں۔

قتل حسین رضی اللہ عنہ میں یزید کی رضا تھی

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں عبید اللہ بن زیاد کا امام کو قتل کرنا تعجب خیز اور عبرت انگیز بات نہیں ہے کیونکہ وہ محکوم یزید تھا۔ البتہ یزید کی گمراہی پر سخت تعجب اور افسوس ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دانت مبارک پر لکڑی ماری اور اہل بیت اطہار کو اونٹوں کے خشک پالانوں پر سروپا برہنہ بال کھلے ہوئے بے پردگی کے ساتھ سوار کر کے معہ سر مبارک کے مدینہ کی طرف بھیجا حالانکہ سر میں کلی تغیر واقع ہو گیا تھا۔

اس سے پیچھے علامہ ابن جوزیؒ کہتے ہیں بھلا سمجھو تو اس ناجائز حالت سے اہل بیت کو مدینہ روانہ کرنا بجز نصیحت کے اور کیا تھا اگر اس کمبخت کے دل میں ایام جہالت کا کینہ نہ ہوتا اور اس کے اقربا جو بدر کے دن مسلمانوں کے ہاتھ سے کفر کی حالت میں مارے گئے تھے اگر وہ عداوت اس کے قلب میں راسخ نہ ہوتی تو سر مبارک کی بزرگی کر کے عمدگی کے ساتھ دفن کرتا۔ کفن دیتا اور بقیہ آل رسول رضی اللہ عنہ کے ساتھ نیکی سے پیش آتا۔

یزید کی حرکت پر ایک عیسائی کا خطاب

بعض روایات میں آیا ہے کہ یزید پلید جب سر مبارک کے ساتھ بے ادبی کر رہا تھا۔ تو اس وقت قیصر روم کا ایک سفیر بھی موجود تھا۔ اس نے یزید سے کہا افسوس کل کی بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی اور اپنی اولاد امجاد کو مومنین کے سپرد کیا۔ آج تم نے ان کے پیارے نواسے کو کیسی ذلت اور بے قدری کے ساتھ ذبح کیا اور اس کی زیارت کو یوں بے پردہ دربار عام میں بلایا۔ ہمارے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گدھے کا سم بعض جزائر میں اب تک موجود ہے ہم لوگ ہر سال اس کی زیارت کرنے کو جانے اور بقدر حقیقت نذریں چڑھاتے عزت کرتے ہیں جیسے تم لوگ کعبہ کو مانتے ہو۔ افسوس صد افسوس

Marfat.com

کہ تم نے اپنے نبی کے فرزند کو جو راکب دوش رسول اور جگر گوشہ بتول تھا بے دریغ قتل کر ڈالا اور ان کی اولاد امجاد کو طرح طرح کی اذیت پہنچا کر دل کا خوب غبار نکالا۔

یزید پلید نے کہا اگر تو قیصر روم کا سفیر نہ ہوتا تو ابھی قتل کر ڈالتا۔ اس نے جواب دیا پتھر پڑیں تیری عقل پر اور خاک پڑے تیری رائے پر کہ سفیر قیصر روم کا تو یہ لحاظ ہو اور اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہ معاملہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم لوگ گمراہ ہو۔

ایک یہودی کا دربار یزید میں خطاب

اسی طرح ایک اور رومی شخص دربار میں بیٹھا ہوا یزید کی یہ بے جا حرکت دیکھ رہا تھا کہنے لگا اے یزید مجھ میں اور حضرت داؤد علیہ السلام میں ستر پشت کا فاصلہ ہے مگر یہودی سب کے سب اس وقت تک میری عظمت اور حرمت کا دم بھرتے اور مجھ پر جان چھڑکتے ہیں تم نے اپنے نبی کے نواسہ کو یوں بے دریغ قتل کر ڈالا۔

یزید کی گستاخی

مختصر طبری میں ہے کہ جب سر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مع اہل بیت دمشق میں پہنچا تو یزید کو لوگوں نے خبر دی کہا میرے پاس لے آؤ جب یہ حضرات یزید کے سامنے گئے تو وہ مردود کھانا کھا رہا تھا۔ لوگوں سے کہا زین العابدین رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو میرے پاس لاؤ۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس کے سامنے کھڑے کئے گئے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے سختی اور بلا کیونکر جھیلی۔ آپ نے فرمایا:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ط (سورۃ الحدید، ۲۲)

ترجمہ: ”نہیں پہنچتی کوئی مصبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں“۔

Marfat.com

پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرف منہ کر کے کہا کہ میں نے مدینہ سے تر و تازہ خرمے منگائے ہیں اگر تم کھاؤ تو منگاؤں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا چند روز سے بھوکی تھیں فرمایا ہاں۔ اس ملعون نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر ایک خوان میں رکھ کر اوپر سے ریشمی خوان پوش ڈلوا کر منگایا اور کھول کر دکھایا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جب بجائے خرمے کے سر امام دیکھا پہچان کر زار زار رونے لگیں اور آنسوؤں کی ندی صفحہ رخسار پر بہانے لگیں یزید امام ہمام کے لب و دندان پر چھڑی مارتا جاتا اور کھانا کھاتا جاتا تھا۔

ایک غلام کا یزید کو مارنا

یزید کا ایک غلام مقبول نامی بھی کھڑا یہ بے جا حرکت دیکھ رہا تھا کہنے لگا اے یزید خدا سے ڈر کیونکہ یہ سر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگ ترین اولاد کا ہے میری آنکھوں کے سامنے ان کے دانتوں پر چھڑی نہ مار کیونکہ خواجہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا ان لب و دندان پر بوسے دیئے ہیں۔ یزید نے کہا میں تجھ کو بھی انہی دشمنوں میں سے شمار کرتا ہوں۔ غلام نے سنتے ہی میان میں سے تلوار نکال لی اور تین دفعہ سر یزید پر زور سے ماری چونکہ تقدیر الٰہی میں اس تلوار سے اس تباہ کار کا مرنا مقدر نہ تھا۔ شمشیر کاری نہ لگی۔

پس ایک شور و غوغا محشر انگیز اس مجلس میں واقع ہوا اور کامل ایک پہر تک لڑائی کا رنگ جما رہا۔ آخر چالیس آدمیوں کو قتل کر کے خود شہید ہو گیا۔ اور حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے جنت کا وعدہ لے کر خالق حقیقی سے جاملا۔ (واللہ اعلم بالصواب)۔

سر انور کہاں دفن ہے؟

جاننا چاہیے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے دفن کرنے میں مورخین کا سخت اختلاف ہے۔ شام جانے کے بعد کہاں گیا اور اس جگہ مستقر ہوا۔

Marfat.com

''فتاویٰ قرطبی'' میں لکھا ہے کہ یزید نے سر مبارک مدینہ میں بھیج دیا تھا پھر وہاں کفن دے کر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سید سمہودی نور الملۃ والدین علی بن عبداللہ الحسین المدنی ''کتاب خلاصۃ الوفا'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا جسم مبارک تو کربلا میں رہا اور سر مبارک مدینہ منورہ جنت البقیع میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوا۔ مگر پہلی روایت صحیح ہے۔

اور شیعہ امامیہ کہتے ہیں کہ شہادت کے چالیس دن بعد آپ کا سر مبارک نازک جسم سے ملا کر دفن کیا۔ اسی لئے یہ دن ان میں مشہور ہے اور وہ اس دن کو زیارت اربعین کہتے ہیں اور جن لوگوں نے آپ کا دفن ہونا عسقلان یا قاصرہ میں لکھا ہے انہوں نے بطلان کا میدان ناپا ہے۔

''تہذیب التہذیب'' میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید پلید کے خزانہ ہی میں رہا حتیٰ کہ جب سلیمان بن عبدالملک کو بادشاہی ملی اور لوگوں نے سر مبارک کے خزانہ میں ہونے کی خبر دی تو اس نے جستجو کر کے سر منگایا دیکھتا کیا ہے کہ سر مبارک سفید چاند کی طرح چمک رہا ہے تھوڑی دیر اپنے پاس رکھا پھر خوشبو مل کر کفن دیا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ لیکن جب عباسیوں کو دور دورہ ہوا تو انہوں نے وہاں سے سر مبارک نکال لیا اب نہ معلوم کہاں گیا۔

''تہذیب التہذیب'' کی ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ راوی کہتا ہے جب عباسیوں نے ولید بن زید پر فوج کشی کی اور دمشق کے خزانہ کو لوٹا میں بھی عباسیوں میں سے ایک پہلوان تھا اور اس لوٹ میں شریک تھا میری نظر ایک تھیلی پر پڑی جس کو میں نے مال غنیمت شمار کر کے اٹھا لیا مگر میدان میں آ کر جب اس تھیلی کا منہ کھول کر دیکھا تو ایک سر پارچہ حریر میں لپٹا ہوا برآمد ہوا اور اس حریر پر لکھا ہوا تھا کہ یہ سر مبارک شہید میدان کربلا

Marfat.com

حضرت سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا ہے۔ سو میں نے شمشیر کی نوک سے گڑھا کھود کر وہیں دفن کر دیا۔

سر مبارک سے خوشبو آنا

احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ اپنے باپ اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے حمزہ بن الخصری نے خبر دی کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا جو یزید بن معاویہ کی دایہ اور اپنے زمانہ کی عورتوں میں دانا اور نیک عمل تھی اور پوری سو برس کی عمر رکھتی تھی اس نے یہ حکایت نقل کی کہ یزید کے پاس ایک شخص آیا اور کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر تجھے فتح دی اور اس کا سر تیرے سامنے لا کر رکھا۔ اس وقت وہ مبارک سر ایک طشت میں رکھا ہوا تھا۔ یزید نے غلام سے کہا سر کھول کر دکھا جب یزید نے سر مبارک دیکھا تو غصے کے مارے منہ کا رنگ سرخ ہو گیا صرف اس وجہ سے کہ سر مبارک سے عمدہ خوشبو آتی تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ میرے بعض اقربا نقل کرتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک تین روز تک دمشق کے دروازے پر لٹکا رہا۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے یزید نے سر مبارک کو گلیوں میں پھرانے کا حکم دیا لوگ پھراتے پھراتے عسقلان میں پہنچے وہاں کے امیر نے اسے وہیں دفن کر دیا۔ چنانچہ مشہد حسینی قریب خان خلیلی مشہور ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جنت البقیع میں اپنی والدہ محترمہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس مدفون ہو۔

امام قرطبی نے قول ثانیہ پر اعتماد کیا ہے اور طائفہ صوفیہ مشہد قاہرہ میں بتاتے ہیں۔

مقریزی نے کہا ہے کہ سر مبارک آٹھ جمادی الاخریٰ ۵۴۸ھ میں عسقلان سے

Marfat.com

قاہرہ میں لایا گیا اس سے تازہ خون جاری تھا اور مشک جیسی خوشبو آتی تھی۔

اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی

ترجمہ صواعق میں مذکور ہے کہ سلیمان بن عبدالملک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ ملامیت و ملاطفت فرما رہے ہیں۔ صبح کو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس کی تعبیر پوچھی انہوں نے فرمایا شاید تجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے حق میں کوئی احسان اور بھلائی ہوئی ہے۔ سلیمان نے کہا میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید کے خزانے میں پا کر کفن دے کر نماز پڑھی اور دفن کر دیا ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی تیرا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی کا سبب ہوا ہے۔

Marfat.com

امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد واقعات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خواب

احمد اور بیہقی ''دلائل النبوت'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جیسے سونے والا دیکھا کرتا ہے۔ یعنی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کے سر اور داڑھی کے بال پریشان اور غبار آلود ہیں اور ایک شیشی خون کی بھری ہوئی ہاتھ مبارک میں ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ بوتل خون آپ کے دست مبارک میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادیدہ تر فرمایا کہ آج صبح سے حسین اور اس کے رفقاء کا خون اکٹھا کر رہا ہوں۔ اس بوتل میں اس کا اور اس کے عزیوں کا خون ہے۔ میں اس بات کو سن کر چونک پڑا جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قتل کی خبر آئی۔ اور میں نے خواب کے وقت کا اندازہ کر لیا۔ تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وہی وقت تھا۔ جس میں میں نے خواب دیکھا تھا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خواب

ترمذی ایک انصاریہ عورت سلمٰی نام سے روایت کرتے ہیں سلمٰی کہتی ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایسے وقت پہنچی کہ آپ زار و زار رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کس وجہ سے رو رہی ہیں، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

Marfat.com

خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کی داڑھی اور سر مبارک پر بکثرت غبار پڑا ہوا ہے۔ میں نے یہ حال دیکھ کر بے تابانہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ خاک آلود کیوں ہیں۔ فرمایا حسین کے مقتل میں اسی وقت حاضر ہوا ہوں (صبح سے ان کا اور ان کے ساتھیوں کا خون اکٹھا کر رہا ہوں)

امام بن امام ابوعبدالرحمن بن احمد بن حنبل الشیبانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ مسند میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عین حیات میں ایک مٹھی سرخ خاک کی مجھے دے کر فرمایا کہ یہ حسین کے مقتل کی خاک ہے اسے حفاظت سے رکھنا۔ جب یہ خون ہو جائے تو جان لینا حسین قتل ہو گئے ہیں میں نے اس مٹی کو ایک بوتل میں حفاظت سے رکھ دیا اور اپنے دل میں کہتے تھے اس کا خون ہونا قیامت کا سامنا ہے یعنی جس دن یہ خاک خون ہو گی وہ حادثہ میں بڑا دن ہو گا۔ (یہ روایت ترمذی میں بھی بعینہٖ اس طرح ہے)

چنانچہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس روز حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ظالموں کے ہاتھ سے قتل ہوئے اسی دن وہ مٹی خون ہو گئی۔

ایک روایت میں مٹی کی جگہ کنکریاں بھی آئی ہیں نیز حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شب شہادت ہوئی تو میں نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا:

ایھا القاتلون جھلا حسینا
ابشروا بالعذاب والتنکیل
قد لعنتم علی لسان ابن داؤد
و موسیٰ و حامل الانجیل

ترجمہ: ”اے حسین کے قاتلو! جاہلو! تم کو عذاب کی خوشخبری ہو تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر ملعون ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر مردود ہو“۔

Marfat.com

یہ سنتے ہی میں چونک پڑی اور ادھر ادھر اس شعر کے پڑھنے والے کو ڈھونڈ نے لگی۔ مگر اس کا کہیں نشان نہ پایا روتے روتے اس بوتل کو کھول کر دیکھا تو ہر ہر کنکری سے خون بہتا تھا۔

ہر پتھر کے نیچے سے خون

اکثر روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ جس دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں تو آسمان بہت زیادہ سیاہ ہو گیا تھا اور مایوسی کی گھٹا چاروں طرف اُمڈ چلی آتی تھی کوئی پتھر نہ اٹھایا جاتا تھا مگر اس کے نیچے سے تازہ تازہ خون بہتا تھا۔

ابن الاخضر، زہری سے روایت کرتے ہیں۔ زہری کہتے ہیں مجھ سے عبدالملک بن مروان نے کہا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے دن کی اگر تو ہم کو کوئی علامت بتائے گا تو ہمارے نزدیک وحید العصر فرد زمانہ ہوگا میں نے کہا بیت المقدس میں کوئی پتھر نہ اٹھایا جاتا تھا مگر تر و تازہ اس کے نیچے سے خون بہتا تھا۔ عبدالملک نے کہا مجھے بھی یہ روایت یونہی یاد ہے۔ پس ہم تم دونوں اس حدیث میں قریب قریب ہیں۔

آسمان پر سیاہی اور سرخی

حافظ ابوالحسن عثمان بن محمد بن ابی شیبہ العنبی الکوفی برادر حافظ ابوبکر عیسیٰ بن حارث بن کندی سے اور علامہ ابن جوزی، علامہ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد تین دن تک تمام جہان تاریک رہا چاروں طرف سے اندھیری چلی آتی تھی اور آسمان معلوم نہ ہوتا تھا اس کے بعد آسمان کے کناروں میں سرخی ظاہر ہوئی۔

امام مقریزی رحمۃ اللہ علیہ خط میں لکھتے ہیں کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوتے تو آسمان رو یا اس کا رونا ہی سرخی ہے۔

Marfat.com

امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر آسمان رویا آسمان کا گریہ اس کی سرخی ہے۔ بعض مورخین فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد برابر چھ مہینہ تک آسمان میں سرخی رہی پھر امام کے قتل کے بعد سے وہ سرخی ہمیشہ دیکھی جاتی ہے۔

آسمان کے سرخ ہونے کی وجہ؟

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے پیشتر یہ سرخی جو شفق کے ساتھ پائی جاتی ہے پہلے نہ تھی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آسمان کے سرخ ہونے میں غامض حکمت یہ تھی کہ غصہ چہرہ کی سرخی اور حرارت کا موجب ہوا کرتا ہے کیونکہ غصہ کی حالت میں خون جوش میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ خون جسم منہ سے پاک ہے۔ پس اس حکیم المطلق نے قاتلان حسین رضی اللہ عنہ پر اپنے غصہ کی نشانی بایں طور ظاہر کی کہ آسمان کے کناروں پر سرخی نمودار کردی۔ جس سے امام مظلوم کے دشمنوں کو اپنے گناہ کی برائی اور شامت معلوم ہوگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بے چین ہونا

علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گریہ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے چین کر ڈالا اور آنکھوں سے خواب راحت ختم کر دیا تھا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی گریہ و نالہ سے آپ کیونکر بے چین اور بے آرام نہ ہوئے ہوں گے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قصہ گو بہت طویل ہے مگر بطریق اختصار بیان کرتے ہیں جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ بدر کے دن اور کفار کے ہمراہ اسیر ہو کر آئے (ابھی تک آپ اسلام سے مشرف نہ ہوئے تھے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جہاں اور کافروں کے بازو باندھ کر ایک جگہ بند کر دیا تھا اسی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی بازو جکڑ کے بند کر دیا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ اور اہل و عیال کو یاد کر کے روتے تھے۔ جناب افضل موجودات سرور

Marfat.com

کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کے رونے کی آواز سنی قرابت کی وجہ سے بے چین ہو گئے۔ اور رات بھر نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی آپ نے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ پس اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے۔

پھر علامہ ابن جوزیؒ کہتے ہیں خراش عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اس درجہ بے آرام کر دیا تو جگر پارہ کے جوش وخروش سے آپ کس درجہ بے آرام ہوئے ہوں گے اسی طرح وحشی قاتل سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب ایمان لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے وحشی تو مجھے منہ نہ دکھا جب آیا کر پس پشت بیٹھا کر یا منہ چھپالیا کر کیونکہ مجھے اپنے دوستوں کے قاتل کا منہ بھلا نہیں لگتا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں باوجودیکہ اسلام ماقبل کے جملہ گناہوں اور کفر کو مٹا دیتا ہے اور تمام کبائرہ وصغائر اس کی وجہ سے محو ہو جاتے ہیں۔ مگر تب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں یہ کلمہ فرمایا۔ پس اس وقت آپ کے دل مبارک کے حزن و ملال کا موازنہ کرنا چاہئے کہ جگر کے ٹکڑے امام حسین کے ذبح ہونے اہل بیت کا سر برہنہ، جامہ دریدہ بے پردگی کے ساتھ اونٹوں کے پالانوں میں بٹھا کے لے جانے، ننھے ننھے بچوں کا بے آب ودانہ بلبلا کر جان دینے میں کیا قلق گزرا ہوگا۔

یزیدیوں کی نحوست سے سب کچھ راکھ ہو گیا

ترجمہ صواعق میں ہے کہ ایک قافلہ ورس (ایک قسم کی سرخ رنگ کی مٹی ہوتی ہے جس سے کپڑے رنگا کرتے ہیں) سے بھرا ہوا یمن سے عراق کی طرف چلا جاتا تھا۔ چونکہ لشکر یزید بھی اسی سمت چل رہا تھا باہم مل کر چلنے لگے۔ اس قافلے کے اونٹ جو ورس سے بھرے ہوئے تھے وہ یزیدیوں کی نحوست سے سب راکھ ہو گئے۔

Marfat.com

آسمان کا رونا

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد سات روز تک متواتر آسمان رویا اور اس کا گریہ ونالہ اس درجہ تھا کہ اس کی سرخی کا عکس درودیوار اور مکان پر یہاں تک تھا کہ دیکھنے والوں کو سرخ رنگ کے پردوں کا شبہ ہوتا تھا۔ نیز کواکب وثوابت یکے بعد دیگرے اس قدر برسے کہ شمار کرنے والے عاجز اور دیکھنے والے حیران تھے۔ اور جس دن آپ شہید ہوئے ہیں آسمان سے خون کا مینہ برسا لطف یہ تھا کہ جہاں کہیں وہ مینہ برسا اس کا نشان گھروں میں باقی رہا اور بہت مدت کے بعد ختم ہوا۔

خون کی ندیاں جاری

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ خراسان اور شام اور کوفہ کی چھتوں اور درودیواروں پر ایسی خونباری ہوئی کہ گویا گھروں میں خون کی ندیاں جاری تھیں۔

''تہذیب التہذیب'' میں مرقوم ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد آسمان سے خون برسا جب صبح ہوئی تو سارے لشکر کے برتن خون سے بھر گئے تھے۔

سورج گہن

''شواھد النبوت'' میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے دن آفتاب کو گہن لگا کہ دن میں کواکب کی چمک اور ثوابت کی دمک معلوم ہوتی تھی۔

طبر بن بشیر، جعفر بن سلیمان سے نقل کرتے ہیں کہ میرے ماموں نے کہا جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آسمان سے خون مینہ کی طرح برسا۔

مہدی بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے مروان بھی حصلیتہ کے غلام سے سنا وہ کہتے ہیں مجھ سے عبیداللہ بن زیاد کے دربان نے بیان کیا کہ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور ان کا مبارک سر، دارالامارۃ میں رکھا گیا تو میں نے دیواروں سے خون بہتے دیکھا۔

Marfat.com

جریر بن عبداللہ، یزید ابن زیاد سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ واقعہ کربلا میں میری ۱۴ رسال کی عمر تھی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ لشکر قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ میں جس قدر ورس تھا سب راکھ ہو گیا۔ جب انہوں نے اونٹوں کو ذبح کیا تو ان کے گوشت سے آگ نکلتی تھی۔

ایک اور روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد جب لشکر یزید آپ کے اونٹ پکڑ کر لے گئے اور کھانے کے لئے ذبح کئے تو ان کا گوشت تلخی میں حنظل سے کچھ کم نہ تھا۔

Marfat.com

غم امام حسین رضی اللہ عنہ کا جائز طریقہ

جنات کا اظہار غم

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر جنوں کو گریہ اورنوحہ کرتے ہوئے سنا۔ ابن الاخضر، ابی حباب الکلبی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے قبیلہ بنی طے میں سے ایک شخص سے ملاقات کی اور کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم نے جنوں کا نوحہ جو انہوں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر کیا تھا سنا ہے۔ اس نے جواب دیا بیشک میں نے سنا ہے ہماری قوم میں جس سے تو ملاقات کر کے اس بارے میں دریافت کرے گا وہ ضرور تجھے اس سے خبر دے گا ہمارے قبیلہ کے بچے بچے کو اس سے واقفیت ہے۔ میں نے کہا مجھے جنوں کے نوحے سننے کی بہت آرزو ہے اگر تو وہ کلمات سنائے تو دل سے مرہون منت ہوں گا اس نے یہ شعر پڑھے

سلح لنبی جبینۂ
فلا یربق فی الخدود
ابواہ فی علیا قریش
وجدہ خیر الجدود

شیخ نصر اللہ بن عجلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خواب میں جو کہ ثقات اخبار میں سے ہیں نہایت وثوق سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور عرض کی اے امیر المومنین آپ نے فتح مکہ کے دن کہتے تھے "عن دخل دار ابی سفیان

Marfat.com

فھو امن'' پھر آپ کے بیٹے امام حسین رضی اللہ عنہ پر جو کچھ گزرا ہے سب پر ظاہر ہے۔

آپ نے فرمایا تو نے ابیات ابن الصفی اس بارے میں سنے ہیں۔ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا اس کے پاس جا اور سن، میں نیند سے جاگا اور ابن الصفا کے گھر گیا (یہ وہی شاعر تھا جس کا لقب شہاب الدین ہے) میں نے دروازہ پر دستک دی وہ باہر آئے اور اس قصہ کو سن کر چیخ ماری اور زور سے رونے لگے اور کہا بخدا وہ اشعار میں نے ابھی تک کسی کو نہیں سنائے آج ہی رات کو نظم میں جمع کئے ہیں، پس وہ اشعار یہ ہیں:

ملیکتا مکان العفو منا سمیة
فلا ملکته سال بالدم البطح
و ملکتم قتل الاوساوی و ظالما
غرونا علی الاسریٰ و نفقو و نضفع
و جسکم ھذا التفاوت بعیتاء
و کل اناء بالذی فیه ینفخ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو صدمہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا امام حسین رضی اللہ عنہ پر اس درجہ روئیں کہ روتے روتے بے ہوش ہوگئیں۔

سرہ ابن خالد کہتے ہیں کہ مجھے عامر بن خالد بن عبدالواحد نے خبر دی کہ شہر بن حوشب کہتے ہیں میں حضرت ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ان کے دردآمیز رونے کی آواز سن کر پاس گیا اور عرض کی جناب خیر تو ہے۔ فرمایا آج حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے یہ کہتے کہتے بیہوش ہوکر گر پڑیں۔

Marfat.com

حماد بن مسلم، عمار بن ابی عمار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں جنوں کا نوحہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر اپنے گوش ہوش سے سنا۔ عمرو بن حبیب بن ابی ثابت، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد میں نے کبھی جنوں کی آواز نہ سنی تھی۔ مگر جس رات حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں نے جنوں کا نوحہ سنا جس سے فوراً حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا خوف ہوا۔

لونڈی سے کہا جا خبر لا۔ لوگوں سے دریافت کر کے کنیز آئی۔ اور امام کی شہادت کی خبر لائی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جن نوحہ کرتے اور یہ اشعار پڑھتے تھے:

الا یا عین فابتهل لجهد
ومن یبکی علی الشهداء بعدی
علی رهط تفودهم المنایا
الی متحیر فی الملك عهدی

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا اظہار غم

روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خبر شہادت جب مدینہ منورہ میں آئی تو بنی ہاشم کے گھروں میں سے جس قدر اس دن غم اور فریاد کی آواز سنی گئی اتنی کبھی نہ سنی گئی تھی۔ البتہ تمام بنی امیہ کو بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ اسی اثناء میں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے بعض غلام کربلا سے مدینہ آئے اور تمام واقعہ کربلا سر سے پاؤں تک حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو سنایا اور عرض کی آپ کے دونوں صاحبزادے بھی امام کے ساتھ شہید ہوئے۔ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا قضائے الٰہی پر راضی

Marfat.com

رہنما مردگان عالی ہمت اور حضرات بلند ہمت کا کام ہے۔

ابوالسلاسل جو عبداللہ کا قدیمی غلام تھا بولا جناب، دونوں صاحبزادوں کی شہادت کا باعث حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس بے جا بات نے بے چین کر دیا۔ آپ نے غلام کو اذباً بہت سی جوتیاں ماریں اور فرمایا اے ابن الخنا خبردار اب کبھی ایسی لغویات حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بابت نہ بکنا۔ کہ انہوں نے میرے بچوں کو قتل کرایا۔ اللہ کی قسم اگر میں ان کے حضور میں ہوتا تو ایک جان تو کیا ایسی ہزار جانیں بھی ہوتیں تو ان پر قربان اور جب تک ان کے سامنے مارا نہ جاتا ان سے جدائی پسند نہ کرتا۔ دو بیٹوں کی کیا حقیقت لاکھ ہوتے تو ان کے قدموں پر فدا کرتا۔ مجھے خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ گو میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہو کر اپنے ہاتھ سے قتال نہیں کیا مگر اس مرتبے کی بزرگی مجھے دونوں بیٹوں کی وجہ سے میسر ہوئی۔ اتنے میں لقمان۔ حضرت عقیل کے صاحبزادے اپنی بہنوں امہانی، اسماء، ریلہ، زینب کو ساتھ لے کر سر برہنہ کپڑا لپیٹے ہوئے آئیں اور جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کی خبر شہادت سنی تو سب کے سب رونے لگیں اپنے ان اعزہ واقارب کو جو حضرت سیدنا اامام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے غم کرتیں اور کہتی تھیں:

ماذا تقولون اذ قال النبی لکم
ماذا فعلتم وانتھ اخر الامم
یعترتی و حریمی بعد مفتقدی
منھم اساری و قتلی خرجوا بدھی
ما کان ھذا اجزائی اذ نصحت لکم
ان تخلفوا نی بسنو فی ذوی رحمی

Marfat.com

مزار اقدس پر فرشتوں کی حاضری

''غنیۃ الطالبین'' میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر جس دن کہ وہ شہید ہوئے۔ ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور اس دن سے برابر گریہ کرتے ہیں اور قیام قیامت تک کرتے رہیں گے۔

''غنیۃ الطالبین'' کی دوسری روایت میں حمزہ نامی شخص فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر نماز پڑھ رہے ہیں۔

یاد امام میں بے اصل روایات اور غلط مرثیے ناجائز ہیں

پس روایات بالا سے ثابت ہوا کہ اس طرح کا غم کرنا اور شہادت میں قصائد پڑھنا جائز ہیں۔ البتہ جھوٹی بے اصل باتیں موزوں کر کے پڑھنا یا واہی تباہی اشعار بکنے۔ یا ان کے حالات تک بندی کر کے الحان موسیقی میں بطور راگ گانے اور محافل ومجالس میں آوازیں بنا بنا کر راگنیاں گانی ممانعت سے خالی نہیں۔ بلکہ یہ ایک قسم کا گناہ کبیرہ ہے۔ مومن مخلص کو چاہئے کہ قصائد میں امور بالا کو دخل نہ دے۔ اور ایام متبرکہ محرم میں بجائے ان خرافات کے اکثر اوقات تلاوت قرآن وحدیث ووظیفہ ودرود شریف میں مشغول رہے۔ محتاجوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا، پانی، دودھ، شربت خاص خدا کے نام پر پلانا اور ایسے حسنات جن سے امام مظلوم اور سید معصوم کی روح پر فتوح شاد ہو عمل میں لانا چاہئے اور گناہوں کے مرتکب ہونے سے جیسے نقارے بجوانے، علم اٹھانے، تعزیے بنانے، قبریں بنا کر ان کو سجدہ گاہ قرار دینے اور خرفات بدعتیں ایجاد کرنے غیر مشروعات میں روپیہ خرچ کرنے سے باز رہے۔ کیونکہ بعض صورتیں شرک اور اکثر صورتیں گناہ کبیرہ اور بدعت سے خالی نہیں۔

Marfat.com

محب اہل بیت کے لئے یہ ماتم اور نوحہ مناسب نہیں

محب اہل بیت کو مناسب ہے کہ کتب معتبرہ سے آپ کے معتبر احوال دریافت کر کے حزن والم میں دو چار گھڑی آنسو بہائے مگر یہ تکلف گریہ وزاری کرنے اور محزونوں کی صورت بنانے سے کچھ فائدہ نہیں۔ ہاں بے اختیار گریہ کا غلبہ موجب ثواب ہے مگر یہ طریقے جو ہمارے شہر (پاک وہند) میں متعارف ہیں۔ جیسے سینہ کوبی کرنا، مزامیر بجانا یعنی ماتم کے وقت ڈھول اور تاشے پٹوانے، علم بازار میں چھرانے، نعرے لگاتے پھرنا، امام حسین کے نام کا قیدی بنا کر زنجیروں میں بچوں کو جکڑ کر بھیک مانگتے پھرنا، اہل بیت کرام کے نام از راہ ہتک کوچہ بکوچہ لینا وغیرہ بالکل ممنوع اور پرے درجہ کا زبوں ہے۔

ایسے ہی قوم کے حق میں کسی قابل نے فرمایا ہے:

ایں قوم خوارج در روافض بخصال
بند ندرانہ احوال شہیداں تمثال
آکار کہ تا احشر بر لعنت باد
یکسال یزید کرد اینہا ہر سال

دس محرم کو کیا عمل کریں؟

شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ "صواعق محرقہ" میں اور شیخ محقق عبدالحق دہلوی، شرح سفر السعادۃ اور رسالہ ماثبت بالسنۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ عاشورے کے دن جو تکلیفیں اور مصیبتیں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کی بلندی درجہ اور رفعت مقام کا باعث ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ کو وہ مقبولیت ہوئی کہ باید وشاید اور انہیں تکلیفوں کے سہنے مصیبتوں کے اٹھانے سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اہل بیت اطہار کے کل درجات کو حاصل کرلیا۔ پس جو مومن ان کی اس

Marfat.com

مصیبت کو یاد کرے اسے لائق ہے کہ خدا کے حکم کی فرمانبرداری اور صابرین کا مرتبہ پانے کے لئے کلمہ فرمودہ (انا للہ و انا الیہ راجعون) کا ورد کرے۔

اور آپ کے لیے اس مرتبہ کا حصول جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس فرمودہ

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾ (سورۃ البقرہ، ۱۵۷)

۔۔۔کے بموجب مقرر کیا ہے چاہے اور جہاں تک ہو سکے اس دن میں نماز نفل اور حسنات میں مشغول رہے اور رافضیوں (شیعوں) کی بدعتوں یعنی گریہ اور نوحہ میں مشغول ہونے سے بچے اور پرہیز کرے کیونکہ اس قسم کے اختراعات مومنوں کے اخلاق سے بعید ہیں۔ اگر مومنوں کا یہ شعار ہوتا تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات میں صحابہ کرام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوحے پڑھتے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ سب سے پہلے مسلمانوں پر جس بڑی مصیبت کا حملہ ہوا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہی تھی۔ نیز مسلمانوں کو لازم ہے کہ فرقہ ناصبیہ متعصبہ کی خرافات بدعتوں سے جو اہل بیت کرام سے سخت دشمنی رکھتے اور سید مظلوم امام مغموم کی شہادت کے دن عید کے دن جیسی خوشیاں مناتے ہیں اس دن زینت و آرائش جیسے بالوں پر خضاب کرنا، سرمہ لگانا، نئے کپڑے پہننا، پر تکلف کھانے عید کی طرح پکا کر گھر گھر تقسیم کرنے سے پرہیز کرے۔ اس باب میں نہ تو کوئی حدیث ہے نہ علماء امت سے کوئی صحیح حکایت ثابت ہوئی ہے۔

بعض دیگر خرافات

اور وہ جو بعض حدیث میں عاشورے کے دن سرمہ لگانا آیا ہے۔ درحقیقت وہ حدیث موضوع ہے اس باب میں کوئی صحیح حدیث مروی نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)

رافضی (شیعہ) لوگ تو کثرت جہالت کے سبب سے افراط ماتم میں گھس گئے ہیں اور

Marfat.com

ناصبی فرقے نے اس کی مخالف جانب میں نہایت تفریط کی ہے اور فی الواقع دونوں گروہ خطا پر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سلف کے طریقے سے بالکل دور پڑے ہوئے ہیں انتہیٰ۔

یہ بھی واضح رہے کہ بعض روایتوں میں جو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا سر کے بالوں سے مقتل میں جھاڑو دینا اور اپنے آنسوؤں سے سخت زمین کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقتل کے لئے نرم کرنا زنان اہل بیت اور حضرت فاطمہ اور حضرت مریم وغیرہ کا وہاں آ کر سر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو گودی میں لے کر گریہ کرنا، فرشتوں کا قیام قیامت تک آپ کے مزار شریف پر رونا۔ اس فرشتے کا آپ کی قبر پر قیامت تک رونا جس کا پر جل گیا تھا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھ لگانے سے شفا ہو گئی تھی۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو میدان کربلا میں خواب میں دیکھنا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو مصیبتوں کے سہنے اعدا کی ایذاؤں کے اٹھانے میں نصیحتیں کرنا وغیرہ وغیرہ حکایتیں معتبر کتب میں دیکھنے میں نہیں آئیں۔ وہ قابل اعتبار نہیں۔

تاریخ شہادت

واضح ہو کہ جمہور کے نزدیک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ۶۱ ہجری میں واقع ہوئی اور آپ کی شہادت کا دن محرم کی دسویں تاریخ ہے۔ واقدیؒ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ماہ صفر میں روایت کی گئی ہے مگر عاشورہ کا دن اثبت واظہر ہے۔ اسی طرح تعین یوم میں بھی اختلاف ہے۔ بعض جمعہ کا دن بتلاتے ہیں۔ بعض حضرات دوشنبہ کے قائل۔ مورخین شنبہ فرماتے ہیں آخر کا قول شیخ مفید شیعی کا ہے اگر عمر شریف میں بھی اقوال مختلف ہیں اور سنیوں شیعوں میں بکثرت اختلاف واقع ہوا ہے جسے ہم اختصاراً ترک کرتے ہیں۔ والعلم من عند اللہ

Marfat.com

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک کا ذکر

صاحبزادوں کی تعداد

علامہ ابن جوزیؒ ''صفوۃ الصوۃ'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے تین صاحبزادے حضرت علی اکبر، حضرت علی اصغر، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور دو صاحبزادیاں حضرت فاطمہ اور حضرت سکینہ رضی اللہ عنہن تھیں۔

ابن الاخضر ''معالم العترۃ'' میں فرماتے ہیں کہ آپ کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ چوتھے صاحبزادے کا اسم مبارک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا۔

حافظ محب الدین ابو عباس ''ذخائر العقبیٰ'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اپنی وسعت علم میں جہاں تک دیکھتا ہوں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں نقل ہیں۔ چار صاحبزادے تو مذکور ہیں اور دو کا نام مبارک، علی الاوسط، اور ''محمد'' ہے۔ اسی طرح دو صاحبزادیوں کا نام سابق میں بتایا گیا ہے اور تیسری کا نام حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہے۔

ابن الحساب اور ابن طلحہ عدد اور تفصیل میں مختلف اقوال بیان کرتے ہیں شیخ مفید شیعی بھی ابن الاخضر کی روایت کے قریب قریب بیان کرتے یں حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام شہر بانو ہے جو یزد جزد بن شہریار بادشاہ فارس (ایران) کی پوتی تھیں۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ لیلیٰ بنت مرہ بن عروہ بن مسعود تقیفہ تھیں اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی والدہ قضاعہ تھیں۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ رباب بنت امرالقیس بن عدی الکلبیہ اور حضرت

Marfat.com

فاطمہ صغریٰ کی ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ التیمیہ تھیں۔ پس علی اکبر تو معرکہ کربلا میں امام کے ساتھ شہید ہوئے اور علی اوسط جن کو امام زین العادین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحیح و سالم مدینہ منورہ واپس آئے۔

جاننا چاہیے کہ علی اوسط زین العابدین کا نام اسی شخص کے نزدیک صحیح ہوگا جو اس بات کا قائل ہوگا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں تین صاحبزادوں کا علی نام تھا۔ اور جو صاحب اس کے قائل ہیں کہ آپ کے دو ہی صاحبزادوں کا علی نام تھا ان کے نزدیک علی اصغر زین العابدین ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ زین العابدین کا علی اوسط نام ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ علی اصغر اور تھے جو اپنے والد بزرگوار کی گود میں تیر کھا کر شہید ہوئے اور عبداللہ خیمہ اطہر کے آگے والد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کھڑے تھے کہ کسی شقی کے زہر آب دادہ تیر نے اس معصوم کو ہلاک کیا۔ رہے محمد اور جعفر ان کا تفصیلی احوال معلوم نہیں مگر غالب گمان یہ ہے کہ وہ بلوغ سے قبل ہی فوت ہو گئے۔

حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہما

حضرت فاطمہ بنت الحسین کا حضرت حسن مثنیٰ سے نکاح ہوا تھا اور ان سے کئی اولادیں بھی پیدا ہوئیں اور حسن بن حسن کے انتقال کے بعد عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ان کا دوسرا نکاح ہوا اور ان سے بھی کئی اولادیں پیدا ہوئیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک فاضلہ عورت تھیں جنہوں نے اپنے والد کے سوا اور بہت سے تابعین تبع تابعین سے احادیث بکثرت نقل کیں پھر ان سے ہزاروں لوگوں نے احادیث کی سند لی۔

ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ بڑے بڑے محدثین نے ان سے روایت کی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ۱۰۰ ہجری کے بعد وفات پائی۔

Marfat.com

حضرت سکینہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہ

دوسری صاحبزادی حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بہت محبت تھی اوران کی والدہ بھی محبوب ترین زوجہ تھیں آپ اکثر اوقات ان کے حق میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

لعمرك انبتي لا حب ارضا
نخل بها سكينة والرباب

حضرت سکینہ رضی اللہ عنہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہی گئیں تھیں جب حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو عبدالملک بن مروان ملعون نے قتل کرڈالا اور حضرت سکینہ کو کوفہ کے قید خانہ میں بند کیا اس وقت اہل کوفہ حضرت سکینہ کی زیارت کو آتے ۔تھے اور وہ رو رو کر فرماتی تھیں اے کوفیو! تم پر کبھی خدا کی برکت نہ ہو۔اس کے قہر و غضب میں ہمیشہ گرفتار رہو۔طفلی کی حالت میں توتم نے مجھے یتیم کیا میرے مشفق معصوم والد کا سایہ میرے سر سے اٹھایا۔اب جوانی کی حالت میں اے ظالموتم نے مجھے بیوہ کیا اور میرے رفیق شوہر کو بے جا قتل کرڈالا۔

غرض کہ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد عبداللہ بن عمرہ بن حکیم بن خرام سے آپ کا نکاح ہوا اور عبداللہ کے وصال کے بعد عبدالعزیز بن مروان نکاح میں لایا اور چند روز کے بعد کسی خاص امر کی وجہ سے انہیں طلاق دے دی اس کے بعد زید بن عمرو بن حضرت عمرو بن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا اور سلیمان بن عبدالملک نے طلاق دلائی۔آپ کی ترتیب زوج میں اس کے علاوہ اور بھی روایتیں آئی ہیں اور آپ کا انتقال ۱۱۷ ہجری میں ہوا۔

Marfat.com

مورخین فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے احوال سے مجھے اطلاع نہ ہوئی۔ الغرض حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد اس زمانہ میں شرق سے غرب اور جنوب سے شمال تک حضرت علی بن حسین اور اور حضرت فاطمہ بنت الحسین سے باقی ہے۔ شرقی اور غربی ممالک کی اطراف واکناف میں کوئی ایسا قریہ اور شہر نہ ہوسنا ہوگا جس میں آپ کی اولاد نہ بستی ہو۔ اب اس کے برعکس یزید پلید کو دیکھیں باوجودیکہ پندرہ لڑکے چھوڑے مگر ایک بھی باقی نہ رہا۔

چنانچہ اصدق الصادقین جناب حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے پاک کلام میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿٣﴾ (سورۃ الکوثر، ۱ تا ۳)

ترجمہ: ''اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خبر سے محروم ہے''۔

پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کے لاولد ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ دے تو اس کی اولاد کیونکر باقی رہ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صرف ایک صاحبزادے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نسل مبارک میں وہ برکت عنایت فرمائی کہ آپ کی اولاد سے روئے زمین پر ہوگئیں۔ اگر آپ کی اولاد کے ان افاضل واکابر کا ذکر جو علم وفضل کمال وادب شعر ووقار کے ساتھ متصف تھی بیان کیا جائے تو اطناب کی راہ ناپنے اور مقصود اصلی کے فوت ہونے کا خوف ہے۔ نیز دریا کوزہ میں سمانا اہم امر ہے۔ لہٰذا بعض وہی حضرات جو مشہور ومعروف ہیں مذکور ہوتے اور شمار میں لائے جاتے ہیں۔

Marfat.com

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

جاننا چاہیے کہ حضرت علی ابن حسین، حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے نام سے بھی معروف تھے آپ کی ولادت ۵ شعبان ۳۸ ہجری میں مورخین لکھتے ہیں۔ آپ نے نشوونما کا وجود اپنے بزرگ دادا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت میں نہ پایا۔ مگر آپ کی ولادت اس متبرک زمانہ میں ہوئی۔

متفق علیہ مسئلہ ہے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ چونکہ اعلیٰ درجہ کے زاہد اور غایت درجہ کے عابد تھے۔ اسی وجہ سے اس زمانہ کے لوگ آپ کو ''زین العابدین'' کہتے تھے۔ آپ کی وفات کی تاریخ میں مورخین کو کسی قدر اختلاف بھی ہے چنانچہ بعض حضرات آٹھ ۸ محرم ۹۴ اور بعض صاحب سن ترپن سال کے قائل ہیں۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ سن پچانوے، ولید بن عبدالملک کی خلافت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ میں اپنے عالی قدر چچا امام حسن رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے قریب مدفون ہوئے۔

شیعوں کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کو ولید بن عبدالملک نے زہر دے کر شہید کیا۔

بہرصورت اس وقت آپ کی عمر ۵۵ برس چھ ماہ کی تھی۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اولاد

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں بھی اختلاف ہے بعض آٹھ فرزند کے قائل ہیں۔ اوران کے مبارک نام بایں ترتیب بیان فرماتے ہیں۔

۱۔ حضرت امام محمد باقر

۲۔ حضرت سیدنا زید

Marfat.com

۳- حضرت سیدنا عبداللہ

۴- حضرت سیدنا عبیداللہ

۵- حضرت سیدنا حسن

۶- حضرت سیدنا حسین

۷- حضرت سیدنا علی

۸- حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہم

۔۔۔اور بعض کے نزدیک نو لڑکے اور ایک بیٹی سکینہ نام کی بھی بیان کی ہے اور بعض کے نزدیک آپ کی کوئی بیٹی نہ تھی۔ واللہ اعلم

Marfat.com

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا بُرا انجام

جاننا چاہیے کہ جب اس خاندان سادات باوقار کے بیان سے فارغ ہوئے تو اب ہمیں دو چیزوں کا ذکر کرنا ضروری ہوا۔ ایک یزید کے احوال خسران مآل کا ذکر دوسرے امام مظلوم کے دیگر قاتلوں کا حال تاکہ اہل بیت کے مصائب سننے سے جو مومنین کو حزن والم پہنچا ہے وہ ختم ہو جائے اور مردمان عاقبت بین۔ صاحبان انجام گزیں کے لئے عبرت کا سبب ہو۔ اے اللہ ہمارے اور جملہ مسلمانوں کے دل ان کے دشمنوں کی محبت سے محفوظ و مصئون رکھ اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی آل واصحاب واحباب اور ازواج اور اس اتباع اور تمام مومنین ومومنات کی محبت واخلاص ہمارے نصیب فرما۔ (آمین ثم آمین)

یوم قیامت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حق میں فیصلہ

ابن الاخضر، امام علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ سے اور وہ سلسلہ بہ سلسلہ اپنے والد سے اپنے دادوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا کر فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری دختر یعنی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا قیامت کے دن خون سے بھرا ہوا کپڑا بدن پر اوڑھے ہوئے قبر سے اٹھائی جائیں گی اور عرش کے ستونوں میں سے ایک ستون کو پکڑ کر جناب باری تعالیٰ عزوجل میں عرض کریں گے، اے سب حاکموں کے حاکم، اے تمام منصفوں سے زائد منصف، مجھ میں اور میرے بیٹے امام حسین کے قاتلوں میں حق فیصلہ اور مبرم حکم فرما۔ پس خدا کی قسم، حق سبحانہ وتعالیٰ میری بیٹی کے حق میں اچھا فیصلہ فرمائے گا۔ (سعادت الکونین فی فضائل الحسنین)

Marfat.com

مستحق عذاب

عامر بن سعد البجلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا، اے عامر میرے یار حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر میرا اسلام کہہ اور خبر دے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل دوزخ میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ان کو تمام روئے زمین کے لوگوں سے زیادہ اور عذاب دے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس خواب کا واقعہ بیان کیا انہوں نے جواب دیا کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ اے عامر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہوسکتا ہے۔

مرزا محمد معتمد خان مورخ رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں یہ خبر تو اخروی عذاب کی ہے جو ان پر ہمیشہ اور پابندہ اور ابدالاباد تک رہے گا مگر جو بلائیں اور مصیبتیں حق سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا ہی میں ان پر مسلط کیں اور درحقیقت عذاب آخرت کی بجائے خود ایک نمونہ تھیں ان کو سننا چاہئے۔

معرکہ کربلا میں شریک یزیدی مختلف عذاب میں گرفتار

زہری روایت کرتے ہیں کہ جتنے لوگ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے معرکہ میں شریک تھے ان میں سے بے عذاب کوئی شخص بھی دنیا میں نہ چھوڑا گیا۔ بعض قتل کئے گئے۔ بعض اندھے ہو گئے۔ بعض کوڑھی اور سیاہ ہو گئے۔ بعض اپنے اپنے وطنوں اور ملک و دولت سے نہایت ذلت وخواری کے ساتھ نکالے گئے۔

منصور بن عمار کہتے ہیں بعض اشقیا پیاس کی شدت اور گرمی کی شدت سے تڑپ تڑپ

Marfat.com

کر مر گئے حالانکہ مشکیں کی مشکیں دریا کے دریا کنوئیں کے کنوئیں پانی کے پی گئے مگر پیاس نہ بجھی اور پیاسے کتوں کی طرح بری حالتوں میں ڈھیر ہو گئے۔

بعضوں کے آلہ تناسل نے وہ درازی پکڑی کہ چلتے پھرتے بیٹھتے اٹھتے رسے کی طرح گردن میں لٹکا رہتا تھا۔

دشمن جل مرا

ابوالفتح ایک اور طرفہ حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مجلس میں چند آدمی بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے اور کہہ رہے تھے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں کوئی ایسا معین و مددگار نہ تھا جس پر کوئی آسمانی آفت نہ ٹوٹی ہو یا بلائے ارضی نے نہ گھیرا ہو یعنی مرنے سے پہلے وہ ضرور کسی نہ کسی آفت میں مبتلا ہوئے اس محفل میں ایک بوڑھا مرد بھی تھا جھٹ بول اٹھا کہ سنو صاحبو! حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں بھی شریک تھا اور ان کے قتل میں میں بھی ان کے دشمنوں کا معاون تھا مگر مجھے تو کچھ بھی نہ ہوا صحیح و سالم ابتک موجود ہوں یہ کہہ کر چراغ کی بتی اٹھا کر چلا کہ چراغ کا گل اس پر گر پڑا اور آگ بدن میں لگ گئی ہر چند کہ فریاد کرتا رہا کہ مجھ کو آگ لگی ہوئی ہے مگر کسی نے نہ سنا یہاں تک کہ دریائے فرات میں گیا اور کئی غوطے کھائے مگر جو آگ اللہ کے غضب کی آگ ہو اسے کون بجھا سکتا ہے۔

توبہ ہے دریائے فرات کو کیا زہرہ تھا جو اس آگ کو بجھا سکتا آخر کار دریائے فرات سے سرد نہ ہوا اور اس میں جل جل کر مر گیا۔

جل کر سیاہ

علامہ ابن الجوزیؒ کتاب سبط میں سدی سے نقل کرتے ہیں۔ سدی کہتے ہیں ایک شخص نے کربلا میں میری مہمانی کی اثنائے کلام میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ آ گیا لوگوں نے کہا جو شخص حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک

Marfat.com

تھا وہ بری موت مرا۔ لوگوں کے اس قول کو میزبان نے جھوٹ جانا اور تردید کرتے ہوئے کہا واہ صاحب میں بھی تو قتل امام حسین میں شریک تھا پر مجھے تو کچھ بھی نہ ہوا بحمد اللہ اس وقت تک صحیح وسالم موجود ہوں اس کے ایک دن بعد وہ شخص رات کو درستی چراغ کے لئے اٹھا اور چراغ کا گل اس کے کپڑے پر جھڑ گیا جس نے جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا۔

راوی کہتے ہیں اس کے مرنے کے بعد میں پھر گیا اور دیکھا خدا کی قسم اس کی صرف ایک انگلی ہی جلی تھی جس کے صدمہ سے مر گیا۔

چہرہ سیاہ ہو گیا

اسی طرح ایک اور حکایت معتبر مورخ سے بیان کی گئی ہے کہ ابن زیاد کے لشکر کے ایک سپاہی کو جس نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اپنے گھوڑے سے باندھا تھا چند روز کے بعد اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا لوگوں نے اس سے پوچھا اے شخص تو تو تمام لوگوں سے صورت میں بہتر اور نیک منظر تھا اب تجھ پر کونسی ایسی آسمانی بلا ٹوٹی جس سے تیرا سارا منہ سیاہ روغن قیر کی مانند ہو گیا۔ اس سپاہی نے جواب دیا میرے کالے منہ ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ جس دن سے میں نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر اپنے گھوڑے کی کمر سے باندھا ہے اسی روز سے دو شخص میرے پاس آتے ہیں اور میرے دونوں بازو پکڑ کر ایک ایسی جگہ لے جاتے ہیں جہاں بہت سی آگ جلتی رہتی ہے وہ دونوں آدمی مجھے منہ کے بل ڈالتے اور پھر نکال لیتے ہیں اس روز سے میرا منہ کالا پڑ گیا ہے۔

راوی کہتے ہیں آخر کار یہ شخص طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار اور نہایت ذلیل ہو کر مرا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی

امام واقدی بیان کرتے ہیں کہ ایک بوڑھا آدمی جو صرف حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے مقتل میں حاضر تھا مگر نہ وہ قتل میں شریک تھا نہ ان کے دشمنوں کا معاون، نہ ان کی طرف سے کسی قسم کا بے جا ظلم اس سے سرزد ہوا تھا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد نابینا ہو گیا اس کے دوستوں میں سے کسی دوست نے اندھے ہونے کا سبب دریافت کیا کہا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد میں عالم مثال میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلال میں اور مبارک آستین بازو تک چڑھائے ہوئے نازک ہاتھ میں برہنہ شمشیر لئے کھڑے ہیں۔ آپ کے آگے ایک چمڑے کا بڑا دستر خوان بچھا ہوا ہے جس پر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دس قاتل جنہیں میں بھی پہچانتا تھا مذبوح مرغ بسمل کے مانند پڑے تڑپ رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا او ملعون نالائق تو بھی امام حسین کے مقتل میں حاضر تھا یہ فرما کر اس دستر خوان پر سے ایک سلائی جو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون میں آلودہ تھی اٹھا کر میری آنکھوں میں پھیر دی اس روز سے میں اندھا ہو گیا۔

ایک شخص اندھا ہو گیا

اسی طرح ایک شخص ایک طرفہ نقل بیان کرتا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک طشت خون سے بھرا ہوا رکھا ہے اس طرف سے جو شخص گزرتا تھا آپ اس طشت میں سے خون لے کر اس کی آنکھ میں ڈالتے اور بددعا کر کے چھوڑ دیتے تھے میرا بھی اسی طرف سے گزر ہوا جب آپ میرے ساتھ بھی وہی معاملہ کرنے لگے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتال میں شریک نہ تھا۔ آپ نے غصہ سے فرمایا گو تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل سے راضی نہ تھا مگر اس بات کی خواہش رکھتا تھا۔ ناقل کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرما کر اپنی انگلی خون سے بھر کر میری آنکھوں میں بھی لگا دی جس سے میں نے صبح کو اپنے آپ کو

Marfat.com

نابینا پایا۔

غیبی سزا

امام احمد، ابورجا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں اے لوگو! حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان میں سے کسی کو بھی برا نہ کہو کیونکہ کوفہ میں سے ایک شخص میرے پڑوس میں رہتا تھا میرے سامنے ایک دن اس نے یہ بے ہودہ الفاظ اپنی زبان سے بکے کہ لوگو دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس فاسق بن فاسق کو قتل کرڈالا یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ کا نام ونشان دنیا سے مٹادیا خدا کی قسم میرے دیکھتے دیکھتے دو چمکتے ہوئے تارے آسمان سے اترے اور اس کہنے والے کی آنکھ میں تیر کی طرح گھس گئے جس سے وہ بالکل اندھا ہو گیا۔

تبرا کرنے پر سور بن گئے

مرزا محمد مورخ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کتب تواریخ میں امام منصور رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت لکھی دیکھی ہے امام منصور فرماتے ہیں کہ میں نے شام کے ملک میں بہت سے ایسے لوگ دیکھے جن کے چہرے سور (خنزیر) جیسے ہو گئے تھے میں نے ان لوگوں کا حال وہاں کے باشندوں سے دریافت کیا جواب دیا کہ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دن بھر میں ہزار ہزار بار لعنت کیا کرتے اور برا کہا کرتے تھے خاص کر جمعہ مبارک کے دن ان پر اور ان کی معصوم اولاد پر بے حد تبرا اور لعنت کیا کرتے تھے چنانچہ ایک دن انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں کھڑے ہوئے ان کی شکایت کرتے اور اپنی داد چاہتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سن کر بہت ہی غصہ آیا۔ آپ نے ان کے منہ پر تھوک دیا اور لعنت کی اس روز سے ان کے چہرے سور جیسے ہو گئے اور لوگوں کے لئے عبرت کا نشان بن گئے۔

Marfat.com

پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر گیا

ترجمہ صواعق میں ہے کہ جب دشمن بے دین اور اشقیاء لعین نے معرکہ کربلا میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر پانی بند کر دیا اور پیاس کی شدت سے ننھے منھے بچے بلک بلک کر رہنے لگے تو لشکر اعداء میں سے ایک شخص باہر آ کر کہنے لگا لوگوں دیکھو یہ شخص اپنے آپ کو گویا جگر گوشہ آسمان جانتا ہے تعجب کی بات ہے کہ اس کے لئے ایک قطرہ بھی آسمان سے نہیں ٹپکتا۔ جس سے کچھ پیاس بجھائے یونہی پیاس کی حالت میں تڑپ تڑپ کر جان دے گا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس ملعون کے یہ الفاظ سن کر فرمایا، ''اللھم اقلته عطشا'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس موذی پر ایسی پیاس کا غلبہ مسلط کیا کہ جس قدر زیادہ پانی پیتا تھا سیر نہ ہوتا تھا حتی کہ پیاس کی حالت میں پیاس پیاس کہتے کہتے مر گیا۔

ایک ظالم کا پیٹ پھٹ گیا

ایک صحیح روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ اثنائے قتال میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کسی سے پانی مانگا اس نے آخری وقت جان کر ایک قدح آب بھر کر دیدیا۔ آپ نے پانی کا پیالہ منہ کو لگایا ہی تھا کہ لشکر یزیدی میں سے ایک ظالم آپ میں اور پانی کے درمیان میں حائل ہو گیا یعنی عین پینے کے وقت ظالم نے ایسا تاک کر تیر مارا جس سے پانی کا پیالہ تو ہاتھ سے چھوٹ پڑا اور نبی کی تصویر کی نازک گردن ...س سخت صدمہ پہنچا۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے حق میں بددعا کی اور فرمایا اے خدا اس کو ایسی پیاس کے عذاب میں گرفتار کر کہ کبھی پانی سے سیر نہ ہو یہ کہنا تھا اور اس موذی کا پنجہ عذاب میں گرفتار ہوا پیٹ میں تو اس قسم کی حرارت و شدت پیدا ہوئی کہ ہر چند لوگ اس کے سامنے کے رخ سے پانی چھڑکتے اور پھینکتے تھے مگر ٹھنڈک کسی طرح نہ پہنچتی تھی اور پیٹ کے آگے کی جانب سے ایسی سردی اور برودت ظاہر ہوئی کہ پچھلی طرف سے کتنا ہی آگ جلاتے اور تنور روشن کرتے

Marfat.com

تھے مگر گرمی کا نام نہ تھا گو ہر وقت فریاد ''العطش'' کرتا اور منوں دودھ پانی پیتا تھا مگر کافی نہ ہوتا تھا غرض کہ پیاس پیاس کرتا رہا یہاں تک کہ پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا۔

اسی حکایت کے مثل ایک اور حکایت صاحب ''تہذیب التہذیب'' روایت کرتے ہیں جسے ہم بخوف طوالت ترک کرتے ہیں آگے چل کر مرزا محمد مورخ کہتے ہیں کہ یہ حال تو ان عام لوگوں کا تھا کہ جو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں موجود تھے۔

اب یزید اور ابن زیاد اور عمرو بن سعد اور شمر وغیرہم جو ان عام لوگوں کے سردار تھے ان کے حال بد مآل پر غور کرنا چاہئے کہ کم بختوں ناہنجاروں کندہ ناتراشوں پر کیا گزرا اور ایک ایک پر کیسی کیسی آسمانی آفتیں ٹوٹیں۔ ظاہر بات ہے کہ یزید نے صرف دنیاوی تمتع اور فانی لذات کے لئے چند روز اس قسم کی گستاخیاں اور بے ادبیاں امام کی جانب میں کرتا رہا مگر پھر کیا ہوا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کل تین برس اور کئی مہینے زندہ رہ کر جانہار گناہوں کی گٹھڑی بھرپور سر پر رکھ کر دوزخ میں پہنچا۔

اور ابن زیاد بھی تھوڑے ہی دنوں بعد مختار بن عبیدہ کے قتال میں بری حالت سے مارا گیا۔

عمرو بن سعد، شمر ذی الجوش کو اور جس قدر آدمی معرکہ کربلا میں موجود تھے مختار بن عبیدہ نے ایک ایک کو چن چن کر قتل کر ڈالا جبکہ اس کو کوفہ پر تام تسلط اور عام غلبہ ہوا تھا۔

Marfat.com

یزید ملعون کے سیاہ کارنامے

واضح ہو کہ جب یزید پلید حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر چکا تو ظلم و فسق و جور و فجور شرب خمر زنا لواطت وغیرہ وہ حرکتیں جو عموماً اور عقلاً ناپسند ہیں کرنی شروع کیں اہل مدینہ جو اس سے پہلے جبراً بیعت کر چکے تھے اب اس کا یہ حال شقاوت مآل دیکھ کر لگے خلع بیعت کرنے چنانچہ انہوں نے انصار و مہاجرین سے دو شخص منتخب کر کے ایک کو انصار اور دوسرے کو مہاجرین پر امیر بنایا۔

یزید کا خلاف شرع حکم اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا اعلان حق

عبداللہ بن العدوی تو قریش کے امیر بنائے گئے اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ انصار پر امیر مقرر ہوئے ابھی تک مدینہ میں یزید کا ایک عامل نعمان بن محمد بن ابوسفیان نامی موجود تھا۔ مدینہ والوں نے اسے نہایت ذلت کیساتھ اس پر پاک بستی سے باہر نکال دیا۔

چنانچہ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ امام عبداللہ بن غسیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں بخدا ہم نے یزید عنید کی بیعت کا ربقہ حتی الامکان اپنی گردنوں سے نہ نکالا اور حتی المقدور اس پر خروج نہ کیا یہاں تک کہ ہمیں خوف ہوا کہ اگر اب بھی ہم اس کی اطاعت کے لئے جائیں گے تو آسمان سے پتھر برس کر ہم سب کو ہلاک کر دیں گے۔

کیونکہ اس نالائق نے ماؤں کا بیٹوں سے، بہنوں کا بھائیوں سے نکاح مباح ہی نہیں جانا، بلکہ لوگوں کو اس پر مجبور کر دیا۔ نیز علانیہ طور پر شراب پیتا اور نماز ترک کر دیتا تھا۔

Marfat.com

[illegible]

شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا غم

جب تک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مکہ میں تشریف رکھتے تھے اس وقت تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت کے لیے ہاتھ دراز نہ کیا تھا۔ جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ملک عراق میں شہید ہو گئے تو ان کے لیے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بہت روئے اور بے حد تعریف کی اس وقت اہل مکہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور کہا چونکہ اب آپ کے سوا اور کوئی نہیں رہا۔ لہٰذا ہم آپ سے بیعت کرنا مناسب

Marfat.com

جانتے ہیں جب اس بیعت کی خبر یزید کو پہنچی تو چلا اٹھا اور قسم کھا کر کہا جب تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بندھے ہوئے اور گردن میں طوق پڑے ہوئے اپنے تخت کے آگے سر جھکا نہ ملاحظہ کروں تب تک نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاؤں گا اور نہ نیند بھر سوؤں گا۔

یزید کا قاصد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس

چنانچہ اس نے ایک آہنی زنجیر ولید کو بھیجی کہ یہ زنجیر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی گردن میں ڈال اور گرفتار کر کے بہت جلد میرے پاس بھیج ولید نے یزید کے قاصد کو مکہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اس نے یہاں آ کر یزید کا پیغام دیا اور وہ آہنی زنجیر حضرت عبداللہ کے پاس رکھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سر ہلایا اور اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ قاصد جب یزید کے پاس واپس آیا تو اس نے ساری حقیقت بیان کی۔ یزید عامل ایک سال تک خاموشی سے تدبیر سوچتا رہا۔ یہاں تک کہ ولید نائب یزید مدینہ سے مکہ معظّمہ حج کیلئے آیا ایک طرف حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے ایک بڑے گروہ کے ساتھ حج کر رہے تھے اور دوسری طرف ولید اپنی جماعت کے ساتھ ارکان حج ادا کرتا تھا۔ اس کے بعد عثمان بن محمد ابی سفیان نے جو ولید عامل مدینہ کی تبدیلی کے بعد یزید کی طرف سے حاکم بن کر آیا۔

اہل مدینہ کو یزید کی مخالفت سے خوف زدہ کیا ادھر اہلیان مدینہ منورہ میں سے وہ دس آدمی جو نائب یزید کے حکم کے بموجب یزید کے پاس گئے ہوئے تھے واپس آئے اور جو احوال اس کا تھا اہل مدینہ سے بیان کیا۔ جب یہ خبر یزید کو پہنچی وہ مردود اور بھی جھلایا جیسا کہ مفتاح النجا کی روایت سے ثابت کیا گیا ہے۔

Marfat.com

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا بیعت لینے سے انکار

اہل مدینہ باہم متفق ہو کر حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس گئے کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں۔ آپ ہماری سرپرستی کیجئے اور امام بنئے، حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اور مدینہ سے نکل کر ایک گاؤں مسبوع نام میں سکونت اختیار کی۔

یزید کا پیغام اور اہل مدینہ کا انکار

یہاں یزید نے نعمان بن بشیر انصاری سے کہا کہ تو مدینہ جا کر لوگوں کو نصیحت کر اور میری طرف سے اہل مدینہ کو خوب سمجھا کہ میں مدینہ جیسی متبرک جگہ میں فوج کشی کرنا نہیں چاہتا۔ اور تمہاری بیویوں کو بیوہ فرزندوں کو یتیم کرنا مجھے منظور نہیں مگر اس کے ساتھ ہی حضرت علی بن الحسین یعنی حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کہو یہ کہ تم نے خوب کیا۔ جو اہل مدینہ کے شریک نہ ہوئے اس نیکی کا بدلہ اور مکافات میرے ذمہ واجب ہے چنانچہ نعمان بن بشیر اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ آیا اور یزید کا ایک ایک پیغام مدینہ والوں کو پڑھ سنایا مگر یہاں اب کون ماننے والا تھا اس کی ایک نہ سنی۔ بلکہ صاف جواب دیدیا کہ ہم کو بیعت یزید ہرگز منظور نہیں۔ نعمان یہ سن کر واپس گیا اور یزید کو ان کے ارادوں سے مطلع کیا۔ اس وقت تو وہ بہت ہی فروختہ ہوا۔

اہل مدینہ کی تجدید بیعت نہ کرنے پر جنگ

مسلم بن عقبہ کو رموز سلطنت سے کمال درجہ واقف اور تدابیر ممالک میں نہایت درجہ مدبر اور جنگ آزمودہ تھا بلایا اور بارہ ہزار جنگجو پہلوان اور بقول بعض دس ہزار عراق کے تلوار چلانے والے بہادر اس کے ساتھ کر کے مدینہ روانہ کیا۔ چلتے وقت یہ بھی کہا کہ اے مسلم جب تو مدینہ پہنچے پہلے پہل ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ پھر بھی اگر وہ لوگ بیعت

Marfat.com

قبول نہ کریں تو جنگ شروع کرنا اور فتح کے بعد تین رات دن تک قتل عام کرنا اور ان کے خون مباح جاننا۔ اس وقت مسلم بن عقبہ کچھ بیمار تھا یزید نے کہا اگر تجھے کوئی واقعہ پیش آئے یعنی مرنے لگے تو حصین بن نمیر کو اپنے بعد خلیفہ بنا جانا۔

عبیداللہ بن زیاد اور یزید کی ناراضگی

ادھر تو مسلم بارہ ہزار فوج کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ ہوا ادھر مدینہ نے اسی روز عبیداللہ بن زیادہ کو ایک خط بایں مضمون لکھا کہ جس قدر تیرے پاس جمعیت ہے سب کو اپنے ساتھ لے کر جلد مکہ پہنچ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کر، ابن زیاد پہلے ہی یزید سے ناخوش بلکہ اس کی طرف سے ایک قسم کا کینہ رکھتا تھا۔ وجہ یہ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے صلہ میں یزید نے اسے صرف کوفہ اور سواد عراق ہی دیا اور خراسان سیستان جو عہد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ابن زیاد سے متعلق تھے اور جس کے دینے کی اس وقت اسے قوی امید دلائی گئی تھی یزید نے ان دونوں شہروں کو اس کے امید کے برخلاف مسلم بن زیاد اس کے چھوٹے برادر کو دیدیا تھا۔ پس اس باعث سے عبیداللہ بن زیاد کو یزید سے خاطر خواہ رنجش ہوگئی تھی۔ یزید کا خط پہنچتے ہی اس نے جواب صاف لکھ بھیجا کہ دو چیزیں مجھ سے نہیں ہوسکیں گی۔ اول پیغمبر کے فرزند ارجمند کو قتل کرڈالنا۔ دوسرے خانہ خدا کو ویران اور خراب کرنا اور بظاہر بیماری کا بہانہ اور حیلہ کردیا۔ یزید یہ سن کر خاموش ہوگیا۔

اہل مدینہ سے جنگ

مسلم بن عقبہ سپاہ شام کے ساتھ مدینہ میں آپہنچا اور شہر پناہ کے متصل قیام کر کے تین دن تک لشکر کو آرام کرنے دیا پھر ایک معتبر قاصد کو مدینہ بھیجا اس نے وہاں جا کر بہت سے نصیحت آمیز کلمے سنائے مگر انہوں نے ایک نہ مانی اور مدینہ کے چاروں طرف خندقیں کھود کر آمادہ کارزار ہوئے۔ مسلم نے اپنی فوج کو مدینہ کے اردگرد پوشیدہ ہونے کا حکم دیا مگر

Marfat.com

چونکہ خود بیمار تھا خیمہ کے اندر تخت بچھا کر بیٹھ گیا۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو مقدم لشکر کیا۔ کیونکہ عبدالمطلب کے سب فرزندوں میں آپ ہی زائد عقل مند اور فرزانہ تھے۔ ادھر سے تو حضرت عبداللہ نے سواروں کو حملہ کا حکم دیا۔ اس طرف سے حضرت فضل نے خود اپنی جماعت کے ساتھ لشکر شام پر حملہ کیا آپ شامیوں کو پراگندہ کر کے اور ساری فوج کو تتر بتر کر کے تخت مسلم تک پہنچے۔ اثناء قتال میں ایک بڑی بھاری جماعت کو قتل کر ڈالا ایک رومی غلام جو دشمن کے لشکر میں حملہ آور تھا۔ حضرت فضل کے سامنے آیا آپ نے اسے مسلم جان کر فوراً قتل کر ڈالا اور وہاں سے پھرتے وقت کہا کہ میں نے مسلم کو قتل کر ڈالا اور مسلم نے یہ آواز سنتے ہی کہا اے فضل میں تیرے قتل کے لئے زندہ ہوں۔ گھبرا مت ابھی تلوار زہر آلود سے دو نیم کرتا ہوں۔ پس مسلم خیمہ کے اندر سے مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے باہر نکلا اور کہا اے شام کے بہادر و اگر تم میرے بغیر نہیں لڑ سکتے تو لو میں حاضر ہوں۔ اب جلدی سے حملہ کرو اور اہل مدینہ کو فوراً تہ تیغ کر ڈالو۔ اہل مدینہ کے سردار حضرت فضل نے مسلم بن عقبہ کی طرف منہ کیا اور تھوڑی دیر تک لڑتے رہے یہاں تک کہ مسلم نے آپ کے پہلو پر ایسا نیزہ مارا جس سے تاب نہ رہی گھوڑے کی پشت سے فرش زمین پر گر کر شہید ہو گئے۔

اب تو اہل شام کی بن آئی۔ سب نے مل کر حملہ کیا اور ایک ہی بار حرکت کی چونکہ لم یزلی اور تقدیر خداوندی اس بات کو مقتضی تھی کہ یزید کے نامہ اعمال میں اور بھی شقاوت اور برے عمل لکھے جائیں لہٰذا بہت سے اہل مدینہ ان ظالموں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور باقی ماندہ شہر مدینہ سے چلے گئے۔ حضرت فضیل رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور پا پیادہ جنگ شروع کی مسلم نے اپنی فوج کو للکار کر کہا اے شامیو تم بھی پیادہ ہو جاؤ اور اس بہادر میدان کارزار کو یہیں گھیر لو، پس حصین بن نمیر رئیس شام تمام سپاہ حمص کے ساتھ پیادہ ہو گیا اور دوسری طرف سے مسلم کے لشکر نے تیر بارانی

Marfat.com

شروع کی۔ یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے مع اپنے تین بھائیوں کے شہد شہادت چکھا۔

سات سو صحابہ کے ساتھ دس ہزار اہل مدینہ شہید

روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سات سو بڑے بڑے صحابہ انصار ومہاجرین میں سے اور دس ہزار مدینہ کے اور قبیلوں میں سے حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہو گئے اور اسی روز سے مسلم مسرف کے لقب کے ساتھ مشہور ومعروف ہو گیا۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حرمتی

جب حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تو مسرف مدینہ کی پاک بستی میں گھس آیا اور تین روز برابر اہل مدینہ کے کشت وخون اور غارت گری میں مصروف رہا۔ تین روز تک مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جماعت نہ ہوئی۔ اور بجائے اس کے کتے بلی کے بول و براز سے وہ منبر شریف جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین مہدیین تشریف رکھتے تھے۔ آلودہ کیا گیا۔ ساری مسجد میں نجاست پھیلائی گئی۔ اس مبارک مکان میں اغلام ہوا کئی عورتوں کو زنا سے حمل رہا درودیواروں کو کم بختوں ظالموں نے پلیدی سے آلودہ کیا۔ نعوذ باللہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ افسوس صد افسوس وہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو آیۃ کریمہ:

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴿٣٣﴾ (سورہ الاحزاب، ۳۳)

ترجمہ: ''اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو تم سے ہر ناپاکی دور فرما دیا اور پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔''

کے مخاطب تھے اور جن کی عالی شان میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ ان کے ساتھ یزید

Marfat.com

پلید کس طرح پیش آیا اور جو اصحاب کبار اس آیت

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ (سورۃ آل عمران، ۱۱۰)

ترجمہ: ''تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر کتابی ایمان لاتے تو ان کا بھلا تھا ان میں کچھ مسلمان ہیں اور زیادہ کافر۔''

۔۔۔ کے مورد تھے۔ ان پر اس ملعون کی طرف سے کیسی کیسی مصیبتیں اور آفتیں پہنچیں جسے سن کر دل پاش پاش ہو جاتا ہے اور ہر فرد بشر کی آنکھوں سے چشمہ حسرت ابل آتا ہے۔ القصہ مسرف بدبخت نے قتل عام کے بعد بقیہ لوگوں کو جمع کیا اور بیعت یزید عنید کی تکلیف دی اور کہا اگر تم اس کی اطاعت اختیار نہ کرو گے تو جس طرح تمہارے سرداروں اور بہادروں کو قتل کیا اس سے زائد تمہیں تکلیفیں پہنچا کر قتل کروں گا اور بیعت بھی یزید کی اس طریقہ سے ہو کہ اگر وہ چاہے تمہیں غلام بنا کر رکھے چاہے بیچ ڈالے چاہے آزاد کرے۔

مدینہ منورہ میں قتل وغارت

بعض اہل مدینہ نے کہا ہم یزید کی بیعت اس شرط پر کرتے ہیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق عمل کرے۔ مسرف ملعون اور ناپاک نے نہ مانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام آپ کے پڑوسیوں اور ہمسایوں کو ظلم بھرے ہاتھوں سے ناحق قتل کر ڈالا۔

تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ اس کے بعد مسلم نے علی بن الحسین یعنی حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کو بلا کر یزید کا پیغام پہنچایا اور کہا وہ آپ سے آداب و نیاز کے بعد کہتا ہے

Marfat.com

کہ آپ نے جو اپنی ذات بابرکات کو اس فتنہ میں نہ ڈالا بہت اچھا کیا میں تم سے بے حد راضی ہوں۔

قاتل مسلم واصل جہنم

واضح ہو کہ یہی تاریخ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کی پیدائش کی ہے اور یہ واقعہ آخر ذوالحجہ ۶۳ھ میں ہوا۔ محرم ۶۴ھ میں مسلم بن عقبہ کچھ زائد بیمار ہو گیا تھا کہ یزید کا خط اس کے پاس بایں مضمون آیا کہ مکہ میں پہنچ کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے قتال کر۔ گو اس وقت مسلم سخت بیمار تھا مگر یزید کا پیام پہنچتے ہی مدینہ سے کوچ کیا۔ جب مکہ تین منزل رہ گیا تو مسرف کی مرض میں اور بھی شدت ہوئی اور سکرات موت کے جب آثار نمودار ہوئے تو اس نے حصین بن نمیر کو بلا کر اپنی کل فوج اس کے حوالہ کر دی اور سپہ کو اس کی اطاعت وانقیاد کی وصیت کر کے واصل جہنم ہوا۔

یہاں حصین نے مکہ پر لشکر کشی کی اہالیان مکہ پہلے ہی سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر چکے تھے اور اپنی جانیں راہ خدا میں قربان کرنے کے لئے آمادہ تھے اہل مدینہ سے جو لوگ بھاگے ہوئے یہاں آئے تھے وہ بھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع تھے جب حصین بن نمیر کے آنے کی خبر پہنچی تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی سپاہ سمیت مکہ سے باہر نکلے اور لشکر سے فرمایا۔ خبردار شامیوں میں سے کوئی متنفس بھی مکہ کے اندر نہ آنے پائے اہل شام نے باہم متفق ہو کر حملہ کیا اور سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے برادر مع اپنی فوج کے شہید ہوئے۔ پھر شامیوں کے بے حد ظلم سے بہت سے اہل مکہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ آخر کار حضرت بن زبیر رضی اللہ عنہ نے شکست کھا کر مکہ میں پناہ لی اور چاروں طرف کے دروازے بند کرا دیئے۔

Marfat.com

بیت اللہ شریف کی بے حرمتی اور گستاخوں کا انجام

اہل شام نے مکہ کا محاصرہ کیا اور بڑی منجنیق بنا کر پہاڑوں پر سے سنگ بارانی کرنی شروع کی ان پتھروں سے خانہ کعبہ کی دیواریں مسجد کے ستون بالکل ٹوٹ گئے کعبہ شریف کا سارا لباس اور تمام پردے جل کر خاکستر ہو گئے منجنیق پھینکنے والا ایک حبشی کافر تھا۔ جو پہاڑ پر کھڑا شعر پڑھتا اور منجنیق پھینکتا تھا۔ جس سے مسجد کے بہت سے ستون شکستہ ہو گئے۔ غرض کہ کئی روز تک بیت اللہ شریف اور برہنہ رہا نہ کوئی اس کا خبر گیر اور پرسان حال رہا نہ کوئی اس میں آسکتا تھا جس سے آبادی کی شکل معلوم ہو۔

کئی دن کے بعد اللہ تعالیٰ کے جلال وغیرت کے آثار آسمان سے نمودار ہوئے۔ یعنی ایک سخت پریشان ہوا چلنے لگی اور ایسی آگ برسی جس سے منجنیق جل کر خاک سیاہ ہوگئی۔ وہ کافر حبشی تو باد برد ہو گیا۔ اور اس کے ساتھی جل کر کباب ہو گئے۔ ہر چند کہ وہ بھاگتے اور دوڑتے تھے مگر آگ ان کا پیچھا نہ چھوڑتی تھی۔ حتیٰ کہ اس گروہ وخمیت پژدہ کو جلا کر دوزخ میں پہنچایا اور اسی روز یزید عنید بھی واصل جہنم ہوا۔

شامیوں نے جب آگ کا یہ حال دیکھا تو سب کے سب پھر گئے اور کہنے لگے ہم کو بیت اللہ سے لڑنے کی ہرگز طاقت نہیں یہاں حصین بن نمیر سردار لشکر شام نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سارا احوال یزید کو لکھ بھیجا کیونکہ اسے ابھی تک یزید کی موت کی خبر نہ ہوئی تھی دوسرے روز حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے حصین کو پیغام بھیجا کہ یزید تو مر چکا اب تو کس کی طرف سے لڑتا اور جان دیتا ہے۔

حصین نے اس خبر کو جھوٹ جانا اور بے پردہ ہو کر بدستور لڑائی میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ ثابت بن قیس مدینہ سے آیا اور یزید کے مرنے کی خبر حصین کو پہنچائی۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پیشکش

حصین نے اسی وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ بے شکست یزید مر گیا اس کے فرزندوں میں سے کسی میں سرداری اور حکومت کی لیاقت مجھے نہیں معلوم ہوتی بہتر ہوگا کہ آپ میرے ساتھ شام میں چلیں میں واثق وعدہ کرتا ہوں کہ تمام شامیوں کی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرادوں گا۔ اور وہاں کی ریاست آپ کو دلا دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قاصد کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ میں حرم خانہ کعبہ سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتا۔ حصین، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بالکل ناامید ہو کر بے نیل مرام واپس چلا گیا۔

یزید کی مدت حکومت

یزید کی موت ربیع الاول کی پندرہ تاریخ شہر حمص ۳۳ رسال کی عمر میں واقع ہوئی۔ وہ مردود صرف تین سال سات مہینے بادشاہی کر کے جہنم میں جا پڑا۔ حیف صد حیف اتنی سی زندگی اور وہ بھی تکدر کی تلخی سے بھری ہوئی، کے لئے وبال ابدی اور عذاب لم یزلی کی گٹھڑی سر پر لے کر جہنم میں جانا بڑے ننگ و عار کی بات اور افسوس کی جگہ ہے۔

یہ احوال تو یزید کا ہوا اب ان لوگوں کا قصہ جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھے۔ سننا چاہئے اور مزید تحریر اور طوالت کلام سے مخاطبوں کو رنجیدہ نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ قاعدہ کی بات ہے کہ تاوقتیکہ کلام کا اول آخر معلوم نہیں ہوتا پورا قصہ مشکل سے سمجھ میں آتا ہے۔

معاویہ بن یزید کا خطبہ

مورخین نے لکھا ہے کہ جب یزید عنید مر چکا تو اس کا بڑا لڑکا معاویہ نام جسے وہ اپنی حیات ہی میں ولی عہد کر چکا تھا۔ بادشاہ بنا اور دوسرے روز منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا۔ حمد خدا اور نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کہا اے لوگو! یہ خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک مضبوط رسی ہے

Marfat.com

میرے دادا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ناحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نزاع کر کے خلافت لے لی جو در حقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کا حق تھا اور وہی اس کے مستحق تھے۔ بعدہ میرے دادا نے میرے باپ کو جو بالکل خلافت کی اہلیت اور استحقاق نہ رکھتا تھا۔ اپنے سامنے اپنا خلیفہ بنایا اس نے امیر المومنین حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو صرف دنیا کی چاہت اور خلافت کے لئے ناحق قتل کر ڈالا۔ سو میرا باپ جانہار نامراد جوانی کی حالت میں مر گیا اور آخرت کا وبال قبر میں لے گیا۔

معاویہ کے دل میں حب اہل بیت

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد معاویہ بن یزید منبر پر چڑھا ہوا خوب رویا۔ اور کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ میرے باپ کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنا بڑی بیہودہ بات تھی۔ پھر ان کو شہید کرنا اور بھی لغو حرکت اور بڑا نامناسب کام تھا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو قتل کر ڈالا۔ شراب کو مباح کر دیا۔ محرمات ابدی کو جائز کیا۔ بیت اللہ کو منہدم کر ڈالا۔ میں اس خلافت میں کوئی عمدہ بات اور لذت نہیں پاتا اگر یہ نیک رہے اور مجھ سے ایسے کام سرزد نہ کرائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ورنہ یہ خلافت و ریاست اولاد ابی سفیان کو مبارک رہے۔

بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ معاویہ بن یزید نے کہا اے لوگو تم جسے چاہو اور پسند کرو۔ امیر بناؤ میں نے اپنی بیعت کا ربقہ تمہاری گردنوں سے اتار لیا یہ کہہ کر منبر سے نیچے اتر آیا۔ اور سیدھا گھر میں چلا گیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ جب معاویہ روتا ہوا گھر میں گیا تو اس کے اقارب اور ماں نے اس کے پاس آکر رونے کا سبب دریافت کیا اس نے سب سے اپنی مفصل کیفیت اور محب اہل بیت ہونا ظاہر کر دیا۔ اس کی ماں جس کا نام ہاشم بنت ابی ہاشم بن عتبہ تھا۔ سن کر کہنے لگی

Marfat.com

کاش تو پیدا ہوتے ہی مرجاتا اور میں تیرے مرنے کی خبر نہ سنتی۔ معاویہ نے جواب دیا بخدا میں اپنی موت کو تجھ سے زائد محبوب رکھتا ہوں۔ کاش اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادموں میں اٹھائے۔ بنی امیہ نے محبت خاندان نبوی اور مودت دو دمان مرتضوی کی تعلیم کی تہمت معاویہ کے استاد کو لگائی اور بلا کر دریافت کیا۔ استاد بے چارے نے ہر چند انکار کیا اور قسم کھائی۔ مگر ان بے دینوں نے باور نہ کیا اور اس معصوم بے گناہ کو زندہ زمین میں دفن کرا دیا۔ اس وقت کے چالیس دن بعد معاویہ بن یزید سلطنت کو ترک کر کے جوار رحمت حق میں جاملا۔

مختار کی بیعت

۶۶ھ چھیاسٹھ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن زید کو کوفہ کی ولایت سے معزول کر کے بجائے اس کے عبداللہ بن مطیع کو مقرر کر کے بھیجا عبداللہ بن بن مطیع کے آنے سے پہلے ہی بہت سے کوفی مختار سے بیعت کر چکے تھے۔ ایاز بن مضارب نے عبداللہ بن مطیع کے پاس آ کر بیان کیا کہ ایک انبوہ کثیر اور جم غفیر نے مختار سے بیعت کر لی ہے۔ اگر تھوڑے دن بھی اسی وطیرہ پر رہیں گے تو شہر میں ایک بہت بڑا آشوب اور تہلکہ پڑ جائے گا۔ مصلحت وقت اس میں ہے کہ اسے اپنے حضور میں بلا کر قید کر دے تا کہ اس فتنہ کی خاک دب جائے۔ عبداللہ بن مطیع نے حسین بن عبداللہ اور زائدہ بن قدامہ کو مختار کے بلانے کو بھیجا زائدہ بن قدامہ مختار کا چچازاد بھائی تھا۔ اس نے اشارتاً مختار کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ مختار بیماری کا بہانہ کر کے گھر سے باہر نہ نکلا دونوں قاصد بے نیل مرام عبداللہ بن مطیع کے پاس آئے اور مختار کی بیماری کا اظہار کیا۔ یہاں مختار نے اپنے لوگوں کو جمع کر کے کہا کہ مجھے امیر قید کرنے کے لئے بلاتا ہے۔ اب خروج میں توقف کرنا مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ ان سب میں سے سعد بن سعد نے کہا ہم تو تیرے مطیع فرمان

Marfat.com

ہیں مگر مصلحت وقت سمجھ کر اس قدر التماس کرتے ہیں کہ تو ہمیں صرف دس روز کی مہلت دے تاکہ ہم اپنے لوگوں کو جمع کر لیں۔ جنگ کے اسباب فوج کے ہتھیار اور دوسرے لوازم جنگ مہیا کر لیں ہر چند کہ ان لوگوں کے پاس لڑائی کے ہتھیار اور جنگ کے اسباب مہیا تھے مہلت چاہنے کی یہ وجہ تھی کہ مختار جو کہتا ہے کہ مجھے حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرا یسا نہ ہو کہ اس امر میں کاذب اور دروغ گو نکلے اس قدر فرصت میں شاید کوئی حال اس کا دریافت ہو جائے۔ مختار نے سعد کی یہ گفتگو سن کر کہا بھلا اگر مجھے امیر بلا کر قید کر لے تو میں کیا کروں انہوں نے جواب دیا تو قید سے نہ گھبرا بلکہ مطمئن رہ اگر امیر نے تجھے قید کر دیا تو ہم چھڑا لیں گے یہ کہہ کر مختار کے پاس سے سب کے سب کھڑے ہو گئے اور حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں قاصدوں کو بھیجا تاکہ دریافت کریں کہ مختار کو آپ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے مطالبہ کے لئے بھیجا ہے یا وہ خود اس کا مدعی ہے۔ جب کوفیوں کے قاصد حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور امر معلومہ کے دریافت کرنے میں بحث وخوض شروع کی تو حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ ہم سب پر خون حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مطالبہ واجب ہے۔ قاصدوں نے حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بعینہ جواب ان سے بیان کیا۔ پس سارے کوفی دل وجان سے مختار کے مطیع ہو گئے اور تجدید بیعت کی مختار نے کہا۔ پہلے پہل میری خلافت اور حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مختار ہونے میں تمہیں شک تھا جب وہ شک جاتا رہا اور یقین ہو گیا تو اب خروج میں دیر نہ کرو اور توقف کو جائز نہ رکھو کیونکہ تاخیر میں بے حد آفتیں ہیں۔ کوفیوں نے جواب دیا۔ ہم تو پہلے ہی سے حضور کے فرمانبردار ہیں لیکن ابراہیم اشتر جو کہ کوفہ کا سردار ہے۔ جب تک ہمارے ساتھ نہ ہو گا یہ مہم مشکل سے انجام کو پہنچے گی۔ چنانچہ کوفیوں نے عامر بن شراجیل کو براہیم اشتر کے پاس بھیجا اور اپنا دلی راز اور مخفی بھید اس سے بیان کیا اور کہلا بھیجا ہم حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے

Marfat.com

مطالبہ میں اپنی عزیز جانیں اپنے محبوب مال فدا کرنے کو حاضر ہیں تو بھی ہماری مدد کر، ابراہیم نے کہا بہتر ہے میں تمہاری مدد کو حاضر ہوں مگر بایں شرط کہ تم مجھے اپنا امیر بناؤ کوفیوں نے کہا یہ تو ہم سے کبھی نہ ہوگا۔ کیونکہ ہمارے امام محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے مختار کو خلیفہ کر کے بھیجا ہے جس سے ہم پہلے ہی بیعت کر چکے ہیں۔ ابراہیم نے کہا اچھا، اس وقت تو جاؤ۔ میں بھی اس میں کچھ فکر کرتا ہوں دوسرے روز مختار خود دس آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر ابراہیم اشتر کے مکان پر آیا۔ اس وقت ابراہیم مصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ مختار بھی اس کے سامنے جا بیٹھا اور حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کا خط نکال کر پڑھنے لگا۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ مختار کو میں نے کوفہ اس لئے روانہ کیا ہے کہ کوفیوں نے میرے نام پر بیعت لے اے ابراہیم جس طرح تیرا والد ہمارے عقیدت مندوں میں سے تھا تجھ کو بھی چاہئے کہ میرے مختار سے بیعت کرے تا کہ یہ کام بہت جلد درستی پائے۔ مختار نے کہا میں وعدہ کرتا ہوں کہ کوفہ کے علاوہ جس قدر فتوحات میسر ہوں گی۔ وہ سب تیرے لئے ہے اور میں اس امر پر خدا اور رسول کو گواہ کرتا ہوں۔ ابراہیم نے حاضرین جلسہ سے کہا کیوں صاحبو تم نے سن لیا مختار کیا کہتا ہے۔ سترہ آدمیوں نے گواہی دی کہ بیشک ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ مختار نے جو کچھ کہا ہے وہ اسے ضرور وفا کرے گا۔ یہ سن کر ابراہیم کھڑا ہو گیا اور مختار سے بیعت کر کے اپنی جگہ مصلے پر بیٹھا دیا اور آپ اس کے آگے شاگردوں کی طرح مودب ہو بیٹھا۔ اس کے بعد مختار اپنے ہمراہیوں سمیت چلا آیا اور دوسرے روز پھر ایک قاصد بھیج کر وعدہ خروج درست کیا۔ (سعادت الکونین فی فضائل الحسنین)

امیر کوفہ سے مختار کی جنگ

عبداللہ بن مطیع امیر کوفہ کو ان لوگوں کے خروج کی اطلاع ہوئی کوفہ میں سات محلے مشہور و معروف تھے عبداللہ نے پانچ سو مسلح ہر محلہ میں مقرر کر کے حکم فرما دیا کہ جس کسی کی

Marfat.com

آہٹ پاؤ اور حرکت دیکھو فوراً سر اڑا دو جب وہ رات جس میں خروج کا وعدہ ہو گیا تھا۔ آئی تو تمام اہالیان کوفہ مغرب کی نماز پڑھ کر ابراہیم کے مکان پر جمع ہونے لگے اور ہتھیا لگا کر زرہیں پہن کر تلواریں میان کر کے بغل میں دبائے ہوئے آپہنچے جب تھوڑی سی رات آئی تو ابراہیم ایک جم غفیر کے ساتھ مختار کے مکان کی جانب چل نکلا اور ابھی تھوڑی ہی راہ پر چلا ہوگا کہ ایاز بن مضارب جو عبداللہ بن مطیع حاکم کوفہ کا ہم نشین تھا۔ ابراہیم کے آگے آیا۔ ابراہیم نے اس کے ایک ایسا تیر سینہ پر مارا کہ پشت کی طرف سے نکل گیا اور اس کے یار وہاں سے بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس گئے اور یہ واقعہ بیان کیا ادھر مختار ہتھیار لگائے ہوئے گھر سے باہر نکلا اور اس سے پہلے باہم مقرر کر لیا تھا کہ جب آواز ''یا آل طالب دم الحسین'' کی سنو تو اپنے اپنے گھروں سے نکل کر میدان میں جمع ہو جاؤ۔ اس بنا پر مختار نے چند لوگوں کو روانہ کیا کہ ہر ہر محلہ میں ان لفظوں سے آواز دیں تا کہ آدمی گھروں سے نکل کر جمع ہو جائیں اور مختار کے مکان پر پہنچیں۔ ابراہیم نے کہا یہ بات ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔ عبداللہ بن مطیع نے ہر محلہ میں پانچ سو سوار معین کئے ہیں اگر ان لوگوں کی آہٹ پائیں گے تو ضرور قتل کے درپے ہوں گے۔ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں خود لوگوں کو جمع کرنے جاؤں اور تم یہیں کھڑے ہو تا کہ جو لوگ آتے جائیں وہ تمہارے پاس جمع ہوتے رہیں۔ ابراہیم اپنے ساتھیوں کو ہمراہ لے کر ایک محلہ میں گیا اور آواز دی سب کے سب باہر نکل آئے جب آخر محلہ میں آیا اور آواز دی وہاں ایک شخص قیس نامی عبداللہ بن مطیع کی جانب سے پانچ سو سواروں کے ساتھ موجود تھا۔ ابراہیم کے مقابل ہوا مگر ابراہیم نے بہت جلد اسے شکست دے دی اور ایک خلق کو قتل کر ڈالا۔ ابراہیم اسی طرح ہر محلہ میں جاتا اور آدمی اس کی آواز پر جمع ہوتے جاتے اور عامل کوفہ کے پانچ سو متعینہ سوار سے لڑائی ہوتی جاتی اور ابراہیم ہر ایک کو شکست دیتا چلا جاتا۔ حتیٰ کہ صبح کو بہت سے آدمی جمع ہوئے اور امیر کوفہ کے دروازہ پر جا کر ہجوم کیا اور کہا مختار نے خروج کیا ہے۔

Marfat.com

تمام کوفہ پر مختار کا قبضہ

ہر چند کہ قصہ دراز ہے مگر مختصر یہ ہے کہ عبداللہ بن مطیع نے چند بار مختار کے مقابلہ کے لئے فوج کثیر بھیجی مگر ہر مرتبہ امیر کوفہ کی فوج کو شکست ہوتی تھی۔ ہزاروں آدمیوں کی خونریزی ہوئی۔ آخر کار عبداللہ بن مطیع نے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا اور امان کا خواستگار ہو کر نکل آیا۔ اور وہاں سے بصرہ چلا گیا۔ مختار نے کوفہ کے جملہ خزائن و دفائن پر قبضہ کرلیا۔ اور انصاف و داد کا بچھونا بچھایا اور تمام امراء و رؤسا کو نامے لکھ بھیجے کہ اب میں کوفہ کا حکم ہوں۔ سب لوگ میری آ کر بیعت کریں اور انصاف کا جامہ پہن کر دادگستر بنیں۔ مختار صبح کی نماز پڑھ کر ظہر تک داد و ہشتی کرتا اور اپنے آپ کو خلیفہ المہدی کہتا تھا۔ یہ واقعہ ۶۶ ھجری میں واقع ہوا۔

ابن زیاد سے جنگ

اس کے بعد کئی اور معرکہ جدال و قتال کے درمیان میں آئے اور سب سے بڑا معرکہ یزید بن اسدی کا ہے۔ منجملہ مبارزان مختار سے ایک بڑا مبارز تھا۔ مختار نے اس سے کہا کہ ابن زیاد، سلیمان بن صرد کی فتح کے بعد موصل میں مقیم ہے تو سپاہ گراں اور جرار لشکر لے کر موصل میں جا اور عبیداللہ بن زیاد سے جنگ کر یزید چونکہ ایک بڑے حوصلہ کا آدمی تھا۔ کہنے لگا اے مختار مجھے صرف تین ہزار آدمی کافی ہیں اللہ چاہے تو انہیں سے فتح کروں گا۔ مختار نے کہا نہیں اس کے پاس بہت بڑی جمعیت ہے تو یہاں سے بہت سی فوج لے کر جا، یزید نے نہ مانا اور کہا مجھے یہ ہی کافی ہیں ہاں اگر ضرورت ہوگی تو عقب سے طلب کرلوں گا غرضیکہ یزید بن اسدی تین ہزار مسلح سوار کے ساتھ موصل میں جا پہنچا۔ جب عبیداللہ بن زیاد کو خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ میں ایک ایک شخص کے مقابل دو دو شخص بھیجوں گا۔ یہ کہہ کر ربیعہ بن مخازم کے ساتھ چھ ہزار سوار کر کے یزید بن اسدی کے مقابلہ میں

Marfat.com

روانہ کیا۔ اور کہا اس کے ساتھ کل تین ہزار آدمی ہیں ایک ایک کے لئے دو، دو ضرور کافی ہوں گے۔ بہت جلد ان کو ہزیمت دے کر واپس آ۔ ربیعہ بن مخازم، خصم کے مقابلہ میں آپڑا یہاں یزید بن اسدی اچانک ایسا بیمار ہو گیا کہ گھوڑے پر بیٹھنے کی تاب نہ رہی اسی رات کو سب لشکر جمع کر کے کہا اگر میں مرجاؤں تو رفاعہ بن غالب اسدی کو اپنا خلیفہ بنانا اگر وہ بھی لڑائی میں مارا جائے تو عبداللہ بن حمزہ عدوی کو خلیفہ بنانا یہ کہہ کر لشکر کو جنگ کے مواضع بتائے اور ہر ہر کو ایک ایک جگہ معین کیا عرفہ کا دن تھا کہ صبح سے چاشت کے وقت تک باہم سخت محاربہ رہا اس کے بعد شام کا لشکر شکست کھا کر بھاگ نکلا رفاعہ نے ان کا تعاقب کیا اور ایک انبوہ کثیر کو تہہ تیغ کر ڈالا شامیوں کے ساٹھ رئیس زندہ گرفتار کر کے ظہر کی نماز کے وقت لشکر گاہ میں لایا جب وہ قیدی یزید بن اسدی کے تخت کے سامنے کھڑے کئے گئے اس وقت یزید بن الاسدی جان کنی کے عالم میں تھا۔ ہچکی شروع ہو گئی تھی۔ زبان سے کوئی بات نہ نکلتی تھی۔ مگر اپنی گردن پر بار بار ہاتھ پھیرتا تھا جس سے رفاعہ کو ثابت ہوا کہ اس کی منشا ان اسیروں کو قتل کرنا ہے فوراً ان ساٹھ جلیل القدر سرداروں کی گردنیں اس کے تخت کے آگے ماری گئیں آفتاب غروب ہوتا گیا تھا۔

درحقیقت یزید کا آفتاب زندگی دلدل میں پھنسا تھا۔ ادھر تو یزید کی تجہیز و تکفین کی ادھر مختار کو فتح کی مبارک دی اور خوشخبری لکھ بھیجی۔ نیز یزید اسدی کے مرنے کی خبر عبداللہ بن زیاد کے لشکر کی شکست سب مفصلاً لکھ کر قاصد کو روانہ کیا۔ یہاں جب عبیداللہ بن زیاد کو فوج کی شکست کی خبر معلوم ہوئی تو خود محل اقامت سے کوچ کر کے آگے بڑھا ادھر رفاعہ نے جاسوس بھیج کر عبیداللہ بن زیاد کے لشکر کی خبر منگائی معلوم ہوا کہ ابن زیاد اپنے ہمراہ آٹھ ہزار مسلح لوگ ہیں یہ سن کر رفاعہ موصل کی حد سے باہر آیا اور نجد عراق میں قیام کر کے اس امر کی مختار کو اطلاع دی مختار کو جب اطلاع ہوئی تو اس نے ابراہیم بن مالک اشتر کو سات ہزار سواروں کیساتھ رفاعہ کی مدد کیلئے بھیجا اور قاصد سے کہہ دیا کہ رفاعہ سے منہ زبانی بھی کہہ دینا

Marfat.com

کہ وہ ابراہیم بن مالک اشتر کی اطاعت کرے۔

اہل کوفہ کا قتل عام

ابراہیم نے کوفہ سے نکل کر تین ہی منزل طے کی ہوں گی کہ اہل کوفہ نے مختار پر خروج کیا۔ اوراس کے قتل کے درپے ہو گئے۔ وجہ یہ تھی کہ مختار کیساتھ دو گروہ تھے۔ ایک تو اس کے تابعین اور یہ لوگ کمینے اور سفلے تھے دوسرے نیزہ دار اور خاص عرب کے جنگی سوار مختار صرف اپنے لوگوں کے مراتب افزونی اور ترقی درجات میں مصروف تھا۔ جو کمینے اور سفلے تھے نیزہ داروں جنگی سواروں کی طرف التفات بھی نہ کرتا تھا۔ بلکہ ان کمینوں سفلوں کے لئے ان پر ہر طرح سے عزت اور تفوق ڈھونڈ رہتا تھا۔ اس سبب سے سپاہ عرب نے باہم اتفاق کر کے مختار کو مار ڈالنا چاہا۔ یہ لوگ پہلے ہی سے اس گھات میں تھے۔ اور ابراہیم کے جانے کے منتظر جب مالک اشتر کوفہ سے تین منزل پر سے نکل گیا تو انہوں نے مختار پر خروج کیا۔ مختار تو عجیب حیلہ ساز تدبیر اندیش شخص تھا۔ اس وقت ان کی اطاعت کر لی اور ظاہر میں منقاد ہو گیا اور لطائف الحیل سے اپنی جان بچھائی مگر خفیہ اس وقت ایک سوار کو ابراہیم کے عقب میں روانہ کیا کہ جس طرح ممکن ہو ابراہیم بن مالک اشتر کو جلد واپس لے آ چنانچہ تیسرے روز ابراہیم کوفہ میں آ پہنچا اور ان عاصیوں خروج کرنے والوں کو قتل کرنے لگا۔ انہوں نے بھی لڑائی میں کسی طرح تصور نہ کیا اور مرنے مارنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا کوفہ کی کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا جس میں عرب کا دروازہ کشادہ نہ تھا۔ غروب آفتاب تک لوگوں کو قتل اور قید کرتے رہے۔ جب رات ہوئی تو مختار کی طرف سے حکم صادر ہوا کہ قیدیوں کو ہمارے سامنے پیش کرو۔ جس قدر کوفی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھے۔ اور جنہوں نے بیعت کر کے مخالف کے ہاتھ میں ان کو حوالہ کر دیا تھا ان کا مجھے نشان دو اور عمرو بن سعد کے لشکر میں جو جو شخص تھا اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل

Marfat.com

میں شریک تھا۔اس کا پتہ لگاؤ لوگوں نے دوسو پچاس آدمیوں کا مختار کونشان دیا اس نے اسی رات کوان کی گردنیں ماریں اور باقی کو قید میں رہنے دیا اس کے بعد مختار نے تلوار میان میں کی اور اپنے حرم سرا میں داخل ہوا کوفہ میں کم گھر ہوں گے جن میں کوئی کشتہ یا زخمی نہ ہوگا۔اس دن کی لڑائی میں سات سوآدمی مارے گئے جن میں سے دو پچاس وہ آدمی تھے جو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھے۔

القصہ اس قدر جنگ وجدال کے بعد پھر کوفہ مختار پر مسلم ہوا تیسرے دن مدینہ طیبہ سے ایک آدمی آیا اور کہا مجھے محمد مہدی نے بھیجا اور کہا ہے کہ مختار نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا دعویٰ تو کیا ہے مگر غلط وہ اپنے اس دعوی میں بالکل جھوٹا ہے کیونکہ جب قاتلان حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو جیسے عمرو بن شمری الجوشن، سنان بن انس کو معہ چار ہزار آدمیوں کے اپنے ساتھ رکھتا ہے تو اس کا یہ دعوی صریح غلط اور محض بے سود ہے۔مختار نے کہا بیشک یہ تو مہدی سچ فرماتے ہیں۔عبداللہ بن کامل جو اسکا خاص مصاحب تھا بلا کر کہا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کوڈھونڈ اور جسے پہچانتا ہو گرفتار کر کے لا اس نے کہا میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے ایک ایک کو جانتا پہنچانتا ہوں۔عمرو بن سعد وغیرہ تو یہاں موجود ہی ہیں جنہیں امیر نے پناہ دے رکھی ہے اور شمر وغیرہ بھی یہیں ہیں۔

عمرو بن سعد اور شمر لعین کا قتل

مختار نے اپنے غلام کو بلا کر کہا کہ شمر کو جلد حاضر کر، وہ گیا اور فوراً اپنے ہمراہ لے آیا۔پھر عمرو بن سعد کو بلایا مگر وہ نہ آیا۔مختار نے اس کے بیٹے حفص کو بلا کر پوچھا کہ تیرا باپ کہاں ہے اس نے کہا کہ گھر میں خفیہ بیٹھا ہے۔مختار نے کہا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے ایام میں گھر میں چھپ کر نہ بیٹھا اب مخفی ہونا جان نہ بچا سکے گا۔یہ کہہ کر ایک شخص

Marfat.com

کو بھیجا تا کہ عمرو بن سعد کا سر کاٹ لائے اور اس کے بیٹے کو بھی اس کے ساتھ تہہ تیغ کرے تھوڑی دیر میں دونوں کے سر دربار میں لائے گئے اور شمر کی بھی بھری مجلس میں گردن ماری گئی۔ مختار نے کہا ''اللہ اکبر'' حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے مطالبہ میں اگر کئی ہزار جانو کی خونریزی کروں تب بھی ان کا پورا پورا عوض نہ ہو۔ پس مختار نے دوسرے دن ان دونوں ناپاکوں کے سر قاصدوں کے ہاتھ حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیئے۔

قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کی فہرست

عبداللہ بن کامل کو جو مختار کا خاص مصاحب اور ندیم تھا حکم ہوا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے کیلئے جو لوگ گئے تھے۔ سب کے ناموں کی فہرست بنا کر ہمیں سنانے اور ان کے ساتھ ہی انکی کیفیت بھی لکھے۔ چنانچہ عبداللہ بن کامل نے قاتلین حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام تفصیل سے معہ ان کی کیفیتوں کے لکھے اور بیان کیا کہ فلاں شخص نے امام کے ساتھ فلاں بے ادبی کی فلاں شخص نے آپ کے نازک جسم پر تلوار ماری فلاں شخص نے نیزہ مارا اس شخص نے آپ پر آوازیں لگائیں اس نے آپ کو طعن و تشنیع کی بوچھاڑ کی فلاں شخص نے سر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو جسم سے علیحدہ کیا فلاں مردود نے آپ کے بدن سے آپ کا پیراہن اتارا فلاں فلاں ناہنجاروں نے آپ کی لاش گھوڑوں سے سموں سے پامال کی حضرت علی اکبر رضی اللہ عنہ کو فلاں نے مارا۔ مختار کے دربار سے ان سب کی طلبی کا حکم جاری ہوا۔ جب لوگوں نے معلوم کیا کہ فی الواقع مختار طالب خون حسین رضی اللہ عنہ ہے تو جس قدر شقی عمرو بن سعد کے ہمراہ تھے سب کے سب مصعب بن زبیر کے پاس بصرہ میں بھاگ کر چلے گئے۔ مختار ان کی تلاش میں نہایت کوشش وسعی کرتا رہا۔ جس کو پاتا فوراً قتل کر ڈالتا اور اس کے جسم کو آگ سے جلاتا اس کے اہل و عیال کو تباہ و برباد کرتا۔

Marfat.com

خولی بن یزید کا قتل

خولی بن یزید کو جو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے گیا تھا پکڑا اولاً اس کے دونوں ہاتھ کاٹے گئے پھر دونوں پاؤں پھر سولی پر لٹکایا گیا حتی کہ بری حالت سے مر گیا۔ پھر دہکتی آگ میں اس کے مردہ جسم کو جھونک دیا۔ غرضیکہ ایک ایک موذی کو چن چن کر لوگ پکڑتے اور طرح طرح کے سخت عذابوں سے مار ڈالتے پھر تو یہاں تک نوبت پہنچی کہ جس نے عبداللہ بن کامل سے اشارۃً بھی کہہ دیا کہ فلاں شخص عمرو بن سعد کے لشکر میں تھا یا کسی نے کسی کا بغض و عداوت کی وجہ سے نام لے دیا تو وہ فوراً قتل کیا گیا۔ تحقیق کسی کی تفتیش کہاں کی۔

ابن زیاد سے جنگ

القصہ جب مختار ان لوگوں کے کشت و خون سے فارغ ہوا تو ابراہیم بن مالک اشتر کو پھر سات ہزار آدمیوں کے ساتھ ابن زیاد کے مقابلہ کے لئے بھیجا ابراہیم کوفہ سے نکل کر جب موصل کی حد میں پہنچا تو عبید اللہ بن زیاد ایک دریا پر جس کا خازر نام ہے اور موصل سے تقریباً پانچ فرسنگ پرے واقع ہے۔ آاترا عمرو بن حساب اسلمی جو شام کے رؤسا میں سے ایک بڑا رئیس اور جلیل القدر عامل گنا جاتا تھا۔ نیز ابن زیاد کی فوج میں میسرہ پر جگہ رکھتا تھا۔ اور ابراہیم بن مالک کا دلی دوست تھا شب کو خفیہ طور پر ابراہیم کے پاس آیا اور وعدہ کیا کہ جب تمہاری اور ابن زیاد کی لڑائی ہو گی تو میں ابن زیاد کی لڑائی اور ہمراہی چھوڑ کر تمہارے پاس آجاؤں گا۔ پس جب لڑائی کا دن ہوا تو ابراہیم ان سات ہزار مسلح آدمیوں کے ساتھ میدان کارزار میں آیا۔

بعض کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ابراہیم کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے۔ اور ایک روایت میں بیس ہزار بھی آئے ہیں۔ بہر حال ابراہیم نے اپنے موجودہ لشکر

Marfat.com

کی صف آرائی اس طور پر کی کہ میمنہ پر سفین الازدی کو مقرر کیا اور میسرہ پر علی بن مالک الحمی کو اور اپنے بھائی کو علم اژدہا پیکر دے کر قلب لشکر میں جگہ اختیار کی۔ ادھر ابن زیاد نے اس طرح صف کھینچی کہ میمنہ پر حصین بن نمیر کو مقرر کیا اور میسرہ پر عمرو بن الحساب کو قائم کیا اور چپ و ماست سے سب کو جمع کر کے پہلے پہل شامیوں نے حملہ کر کے ابراہیم کے میسرہ کو شکست دیدی ابراہیم نے عبداللہ بن رفاعہ کو جھنڈا دے کر کہا ان ہزیمت یافتوں کے آگے جا کر کھڑا ہو اور بھاگنے سے روک اور خود نہایت چستی کے ساتھ فوج کے آگے جا کھڑا ہوا اور پکار کو للکارا اے جوانمردو کہاں جاتے ہو اگر ہزار جانیں رکھتے ہو گے تو کوفہ تک ایک ہی سلامت نہ لے جاؤ گے۔ اس نعرہ کی آواز سنتے ہی بھاگے ہوؤں کے پاؤں جم گئے اور ابراہیم کے میسرہ پر جمع ہو گئے پھر ابراہیم نے اپنے میمنہ کی بے حد دلجوئی کر کے کہا اے بہادرو ابن زیاد کے میسرہ پر باہم اتفاق کر کے حملہ کرو اور عمرو بن الحساب (جو ابراہیم سے شب کو خفیہ طور پر بیعت کر گیا تھا) پر جھک پڑو یا تو وہ پناہ میں آئے یا شکست کھا کر بھاگے۔ انجام کار ابراہیم نے ایسی بہادری اور جرات کی کہ شام کی نماز تک سپاہ شام کو تتر بتر کر دیا۔ اور فاش شکست دے کر حکم فرمادیا کہ جس شخص کو پاؤ قتل کر ڈالو۔

ابن زیاد کا مارا جانا

فوج نے شامیوں کا تعاقب کیا اثنائے راہ میں اچانک ابن زیاد نظر آ گیا اور ایک ہی پر بت شمشیر سے مارا گیا۔ ابراہیم نے کہا کہ اس کا سر ناپاک تن سے جدا کر ڈالو اب ابراہیم کا دل بالکل فارغ ہو گیا اور دشمن کا خوف جاتا رہا شام کی سپاہ کچھ تو تہہ تیغ ہوئی اور اکثر دریائے زرخا میں ڈوب کر مر گئی۔ دوسرے دن ابراہیم نے فتح نامہ مع ابن زیاد بدنہاد کے سر کے مختار کے پاس بھیج دیا۔ مختار شاہانہ جشن کر کے دار الامارۃ میں بیٹھا اور تمام اہل کوفہ کو جمع کر کے عبید اللہ بن زیاد کا سر دکھایا۔

Marfat.com

ستر ہزار لوگ مارے گئے

''مفتاح النجا'' میں لکھا ہے کہ ابن زیاد اور حصین بن نمیر جس کا جنگ مدینہ میں سابقاً ذکر ہو چکا ہے اور دوسرے شام کے سرداروں کے ساتھ ہزار ہا آدمی قتل ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ قریب ستر ہزار آدمیوں کے مختار نے واصل جہنم کئے اور یہ واقعہ ۶۷/ عاشورے کے دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چھ سال بعد واقع ہوا۔

ابن زیاد کے ناک میں سانپ کا گھسنا

ترمذی اپنی صحیح میں عمارہ بن عمیر سے نقل کرتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور بڑے بڑے سرداروں کے سر کوفہ میں آئے تو جامع مسجد میں رکھے گئے میں بھی اس نالائق کے سر کو دیکھنے گیا وہاں لوگوں کا ایک شور برپا تھا کہ اچانک ایک سانپ آیا اور تمام سروں کے بیچ میں سے ہوتا ہوا ابن زیاد کے نتھنے میں گھس گیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر نکل گیا اور دوبارہ ناک میں گھس کر غائب ہو گیا۔ پھر ٹھہر کر لوگوں نے اسی طرح شور مچایا کہ سانپ آیا۔ سانپ آیا۔ چنانچہ تین مرتبہ وہ سانپ اسی طرح ظاہر ہوا اور غائب ہو گیا۔

قصہ مختصر جب مختار ابن زیاد کے قتل سے فارغ ہوا تو جو لوگ معرکہ کربلا میں حاضر تھے اور یزید و ابن زیاد کی ہمراہی میں تھے ان کو نہایت کوشش اور سعی سے تلاش کر کے جہنم میں بھیجا۔

یزیدی طرح طرح کی سزا سے مارے گئے

چنانچہ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مختار نے لڑائیوں کے علاوہ جن لوگوں کو قتل کیا ان کی تعداد اڑتالیس ہزار پانچ سو چوسٹھ تھی جن میں عمرو بن سعد اور اس کا پسر حفص اور

Marfat.com

شمر ذی الجوشن، عمرو بن الحجاج، قیس بن اشعث کندی، خولی بن یزید الاصحی، سنان بن الانس اللنحعی، عبداللہ بن قیس الخولانی، حکیم بن الفضیل، یزید بن مالک، اسحاق بن صوات، زراعہ بن وفاحر بن کاہل جو یزید پلید کے بڑے بڑے مشہور ارکان دولت اور اعیان ملک وملت تھے طرح طرح کے عذاب اور قسم قسم کی بلاؤں میں مبتلا ہو کر مارے گئے۔

شمر تو بری کیفیت سے مارا گیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر گھوڑوں کے سامنے ڈالدیا اور ایک طرف سے گھوڑوں کو دوڑایا۔ جس سے ظالم کم بخت کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور جسم کا گوشت پاش پاش ہو گیا۔ پھر ان ملعونوں کے جسموں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کرایا گیا کیونکہ ان ناہنجاروں نے بھی شہداء کی لاشیں عموماً اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی لاش خصوصاً گھوڑوں کے سموں سے پامال کرائی تھیں۔

پس اس حدیث کی تصدیق (جو حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کے ذریعے سے فرمایا ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے خون کے عوض ستر ہزار بنی اسرائیل قتل ہوئے اور آپ کے نواسہ کے عوض میں اس سے دو چند قتل ہوں گے اس وقت تمام لوگوں نے عموماً کوفیوں سے خصوصاً مختار کا شکریہ ادا کیا۔

مختار کا دعویٰ نبوت کرنا

فی الواقع مختار سے یہ ایسا کام ہوا ہے جو کسی سے نہ ہوا تھا۔ یعنی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے دشمنوں اور قاتلوں کا روئے زمین پر نام تک باقی نہ چھوڑا مگر یہ کام اس کے حق میں مبارک نہ ہوا بجائے نیک نامی کے بڑے گناہوں کے بوجھ کی گھٹڑی سر پر رکھ کر آخرت کی راہ لی یعنی اس کی اصلی، شقاوت نے جوش مارا حتی کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مختار اس کے تھوڑے دنوں بعد نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا اور کہنے لگا میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام

Marfat.com

وحی لاتے ہیں بعض کہتے ہیں اس کے خالی ذہن میں یہ بات سما گئی تھی کہ مجھ میں اللہ نے طول کیا ہے۔ اور اس وقت مدبر آسمان وزمین میں ہی ہوں۔

تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ جب مختار نے کوفہ وغیرہ پر پورا تسلط کر لیا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی طرح طرح کی دھوکہ بازی اور قسم قسم کی دھوکہ دہی کرنے لگا مگر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو ایک جہاندیدہ آدمی اور بڑے مدبر دانائے روزگار تھے۔ مختار کے فریب نے ان پر کچھ بھی اثر نہ ڈالا بلکہ وہ خود مختار کو فریب دینا چاہتے تھے۔ مختار جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے فریب میں نہ آیا اور اپنے کو حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کا خلیفہ مشہور کیا۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سلطنت کے زوال کے خوف سے محمد بن علی کو طلب کر کے نظر بند کر لیا۔ جب مختار کو خبر پہنچی تو اس نے آہستہ آہستہ فوج بھیجنی شروع کی اور اس تدبیر سے بھیجی کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مطلقاً خبر نہ ہوئی اس لشکر نے حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کو قید سے چھڑا لیا اور اہالیان مکہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے عہد و پیمان کرایا اور محمد سے دست زیر اٹھایا ہر چند کہ اس مقام میں قصہ دراز ہے۔ مگر اس کا خلاصہ یہی تھا جو کاتب الحروف نے ذکر کیا اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی مصعب کو مختار کے مقابلہ میں قتال کے لئے بھیجا۔ کیونکہ مختار نے کوفہ وغیرہ ممالک قلمرو ابن زبیر پر نام تسلط اور عام غلبہ کر لیا تھا۔

مختار کا قتل

چنانچہ صاحب مفتاح تحریر فرماتے ہیں کے حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے حکم سے بصرہ سے مختار کی طرف چل نکلے اور ان کے اور مختار کے درمیان سخت معرکے برپا ہوئے انجام کار خدام حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو فتح نصیب ہوئی اور مختار قتل کی سزا کو پہنچا حضرت مصعب نے مختار کے سر کو معہ فتح نامہ کے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

پاس بھیج دیا اور یہ واقعہ ۶۷ھ کے اخیر میں واقع ہوا ہے۔ حضرت مصعب نے جب کوفہ اور اس کی اطراف واکناف پر پورا پورا قبضہ کرلیا تو شامیوں کے قافیے تنگ کرنے کو متوجہ ہوا۔

طبری میں مذکور ہے کہ عبدالملک بن مروان والی اہل شام چونکہ اپنے سرداروں اور امیروں پر کامل بھروسہ نہ رکھتا تھا لاجرم شام اور دمشق سے باہر نکل گیا اور ایک قاصد کی معرفت حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ اے مصعب ملک دنیا کے لئے خونریزی کرنا عقل سے دور بات ہے حضرت مصلحت اس میں ہے کہ مجھ سے صلح کرلو کیونکہ انجام کسی کو معلوم نہیں کیا ہونا ہے۔ حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھ بھیجا کہ مجھ جیسا شخص اس مارے جانے یا قیدی ہونے یا امیر بننے کے پھر نہیں سکتا آخرکار ۷۱ھ میں درمیان حضرت مصعب بن زبیر اور عبدالملک بن مروان کی لڑائی واقع ہوئی اور سخت محاربہ کے بعد ابراہیم بن مالک اشتر رئیس کوفہ اور حضرت مصعب بن زبیر شہید ہوئے نصرت وظفر کے جھنڈے نے عبدالملک پر سایہ ڈالا اور حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر عبدالملک کے سامنے کوفہ کی دارالامارۃ لاکر رکھا گیا۔

عبرت کا مقام

عبدالملک بن عمرو لیثی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسی کوفہ کی دارالامارۃ میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر ابن زیاد کے آگے رکھے دیکھا اور اس کے بعد عبید اللہ بن زیاد کا سر مختار اور تمام لوگوں کے آگے اسی جگہ رکھا دیکھا پھر اس کے بعد مختار کا سر حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے آگے رکھے دیکھا پھر حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر عبدالملک کے آگے اسی مجمع میں اسی مکان میں رکھے ہوئے دیکھا چنانچہ میں نے اس واقعہ کو عبدالملک بن مروان سے بیان کیا اور کہا مجھ کو اس مجلس سے نفرت آتی ہے اور میں اس مکان سے پناہ مانگتا ہوں عبدالملک اس واقعہ کو سنتے ہی کانپنے لگا اور دارالامارۃ سے کھڑا ہو

Marfat.com

کر کہنے لگا پس اب تجھے پانچواں سر اس مجلس میں نہ دکھایا جائے گا یہ سن کر اس قصر کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ پس اب سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دن بدن تنزل ہوتا گیا اور بقول شخصے ''کل امر مرھون باوفاتھا'' پہلا سا وقار اور بزرگی جلاوت وسطوت شجاعت و شہامت سب خاک میں مل گیا لہٰذا عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف ظالم کو افواج کثیرہ کے ساتھ مکہ کے قتال کے لئے بھیجا اور اس ظالم نے یزید سے بڑھ کر سینکڑوں صحابہ کبار رضی اللہ عنہ کو حق و ناحق قتل کر ڈالا۔

Marfat.com

یزید پر لعنت کے احکام

اہل بیت پر ظلم کرنا کفر ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿۵۷﴾ (سورہ الاحزاب، ۵۷)

ترجمہ: ''بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

صاحب کشاف اس آیہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سخت ایذا دیتے تھے۔

پس آیہ مبارکہ سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی اہلبیت کو ستانا کفر ہے اور اہل بیت کو ایذا دینا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا دینا ہے۔

جنت حرام

تفسیر کشاف میں ایک مرفوع حدیث یوں بھی آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا ان کی ایذا کا درپے ہو اس پر جنت حرام ہے۔

Marfat.com

اہل بیت کی اہانت کفر ہے

مصابیح میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو اسے غصہ میں لاتا ہے مجھے غصہ میں لاتا ہے اور جس نے اسے ایذا دی اس نے مجھے اذا دی۔''

اس حدیث سے صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہلبیت کو ستانا خاص کر سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کو تکلیف دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایذا اور تکلیف دینا ہے اور کفر ولعنت کا موجب۔

پس اہل سنت و جماعت کے نزدیک بالاتفاق حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم کرنے والا کافر ہے کذافی التشریح علمائے اہل سنت و جماعت کا مفتی بہ مسئلہ ہے کہ اولادرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہانت وایذا یاان پر کسی قسم کی ظلم و جفا کفر و کافر ہی ہے۔

یزید کافر ہے

مولانا ضیاء الدین برنی فرماتے ہیں کہ اولاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہانت و ذلت اور ایذا صریح کفر ہے کیونکہ قاعدہ کی بات ہے کہ ولد کی ایذا والد میں سرایت کرتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یزید کافر ہے اور اس پر لعنت کرنا درست اور ٹھیک بات ہے وجہ یہ کہ اس نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو دانستہ قتل کرڈالا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾ (سورہ نساء، ۹۳)

ترجمہ: ''اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے تیار رکھا بڑا عذاب ہے۔''

Marfat.com

اس آیت کے مضمون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص مومن کو قصداً قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ابدا آباد تک رہے گا۔ پس جب یزید نے مومن (مومن بھی کیسا جگر پارہ رسول) کو عزماً قتل کر ڈالا تو وہ یقیناً کافر و دوزخی ہوا۔

سوال:

یزید کو قاتل حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حالانکہ وہ اس نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا نہ اس لڑائی میں شریک تھا؟

جواب:

''آثار التنزیل'' میں وارد ہے کہ یزید گو معرکہ قتال میں حاضر نہ تھا مگر وہ متغلب اور قتل امام پر دل سے راضی تھا۔ دیکھئے جب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یزید کو لکھ بھیجا کہ اے یزید مجھے امید ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ تجھے یہ ملک وسلطنت نیک اور مبارک نہ کرے اس کے بعد کہ تو نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا مجھے یہ بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے عوض میں ایسے عذاب میں گرفتار کرے جس کا ذائقہ قیامت تک نہ بھولے اور دنیا سے گناہوں کی بھرپور گٹھڑی کر کے لے جائے۔

اس خط کے مضمون سے ظاہر ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فقیہ امت جیسے شخص نے قتل کی نسبت یزید کی طرف کی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آمر اور راضی تھا اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ قتل کی نسبت اس کی طرف کیوں جائز رکھتے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یوں فرماتے ہیں کہ قاتل امام حسین رضی اللہ عنہ ایک آگ کے تابوت میں ہے اس پر آدھا عذاب ہوتا ہے اور آدھے عذاب میں تمام شریک مبتلا ہیں۔ (یہ روایت علامہ ابن حجر کے

Marfat.com

نزدیک ضعیف ہے)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے محاضرات، اور محاورات، میں لکھتے ہیں کہ کوفہ میں ایک سال چیچک ہوئی ڈیڑھ ہزار بچے ان لوگوں کے جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک تھے اس بیماری میں اندھے ہو گئے۔

پس یزید کا قاتل امام حسین رضی اللہ عنہ ہونا بے شبہ وشک ثابت ہوا۔ یہ قول بلاشبہ مسلم ہے کہ یزید نے اپنے ہاتھ سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا نہ اس لڑائی میں وہ شریک تھا مگر یہ بات بھی ضرور تسلیم کے قابل ہو گی کہ اس کے لشکر نے جو کچھ کیا وہ اس کے حکم اور رضا سے کیا کیونکہ مشہور بات ہے کہ لشکر کے لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ اپنے امرا اور رؤسا کی مرضی سے کرتے ہیں کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوتا کہ لشکری اپنے امیر کی مرضی کے کچھ کام کریں جیسا کہ مشہور ہے کہ اگر کوئی لشکری قلعہ فتح کرتا ہے تو اس فتح کی نسبت لشکر کے امیروں ہی کی طرف ہوا کرتی ہے چنانچہ بولا کرتے ہیں سکندر ؒ نے دارا کو مار ڈالا۔

فرعون نے عرب وعجم کو لے لیا حالانکہ لڑائی میں سکندر نے دارا کو قتل نہیں کیا فرعون نے عرب وعجم کو آپ سوار ہو کر اپنے ہاتھوں سے نہیں لیا۔ پس تقاریر مسطورہ بالا سے معلوم ہوا کہ یزید پلید آمر اور راضی تھا۔

کتب معتبرہ میں مرقوم ہے کہ یزید، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل اور اہل بیت کی اہانت پر راضی تھا اس ملعون نے آپ کے سر مبارک کو نیزہ اور برچھے پر رکھ کر اتنی مدت تک کوچہ گردی کرائی کہ کاسہ سر مبارک میں چڑیا نے انڈے دے دیئے۔

نصیحت پر صحابہ کا قتل

قصص بخاری میں مذکور ہے کہ جس وقت یزید کے آگے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا مبارک سر لوگ لائے تو وہ مردود نہایت خوش ہوا شراب پی اور سر مبارک کے ساتھ انواع

Marfat.com

انواع کی اہانت کرتا رہا جب یہ خبر بعض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو ہوئی تو وہ روتے ہوئے آئے اور کہا اے ملعون تو فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس قسم کی اہانت جائز رکھتا ہے۔ یزید نے ان بے چاروں کو ناحق شہید کر ڈالا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ وہ سات جلیل القدر صحابہ تھے جن کو یزید لعین نے اس نصیحت پر شہید کیا۔

سر انور کی اہانت

''عذر السیر'' میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد یزید ملعون نے آپ کی منکوحہ بیبیوں اور بچوں اور بہنوں کو دمشق کے گلی کوچوں میں پھرایا۔ ''کتاب مناہج'' میں وارد ہے کہ یزید نے قرآن مجید کو ہدف بنایا تھا۔ ''تھذیب الکاملہ'' میں مرقوم ہے کہ یزید لعین نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک منہ میں میخ ماری اور طرح طرح کی اہانت قسم قسم کی ذلت سے پیش آیا۔

یزید کے مظالم

''قصص سلوبیہ'' میں مذکور ہے کہ یزید مردود نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی طرح طرح سے اہانت کی اور مدینہ طیبہ میں خط بھیجا کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر قاصدوں اور نامہ بروں کے ساتھ رکھو اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تخریب مدینہ کے لئے لشکر بھیجا اور اہالیان مدینہ کو غارت کر دیا کامل پانچ سو صحابہ کبار شہید کئے عام مدینہ کو عموماً خانہ مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خصوصاً تین روز تک غارت کیا۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا تمام اسباب لوٹ لیا بقیہ حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اس وقت تک زندہ تھے لونڈی اور غلاموں کی طرح گرفتار کرایا۔

مشکوۃ میں مرقوم ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو نیل اور وسمہ سے رنگین کر کے لوگ لائے تھے۔

Marfat.com

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت ہے کہ یزیدی جس رات حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لائے ہیں تو اسے رنگ کر طشت میں رکھا وہ مردود نیزہ کی نوک سے آپ کی مبارک ناک اور دانت کریدتا اور بے حرمتی اور استہزاء کے طور پر باتیں کرتا اور نیزہ کی نوک مارتا تھا۔

القصہ یزید کا سر مبارک حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہانت اور استہزا کرنا بہت سی روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ ہمیں ہر جگہ اختصار ہی منظور ہے لہٰذا ترک کرتے ہیں۔

حاصل یہ کہ جب یزید نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ مدینہ منورہ کو خراب اور برباد کر ڈالا اہلبیت اطہار اور حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حرمتی کا مرتکب ہوا خانہ خدا کے ساتھ قسم قسم کی بے ادبیاں اور گستاخیاں کیں صحابہ کبار کو ناحق شہید کر ڈالا۔ زنا، لواطت، شرب خمر اور معاصی کو مباح کر دیا بھائی بہنوں ماں بیٹیوں میں تزویج جائز کر دی تو قطعی کافر ہو گیا کیونکہ اصول کا مسئلہ ہے کہ جو شخص اللہ کے حرام کو حلال کر دے یا خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو استخفاً ترک کرے یا ان پر کسی قسم کا طعن و تمسخر کرے وہ جملہ اہل بیت و جماعت کے نزدیک کافر ہو چکا۔ پس جب یزید کا کافر ہونا تو ثابت ہو گیا اس پر لعن وطعن بھی کرنا جائز ہو گیا۔ ہکذا مذہب اہل السنۃ اور جن فضلا امت اور علماء عصر نے یزید پر لعنت کرنے کو منع کیا ہے اس کی اس پر نظر ہے کہ لعن طعن کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے اس سے تو کلمات خیر جیسے قرآن مجید، وظیفہ اور درود شریف وغیرہ ورد زبان کیا کریں۔ جس سے روح ائمہ اطہار خوش ہو۔ مگر اہل سنت و جماعت کے محقق گروہ کے نزدیک یزید پلید صرف قتل امام حسین رضی اللہ عنہ کے حکم کرنے کی وجہ سے قطعی کافر ہے قطع نظر ان معاصی کے جو اپنے زمانہ میں اس نے مباح اور جائز کر دیئے تھے فی الجملہ یزید علماء اہل سنت و جماعت کے نزدیک مبغوض ترین شخص اور مقبوح ترین خلائق ہے کیونکہ جو ناشائستہ کام اس ملعون

Marfat.com

نے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کئے ہیں ویسے اس امت میں سے کسی اور نے نہیں کئے ہیں خدا اور فرشتوں اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کی ہر لحظہ ہر لمحہ ہر زبان اس ملعون پر اور اس کے تابعداروں اس کے یار و مددگار اس کے لشکر اس کے خادموں پر بے حد لعنت ہو۔ ہمارے علماء سلف اور مشائخ خلف نے اس ملعون و مطعون پر جو لعن وطعن کا ذکر اپنی اپنی کتب میں لکھا ہے اگر ان کا ذکر کروں تو یہ مختصر ایک بڑی مطول کتاب ہو جائے۔

قارئین یہ تمام روایات حضرت مفتی اکرام الدین نبیرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب، سعادت الکونین فی فضائل الحسنین سے ماخوذ ہیں۔

☆☆☆☆

Marfat.com

کربلا جانے والے اہل بیت اور جانثار

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ شریف سے عراق کی جانب سفر کرنے والوں میں آپ کے تین صاحبزادے آپ کے ہمراہ تھے۔ حضرت علی اوسط جن کو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، یہ حضرت شہر بانو کے بطن سے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲ ر سال تھی اور بیمار تھے۔ آپ کے دوسرے صاحبزادہ علی اکبر رضی اللہ عنہ تھے جو یعلی بنت ابی مرہ کے شکم سے تھے۔ ان کی عمر اٹھارہ برس کی تھی۔ یہ کربلا میں شہید ہوئے۔ آپ کے تیسرے صاحبزادے حضرت علی اصغر رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کی والدہ رباب بنت امری القیس قبیلہ بنی قضاعہ سے تھیں۔ آپ شیر خوار بچے تھے۔ آپ کی ایک بہن حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا بھی کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھیں اس وقت ان کی عمر سات سال تھی۔ کربلا میں حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا نکاح ہونے کی جو روایت مشہور ہے وہ غلط ہے۔ ان کا نکاح حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں آپ کے ساتھ تھیں۔ ایک شہر بانو اور دوسری حضرت علی اصغر کی والدہ رباب بنت امری القیس۔

سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے

سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے چار نوجوان فرزند حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت عمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہم۔ حضرت امام عالی مقام کے ہمراہ تھے اور کربلا میں شہید

Marfat.com

ہوئے تھے۔ حضرت عثمان ابن علی، حضرت عبداللہ ابن علی، حضرت محمد ابن علی اور حضرت جعفر بن علی رضی اللہ عنہم حضرت امام کے ہمراہ تھے اور سب کے سب نے کربلا میں شہادت پائی۔

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا پہنچنے سے پہلے ہی کوفہ میں شہید ہو چکے تھے اور تین فرزند حضرت عبداللہ، حضرت عبدالرحمن اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہم حضرت امام کے ہمراہ تھے اور کربلا میں شہید ہوئے۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے دو پوتے حضرت محمد اور حضرت عون حضرت امام کے ہمراہ حاضر ہو کر شہید ہوئے۔ ان کے والد کا نام حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ دونوں حضرت امام کے حقیقی بھانجے ہیں۔ ان کی والدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت امام رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ صاحبزادگان اہل بیت میں سے کل سترہ حضرات حضرت امام علی مقام رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حاضر ہو کر مرتبہ شہادت کو پہنچے اور حضرت امام زین العابدین، حضرت عمر بن حسن، محمد بن عمر بن علی اور دوسرے کم عمر صاحبزادے قیدی بنائے گئے۔

اہل بیت و دیگر بہتر جانثاروں کا یہ قافلہ ۹۱/افراد پر مشتمل ہے۔ جس میں ۱۹/اہل بیت کرام اور ۷۲/جانثار تھے جن کے اسماء یہ ہیں۔

اسماء گرامی جان نثاران

۱- زبیر بن حسان محمد

۲- سعد بن حنظلہ تمیمی

۳- بریر بن حفیر ہمدانی

۴- وہب بن عبداللہ کلبی

۵- ہاشم بن عتبہ مکی

۶- بشیر بن عمرو حضرمی

۷- نعیم بن عجلان انصاری

۸- زہیر بن قیس بجلی

۹- عمرو بن خالد صیداوی

۱۰- خالد بن عمرو مکی

۱۱- عبداللہ بن عمرو مکی

۱۲- عمرو بن عبداللہ صائدی

Marfat.com

۱۳- حماد بن انس محمدی

۱۴- وقاص بن مالک احمدی

۱۵- شریح بن عبید مکی

۱۶- مسلم بن عواسجہ اسدی

۱۷- بلال بن نافع بجلی

۱۸- مرہ بن ابی مرہ غفاری

۱۹- قیس بن مبتہ مدنی

۲۰- جویر بن مالک انصاری

۲۱- عمر بن صنیعہ قیسی

۲۲- یزید بن مثبت قیسی

۲۳- عبداللہ بن مثبت قیسی

۲۴- عامر بن مسلم انصاری

۲۵- عبیداللہ بن مثبت قیسی

۲۶- قعنب بن عمرو نمری

۲۷- سالم غلام آزاد عامر بن مسلم

۲۸- سیف بن مالک انصاری

۲۹- زہیر بن بشیر جعفی

۳۰- انس بن کاہد اسدی

۳۱- حبیب بن مظاہر اسدی

۳۲- قیس بن ربیعی انصاری

۳۳- عبداللہ بن عمرو بن خراق غفاری

۳۴- عبدالرحمن بن عروہ بن خراق غفاری

۳۵- حرہ باصریر غلام آزاد ابوذر غفاری

۳۶- شیت بن عبداللہ بہشتی

۳۷- فاسط بن زہیر ثعلبی

۳۸- ردوس بن زہیر ثعلبی

۳۹- کنانہ بن عتیق انصاری

۴۰- ضرعامہ بن مالک انصاری

۴۱- عمار بن حسان مدنی

۴۲- حسان بن حارث سلیمانی اسدی

۴۳- جندب بن حجر خولانی

۴۴- یزید بن زیاد مظاہر کندی

۴۵- طاہر غلام آزاد دین الحق خزاعی

۴۶- جبلہ بن علی شیبانی

۴۷- اسلم بن کثیر اعرج ازدی

۴۸- زہیر بن سلیم ازدی

۴۹- قاسم بن حبیب ازدی

۵۰- عمرو بن ندب حضرمی

۵۱- بدر بن معقل جعفی

۵۲- حجاج بن مسروق موذن لشکر شام

Marfat.com

۵۳-مسعود بن حجاج انصاری
۵۴-مجمع بن عبداللہ غائدی
۵۵-حر بن یزید ریاحی
۵۶-علی بن حر بن یزید بن ریاحی
۵۷-عمار بن ابی سلامہ انصاری
۵۸-شوذب غلام آزاد شاکر انصاری
۵۹-سعد بن عبداللہ اطبقی
۶۰-شیب بن حارث انصاری
۶۱-مالک بن سریع انصاری
۶۲-ابوتمامہ انصاری۔
۶۳-سلمان غلام آزاد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
۶۴-قاب غلام آزاد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
۶۵-عروہ غلام آزاد حضرت حر بن یزید ریاحی
۶۶-محمد بن انس انصاری
۶۷-مقداد انصاری
۶۸-مجاہد بن مروق
۶۹-حنظلہ بن اسد شیبانی
۷۰-عبداللہ بن عبداللہ بن کنن ارجنی
۷۱-مصعب برادر حر بن ریاحی
۷۲-عائس بن حبیب شاکری۔ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سیدنا امام حسین کے فضائل و مناقب اور واقعۂ کربلا پر تحقیقی کتاب
سیرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مرتب مولانا حافظ محمد عبدالاحد قادری

Marfat.com